پسرِ آدم

اِرمہ معین کے قلم سے

ناول ہی ناول پبلیشرز

انتباہ!

یہ ناول ہماری ویب ناول ہی ناول نے رائٹر کی فرمائش پر آپ سب کے لیے پیش کیا ہے۔اس ناول کا سارا کریڈٹ رائٹر کو جاتا ہے۔اس ناول میں غلطیاں بھی ممکن ہیں کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے تو اس ناول کی غلطیوں کی زمہ دار ویب نہیں ہو گی صرف اور صرف رائٹر ہی ہو گا ویب نے صرف اسے بہتر انداز سے سنوار کر آپ سب کے سامنے پیش کیا ہے

اس ناول کو پڑھیے اور اس پر تبصرہ کر کے رائٹر کی حوصلہ افزائی کیجیے

اپنے ناولوں کا پی ڈی ایف بنوانے کے لیے ہماری جی میل پر رابطہ کریں

Visit us at. http://novelhinovel.com

Novel Hi Novel

السلامُ علیکم !

ناول ہی ناول آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول کی ویب سائیٹ یا "صداقت آن لائن ڈائجسٹ، صائمہ آن لائن ڈائجسٹ یا سپر ریڈنگ میٹریل میں بھی دینا چاہتے ہیں تو بھی رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

Www.NovelHiNovel.Com

NovelHiNovel

NovelHiNovel@Gmail.Com

Support@NovelHiNovel.Com

03155734959

پسرِ آدم

از اِرمہ معین

"طیب اُٹھ جا بیٹے, اَسکول نہیں جانا تُو نے؟؟" چاند بی بی اپنے لاڈلے کو کوئی چوتھی بار اُٹھانے آئی تھیں۔

طیب چاند بی بی کا سب سے بڑا, سب سے لاڈلہ اور سب سے نالائق بچہ تھا, اس کے چار سال کے وقفے کے بعد لائن سے سات اور بچے تھے ! .....

"امّاں دروازہ بند کر لے, مجھے اسکول کے لئے دیر ہو رہی ہے" سفیان اسکول کا بھاری بستہ کندھے پر ڈالے یہ جا وہ جا۔

سفیان طیب کے بعد تیسرے نمبر پر ہے اس سے بڑی ہے زینب ! ....

"زینب, اے زینب سنتی کیوں نہیں" چاند بی بی اب طیب کی چارپائی کی پائنتی پر بیٹھے زینب کو بلا رہی تھیں۔

"نی زینب بھائی کے لئے ناشتہ بنادے, تازے پراٹھے ڈال دے, اوہ میرا بچہ اُٹھ جاب" وہ زینب کو حکم صادر کر کے دوبارہ طیب کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

"ہوں, پراٹھے بنالے, میری ساری سکھیاں باہر کھیل رہی ہیں اور میں یہاں بیٹھ کر پراٹھے ڈالوں" زینب منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے توا مٹی کے چولھے پر رکھنے لگی۔

زینب نے جیسے تیسے چھ جماتیں ہی پڑھی تھیں, پھر چاندبی بی نے اُسے گھر بٹھادیا کہ لڑکی ذات ہے زیادہ پڑھ کر کیا کرے گی, پھر بھی وہ طیب کے مقابلے میں بہتر تھی, طیب ماشاءاللہ چوتھی فیل تھا !......

****

گلگت بلتستان میں پہاڑوں کے بیچ خوبصورت گاؤں "خلتی" میں خلتی جھیل کے تھوڑے فاصلے پر چاندبی بی کا مٹی اور گارے سے بنا دو کمروں اور بڑے سے صحن والا گھر ہے۔ جہاں نوافراد پر مشتمل ایک بھرا پورا خاندان رہائش پزیر ہے، گھر میں چار چار پایوں کے علاوہ چند استعمال کے برتن اور کچھ چھوٹی موٹی چیزوں کے علاوہ کچھ نہیں، بڑے سے صحن میں رات چار پائیاں ڈال کر سب گھس گھسا کر سو جاتے ہیں جِسے جگہ نہ ملے وہ وہیں کھلے آسمان

تلے زمین پر کہیں بھی اوندھے منہ سو جاتا ہے۔اور جیسے جیسے جسکی صبح ہوتی جاتی ہے وہ اپنے روزمرہ کے معمولات پر نکل پڑتا ہے، چاندبی بی کا مجازی خدا علاؤالدین موٹر مکینک ہے اور اپنی ساری کمائی جوئے میں وقف کرتا ہے، چاندبی بی گاؤں میں عورتوں کی رلیاں بناتی ہے اور ٹانکا ڈالتی ہے، رضائیاں ہوں یا سلائی کڑھائی کا کوئی کام، سب چاندبی بی کے پاس ہی آتے ہیں، اس سے جو رقم آتی ہے اس سے گھر کا چولھا جلتا ہے، اب تو چاندبی بی نے یہی کام ہو باہو زینب کو بھی سکھا دیا ہے اب وہ سولہ سالہ لڑکی بھی رلیاں بناتی ہے اور سویٹر بُنتی ہے، چاندبی بی کی چار بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں سفیان کے بعد ہے سلمان اور اسکے بعد ہے فاطمہ، زینب کے بعد اب چاندبی بی ۱۳ سالہ فاطمہ کو یہ ہنر بڑے جوش و خروش سے سکھا رہی ہیں، جو بڑی ہی مشکل سے ابھی چوتھی کلاس میں گئی ہے، ماشاءاللہ اتنی ہوشیار تو ہے کہ دو سال میں ایک جماعت پاس کر ہی لیتی ہے جبکہ اس سے بڑا سلمان ابھی تک تیسری جماعت میں ہی ہے اور اندیشہ ہے کہ یہ اسکا اسکول میں آخری سال ہوگا، باقی بچے لائبہ، زین اور ماہم، نیچے کی کھرچن، ان بیچاروں کا کوئی پُرسانِ حال نہیں، پچھلے سال لائبہ اور زین کو گاؤں کے کسی شخص نے اسکول میں داخل کروا دیا تھا اب دونوں ہی پہلی جماعت میں تھے حالانکہ دونوں میں ایک سال کا فرق ہے خیر رہی ماہم تو اسے نا گھر میں کوئی پوچھتا

ہے نا باہر ،اسکی عمر کا کوئی بچہ جو نہیں گاؤں میں ،لائبہ اور زین اس سے زیادہ بڑے نا تھے پھر بھی اسے خاطر میں نالاتے،ایک سفیان ہی تھا جسے اسکی فکر تھی ،وہی اسے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلا لیا کرتا تھا وہی اسکے لئے آتے ہوئے کوئی ٹافی وغیرہ لے آیا کرتا تھا،وہی تو تھا جو بڑا تھا،وہی تو تھا جسے سب کی فکر تھی,وہی تو تھا جسے حالات بدلنے تھے،حالات ہی تو ہوتے ہین جو کم عمری میں ہی صدیوں کا سفر طے کروا دیتے ہیں !

"سفیان! چل دانش اپنے ابّا کی موٹر سائیکل لایا ہے،چل چکر مار کر آتے ہیں"

وہ اسکول گراؤنڈ کی سیڑھیوں پر بیٹھا اتنے شور میں بھی پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا،جب فہد نے اسکے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں بھائی میں نہیں جا رہا،مجھے ابھی پڑھنا ہے،تُو جا،اس بار تو بڑا امتحان ہے فیل ہو گیا تو امّاں نے مجھے بھی نکلوا دینا ہے اسکول سے" سفیان نے فوراً نفی میں گردن ہلاتے ہوئے منع کر دیا۔

ہاں تو اسکول کے بعد پڑھ لیونا، ابھی تو چل تھوڑی سی تو دیر ہے، اور اتنے شور میں تو مجھے تو تیری آواز صحیح سے نہیں آ رہی، تجھے سبق کیسے سمجھ آئے گا؟"

"نہیں اسکول کے بعد مجھے دکان پر جانا ہے، استاد نے کہا تھا آج ضرور آؤں، کوِئی ضروری کام سکھانا ہے، پھر رات تک وقت نہیں ملے گا، مجھے ابھی ہی پڑھنے دے تُو جا"

"اچھا چل تُو نہیں جا رہا تو میں بھی نہیں جا رہا، چل دِکھا کیا پڑھ رہا ہے مجھے بھی بتا"

فہد بھی وہیں اسکے ساتھ کتاب کھول کر بیٹھ گیا۔

فہد کی دوستی سفیان کے لئے اللہ کی رحمت تھی وہ یہ رحمت دیکھ کر مسکرا دیا۔۔۔!

****

"آ میرا بچہ تُو آ گیا" چاندنی بی آج تو سفیان کو دیکھ وارے نیارے ہو رہی تھیں۔

"جی امّاں" وہ بستہ رکھتے ہوئے بولا اور کپڑے تبدیل کرنے چلا گیا، یہ واحد ہی تھا جسے کپڑے تبدیل کرنے کے لئے کہنا نہیں پڑھتا تھا۔

"نی زینب بھائی کے لئے کھانا لگا دے جلدی سے" آج تو چاند بی بی کی ممتا اُمڈ اُمڈ کر آ رہی تھی۔

وہ کپڑے تبدیل کر کے وہیں اُنکے پاس بیٹھ گیا۔۔۔۔!

"لے میرا بچہ کھا" صبح طیب کا بچا ہوا کھانا گرم کر کے تھال سفیان کے سامنے رکھتے ہوئے بڑے لاڈ سے بولیں۔

اس نے خاموشی سے کھانا شروع کر دیا، یہی خاموش مزاجی اسکی ذات کا حصہ بن گئی تھی۔

"امّاں گڑیا کہاں ہے اُس نے کھانا کھایا" پوچھا بھی تو بس اتنا، وہ ماہم کو گڑیا کہا کرتا تھا۔

"ہاں ہاں کب کا کھا چکی باہر گلی میں کھیل رہی ہو گی" چاند بی بی نے خاصی لاپرواہی سے جواب دیا۔

سفیان کو انکی لاپرواہی بہت چبھتی تھی، لیکن کچھ کہتا نہیں تھا بس سوچتا تھا کہ جب ماں باپ توجہ نہیں دے سکتے تو پیدا کیوں کرتے ہیں، یہ بھی بھلا کوئی زمانہ ہے بیٹیوں کو باہر چھوڑ کر خبر تک نا لینے کا۔۔۔۔!

Visit us at. http://novelhinovel.com

NOVEL HI NOVEL

"میرے لال، کچھ پیسے ہوں تو دے دے، طیب ہے نا بڑی ضد کر رہا ہے کہ موٹر سائیکل لے کر دوں، اس کے لئے پیسے جمع کئے تھے کچھ کم پڑھ رہے ہیں تُو کچھ کر دے"

اور سفیان انہیں دیکھ کر رہ گیا، یہاں کھانے کو پیسے پورے نہیں ہوتے اور امّاں اسکی موٹر سائیکل کے لئے جوڑ رہی ہے۔۔۔۔۔!

"امّاں کل جو دکان سے حساب بنا تھا وہ سب تجھے لا تو دیا تھا، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں"

وہ کہہ کر دوبارہ کھانے لگا۔

"ہاں تو بشیر سے بول پورا پورا دن تو اسکے پاس رہتا ہے، اتنی دیر دکان کھولے تو زیادی آمدنی نا ہو؟ اُس سے اُدھار لے لے" چاندبی بی کا لہجہ فوراً بدلا تھا۔

"امّاں میں بشیر بابا کے پاس کام سیکھتا ہوں، کرتا نہیں ہوں، یہ تو شکر ہے کہ وہ سکھانے کے پیسے نہیں لیتے" وہ دکان سے آنے والی ساری آمدنی چاندبی بی کے ہاتھ پر رکھ دیتا تھا، لیکن اس نے کبھی یہ نہیں بتایا تھا کہ بشیر بابا اسے روز سو روپے دیا کرتے تھے تاکہ وہ دل لگا کر کام بھی سیکھے اور اسکا وقت بھی ضائع نا ہو، وہ انکے چھوٹے موٹے کام کر دیا کرتا تھا، وہ

ڈیڑھ سال سے یہ رقم جمع کر رہا تھا کہ ضرورت کے وقت کام آئے گی، چاندبی بی کو دیتا تو کچھ نا بچتا، لیکن ماں کا بدلہ لہجہ ہمیشہ اسکا دل چیر دیتا تھا۔

باقی کا کھانا اس نے تنہا بے دلی سے بیٹھ کر کھایا، چاندبی بی تو کب کی جا چکی تھیں۔

****

"آجا پُتر کھانا کھا کر آیا ہے نا" بشیر بابا نے اپنے ازلی خلوص سے پوچھا۔

"جی بابا کھا کر آیا ہوں" وہ اپنی عمر سے زیادہ سنجیدہ اور بڑا بڑا لگتا تھا، لیکن چہرہ بالکل معصوم بچوں جیسا تھا۔

"چل آجا پھر میں تیرا ہی انتظار کر رہا تھا، ہم نے اب تک جو گاڑیاں بنائی ہیں نا اُسکا انجن اس سے ذرا مختلف ہے، کام بھی تھوڑا زیادہ ہے اس لئے میں نے سوچا تیرے سامنے ہی شروع کروں، بیٹا یہ تیرے بڑے کام آئے گا آگے" بشیر بابا الگ الگ سائز کے فکس پانے اور پلاس لے کر ایک گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے اسے بتانے لگے۔

وہ دلچسپی سے بشیر بابا کو کام کرتے دیکھتا رہا یکے بعد دیگرے انہیں جس چیز کی ضرورت ہوتی انکے مانگنے سے پہلے انکے ہاتھ میں پکڑا دیتا، یہی شوق اور دلچسپی دیکھ کر بشیر بابا اسے زیادہ سے زیادہ سمجھاتے تھے وہ ذہین تھا اس لئے سیکھ بھی جاتا تھا۔

"پُتر تیرے باپ کو بھی سیکھنے کا بڑا ہی شوق تھا، ایسے ہی دل لگا کر سیکھتا تھا، میں نے اسے بھی بڑی محنت سے سِکھایا، لیکن اس جوئے نے تو اسکی مت ہی مار دی، بیٹا یہ بڑی بُری لت ہے، کبھی بھی اس راہ کی طرف مت جانا، محنت کرنا اللہ تمہیں کامیابی دے گا، بس غلط راستہ نا چُننا اپنی دنیا ور آخرت نا بگاڑنا" بشیر بابا اسے کام کے ساتھ ساتھ ایسی بہت سی باتیں سِکھاتے تھے یہی وجہ تھی کہ اسکا زیادہ وقت یہیں گزرتا تھا، اسے بشیر بابا کو سُننا اچھا لگتا تھا۔

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گا بشیر بابا، مجھے اپنے خاندان کو سنبھالنا ہے" وہ بالکل سنجیدگی سے بولا۔

"اچھا بتا تیرے امتحان کب سے ہیں؟" بشیر بابا کے ہاتھ تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔

"اگلے ماہ سے" وہ ہاتھوں کی حرکت ایسے دیکھتا تھا کہ کہیں زیر زبر کی غلطی نا ہو جائے۔

"تیاری ہو گئی پُتر "

"جی کر رہا ہوں "

چل پھر آج تو کام زیادہ تھا، کل چھٹی کر کے اچھی طرح تیاری کرنا، نویں جماعت کا پرچہ ہے نا، مشکل ہو گا، لیکن دیکھ بیٹا دل لگا کر پڑھائی کر، نقل نہیں کرنی اور فیل بھی نہیں ہونا "

"جی بشیر بابا میں کر رہا ہوں تیاری ان شاء اللہ اچھے نمبروں سے پاس ہوؤں گا" .

اور بشیر بابا کو یقین تھا کہ وہ پاس ہو جائے گا !....

"سلام چاچی"

"وعلیکم سلام میری دھی، کتنے دن بعد آئی ہے "

"بس چاچی تجھے پتا تو ہے امّاں کا کہیں آنے جانے نہیں دیتی" زینب منہ بسورے بیٹھ گئی۔

"ہاں بھئی اللہ ہی ہدایت دے علیمہ کو بڑے لاڈلے کو تو کچھ کہتی نہیں چھوٹوں کو پیل کر رکھا ہے"

"چھوڑ چاچی رملہ کدھر ہے۔" رملہ زینب کی پکی دوست تھی، عمر میں ذرا چھوٹی تھی لیکن دونوں دل کی ساری باتیں ایک دوسرے سے کر لیا کرتے تھے۔

"ابھی رسوئی سمیٹ کر اندر گئی ہے جا اندر ہی چلی جا۔"

"ہائے رملہ کتنی بے مروت ہے میں نا آئی تو تُو ہی آ جاتی۔" زینب نے اسے دیکھتے ہی شکوہ کیا۔

زینب کو دیکھتے ہی اسکا چہرہ کھل گیا تھا، بلاشبہ وہ گاؤں کی سب سے حسین لڑکی تھی، اکلوتی تھی صرف ایک ہی بھائی تھا اور ایک ہی دوست تھی زینب۔۔۔!

"ہائے کتنے دن بعد آئی ہو زینب۔" وہ محبت سے اسکا چہرہ چوم رہی تھی۔

"میں تو پھر آ گئی تم سے اتنا نا ہوا کہ تم آ جاتیں۔" زینب نے ہنوز منہ بنایا ہوا تھا۔

"اچھا معاف کر دو نا میری پیاری بہن، بتاؤ چائے تو پیو گی نا میرے ہاتھ کی۔" نا آنے والی بات وہ پھر گول کر گئی۔

****

"بھائی اتنی دیر سے کیوں آیا، سارے بچے چلے گئے تھے۔" رملہ روہانسی سی ہو کر شکایت کرنے لگی۔

"ہاں تو اور بھی کام ہوتے ہیں میرے تیری طرح اسکول جا کر بیٹھ نہیں جاتا، لانے لے جانے کا چکر الگ گلے پڑ گیا ہے۔" چاک گریبان، ہونٹوں میں دبا نسوار، کان میں اڑا دو روپے کا سکہ اور دانتوں میں اڑی ماچس کی تیلی، بولتا بھی تو ایسا لگتا زبان موڑ موڑ کر بول رہا ہو۔

اب تو رملہ کو باقائدہ رونا آ رہا تھا۔

"ہے جگر، کدھر جا رہا ہے۔" یہ طیب تھا، جو گھر کی چھوٹی منڈیر سے کھوُد کر ڈائریکٹ ان کے سامنے نازل ہوا تھا۔

"کچھ نہیں اسے اسکول سے لینے گیا تھا، اب گھر جا رہا ہوں۔" طلحہ نے رملہ کی طرف اشارہ کر کے کہا تو وہ چہرہ چادر میں چھپائے اور اسکے اوٹ میں ہو گئی۔

"اچھا تُو لاتا لے جاتا ہے اِسے۔" طیب کی نظروں میں غلاظت ہی غلاظت تھی۔

"پہلے تو خود ہی آتی جاتی تھی، آج کل پتا نہیں کونسا نیا ڈرامہ شروع کیا ہے۔" وہ بھی بے زاری سے طنز کر رہا تھا۔

"بھائی گھر چلیں۔" اسکے آنسو خشک تھے لیکن وہ خوف زدہ نظر آ رہی تھی۔

"ہاں گھر ہی جانا ہے، چل جگر اسے گھر چھوڑ کر آتا ہوں پھر ملتا ہوں۔ "

"ہاں ٹھیک ہے جا، پر جلدی آنا، تجھ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" وہ رملہ کو دیکھ کر ذو معنی انداز میں کہہ رہا تھا۔

رملہ پوری بات سنے بغیر طلحہ سے پہلے ہی جلدی جلدی آگے بڑھ گئی۔

****

"زینب کدھر جا رہی ہو؟" سفیان کمرے سے نکلا تو زینب کو چادر اوڑھے دیکھ کر پوچھ لیا۔

"رملہ کی طرف جا رہی ہوں، خود تو آتی نہیں اکیلی جو ہوتی ہے اس لئے جب مجھے یاد آتی ہے تو میں چلی جاتی ہوں اسکی طرف۔ "

سفیان اسکا مان تھا، اس لئے وہ ہر بات تفصیل سے کر لیتی تھی، یوں بھی رملہ کے نام سے ایک نرم تاثر اسکے چہرہ پر اُبھر تا تھا، جسے وہ مسکراہٹ میں چھپا لیتا، لیکن زینب اسکی پسندیدگی جانتی تھی، پر ہوا نادیتی کیونکہ اسکی عمر اور گھر کے حالات اس سب کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

"ہاں کافی مہینے ہو گئے آئی نہیں وہ، اور باہر گھومتے پھرتے بھی نہیں دیکھا اُسے، بس ایک دو دفع اسکول جاتے دیکھا تھا، اچھا کرتی ہو چلی جاتی ہو اسکا بھی دل بہل جاتا ہو گا، رکو میں چھوڑ کر آتا ہوں" وہ فوراً ہی قمیض پہن آیا تھا۔

"میں چلی جاؤں گی، تم ابھی تھکے ہوئے آئے ہو آرام کرو۔" وہ اسے پیار سے کہنے لگی۔

"دو گلی پیچھے ہی تو گھر ہے اسکا کونسا شہر میں رہتی ہے۔" وہ ہمیشہ نظریں جھکا کر ہی بات کرتا تھا جیسے ابھی۔

"چلیں"

"ہاں چلو بھائی۔" زینب چادر سلیقے سے لیکر سفیان کے پیچھے ہولی۔

"تمہارا نویں کا نتیجہ آ گیا سفیان۔" وہ چلتے چلتے یونہی اس سے باتیں کرتی تھی۔

"دو مہینے پہلے ہی آ گیا تھا، اللہ کا شکر ہے اچھے نمبروں سے پاس ہو گیا ہوں"

"تم نے بتایا ہی نہیں۔" وہ اسے دیکھ کر خوشی سے کہنے لگی۔

"تم نے پوچھا ہی نہیں۔" وہ سادگی سے مسکرا دیا۔

اس نے چلتے چلتے رک کر سوچا کہ کیسا تھا سفیان، سب کی سنتا تھا بس اپنی نہیں کہتا تھا، اور تھا بھی کون جو اسکی سنتا، کاش کوئی ہوتا۔

"کیا ہوا رک کیوں گئیں۔" اس نے مڑ کر دیکھا تو وہ کسی سوچ میں گم کھڑی تھی، اسکے پکارنے پر سر جھٹک کر چل دی۔

"دسویں کے امتحان کب ہیں پھر۔" دو پل خاموشی کے گزرے اور وہ پھر شروع۔

"تین مہینے ہیں ابھی "

"پھر تیاری کب کرو گے، میں نے تو تمہیں پڑھتے نہیں دیکھا"

"اسکول کے بعد ایک گھنٹہ اُدھر ہی ہوتا ہوں، پڑھتا ہوں، پھر استاد جی بھی اب دیر سے بلاتے ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ دسویں کے امتحان کے بعد انہیں کے پاس کام پر لگ جاؤں"

"ہاں تو یہ تو اچھی بات ہے نا، انہوں نے تمہیں اتنا اچھا کام سکھایا ہے، تم انکے پاس ہی کام کرو گے تو وہ تمہارا خیال بھی رکھیں گے اور تم بھی انکا خیال رکھنا،" وہ ایک دوست کی طرح اسکی کمر تھپک رہی تھی۔

"ہاں یہی سوچ رہا ہوں پہلے امتحان اچھے سے دے لوں، پھر کام شروع کروں گا، ابھی امّاں کو مت بتانا"

"ہاں ٹھیک ہے، چلو اب دو گھر چھوڑ کر ہی رملہ کا گھر ہے یہاں سے میں چلی جاؤں گی تم جاؤ"

"چلو ٹھیک ہے۔" وہ کہہ کر پلٹ گیا۔

گھر پہنچ کر اس نے قمیض اُتار کر ٹانگی، آدھی آستینوں کی شرٹ پہنی اور آرام دہ حلیئے میں کتاب لے کر بیٹھ گیا۔

)چاند بی بی محلّے میں کسی بیمار کی عیادت کے لئے گئی ہوئی تھیں، ابّا میاں نشے میں دُھت کہیں سب ہار کر پڑے ہونگے، طیب دوستوں کے ساتھ آوارہ گردی میں مصروف، زینب رملہ کی طرف اور باقی بچّے نادارد، ایسے میں سفیان تنہا کمرے میں لیٹا، کتاب سینے پر رکھے ناجانے کس سوچ میں غرق تھا(

بمشکل آدھا گھنٹہ گزرا تھا کہ اسے گمان گزرا کی کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا ہے، اور پھر زینب کی سسکیوں سے رونے کی آواز۔

"زینب! زینب کیا ہوا ہے؟" وہ زمین پر بیٹھی روئے جارہی تھی، سفیان اُسے روتا دیکھ کر بوکھلا گیا، اُسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ کیسے چپ کروائے۔

وہ ایک دم کھڑے ہو کر اسکے سینے سے لگ کر اور رونے لگی۔

وہ اس سے چھوٹا تھا، لیکن قد کاٹھ اور سوبر طبیعت کی وجہ سے اس سے بڑا ہی لگتا تھا۔

وہ بچوں کی طرح اسکا سر سہلانے لگا، ساتھ رونے کی وجہ بھی پوچھتا رہا، جب وہ نا بولی تو اسے بٹھا کر اسکے لئے پانی لینے چلا گیا۔

"اب رونا تو بند کرو اور مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔" وہ اسے پانی پلا کر وہیں چار پائی پر اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

وہ اب قدرے سنبھلی ہوئی لگتی تھی، لیکن سسکیاں ہچکیوں کی صورت ہنوز برقرار تھیں۔

"زینب! تم مجھے ڈرا رہی ہو، بتاؤ نا کیا ہوا ہے؟ "

"سفیان، طلحہ بھائی جان نے رملہ کو بہت مارا ہے، وہ چار پائی کی رسّی سے اُسے مار رہے تھے، نشے میں تھے شاید، بار بار اُسے بدذات کہہ رہے تھے، چاچی نے بچانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ بہت غصے میں تھے، اُنہوں نے بہت مارا رملہ کو سفیان میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اسکے ہونٹ اور سر سے خون نکل رہا تھا، وہ چیخ چیخ کر رو رہی تھی، اسکی آستین بھی پھٹ گئی تھی، طلحہ بھائی جان جب غصّے میں باہر چلے گئے تو میں رملہ کے پاس گئی اُسے چُپ کروانے تو اُس نے مجھے دھکّا دے دیا، اُس نے چیخ کر کہا کہ میں چلی جاؤں ، دفع ہو جاؤں اور یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے، سفیان میں نے کیا کیا، میری کیا غلطی تھی، اُس نے ایسا کیوں کہا، میری وجہ سے طلحہ بھائی جان بھلا اُسے کیوں ماریں گے" وہ بتاتے بتاتے ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی اور وہ ہونقوں کی طرح بیٹھا

صرف اُسے سن رہا تھا، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے، یہ سب کیوں ہوا اور طلحہ نے رملہ کو کیوں مارا۔

"سفیان یہاں کیوں بیٹھا ہے گھر نہیں جانا۔" فہد کو آج صبح سے ہی وہ چپ اور پریشان لگا تھا۔

"ہاں گھر ہی جانا ہے۔" اس نے غائب دماغی سے جواب دیا،

"تو چل چلتے ہیں، راستے میں لالا کے ڈھابے سے چائے بھی پی لیں گے۔"

"یار تُو جا میرا آج موڈ نہیں ہے۔" وہ سر جُھکائے گراونڈ میں لگی اَن چاہی گھاس توڑ رہا تھا جو گراونڈ کے کناروں سے اور بیچ کی ہر دراڑ سے پھوٹ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے دوست میں دیکھ رہا ہوں آج تو نے ایک بھی کلاس صحیح سے نہیں لی، اور اب چھٹی کے بعد بھی کب سے یہیں بیٹھا ہے، پڑھ بھی نہیں رہا، کوئی مسئلہ ہے تو بول نا یار۔"

"نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" وہ بھاری دل سے مسکرایا۔

"کوئی پریشانی ہے؟" فہداب بھی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں بھائی کوئی پریشانی نہیں۔"

"نہیں سفیان کچھ تو ہے، تیری شکل بتا رہی ہے اور ایسا ہو نہیں سکتا کہ تجھے پڑھنے کا وقت ملے اور تو یوں گھاس توڑنے میں ضائع کردے، ہاں اگر تو بتانا نہیں چاہتا تو میں چلا جاتا ہوں، لیکن جب دل ہلکا کرنا چاہے آجانا میں تجھے سننے کے لیے ہمیشہ ہوں۔" وہ کہہ کر جانے کے لیے کھڑا ہو گیا تھا۔

"رملہ کے بھائی نے اس پر ہاتھ اُٹھایا۔"

"رملہ! وہ زینب کی دوست جسے تُو....." اُس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

وہ سب ایک ہی گاؤں میں رہتے تھے, اس لیے ایک دوسرے کو اچھے سے جانتے تھے ...

.!

"ہاں وہی رملہ"!

"لیکن کیوں؟ ہوا کیا تھا؟" وہ پھر وہیں اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"پتا نہیں۔" وہ خود سوچ سوچ کر تھک گیا تو گھٹنوں پر سر ٹکا دیا۔

"کیا مطلب پتا نہیں، تجھے بتایا کس نے یہ سب؟ "

"زینب گئی تھی، اس نے خود دیکھا، طلحہ نے اسے جانوروں کی طرح مارا ہے، وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے، رملہ بہت معصوم ہے کوئی اس پر ہاتھ کیسے اُٹھا سکتا ہے؟" وہ اور غمزدہ ہو گیا تھا۔

"اللہ خیر، پتا نہیں کیا ہوا ہو گا، لڑکی تو بہت سیدھی سادھی سی ہے۔" فہد خود سوچ میں پڑ گیا۔

"رملہ نے زینب سے کہا کہ سب اس کی وجہ سے ہوا ہے، کہیں طلحہ کو پتا تو نہیں چل گیا جو میں رملہ کے لئے محسوس کرتا ہوں؟"

"اُسے کیسے پتا چلے گا، اپنے احساس کو الفاظ تو تُو نے کبھی خود اپنے سامنے بھی نہیں دیئے۔ "

اور فہد صحیح کہہ رہا تھا، سفیان رملہ کا نام تک اپنی زبان پر لانے سے ڈرتا تھا کہ کہیں اسکی معصومیت پر کوئی تہمت نا لگ جائے، اس لیے خاموشی سے سر جھکا لیا!.....

"پھر کیا ہوا ہو گا۔" وہ دونوں ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھا تھا۔

"تُو زینب کو بھیج، وہ دوست ہے اس کی وہ پوچھ کر آجائے گی۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے، آج کہتا ہوں اُسے۔"

****

"زینب!" وہ اسکول سے آتے ہی کمرے میں اگیا تھا، آج اتفاقاً سارا ٹبّر گھر پر ہی تھا اور وہ سب کے سامنے زینب سے بات نہیں کر سکتا تھا، اس لئے اندر آکر اُسے آواز دی۔

"زینب، آہ اس شور میں ایک آواز میں کوئی سن ہی نہیں سکتا" وہ پہلی دفع بیزار نظر آرہا تھا۔

"ہاں بول۔" وہ گیلے ہاتھ دوپٹے سے پونچھتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔

"تم گئیں نہیں دوبارہ رملہ کی طرف۔" وہ اپنی کیفیت چہرے پر عیاں نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے قدرے سنبھل کر کہا۔

"کل گئی تھی۔" وہ افسردگی سے کہتی چارپائی پر ٹِک گئی۔

"پھر کیا کہا اُس نے، کیوں کیا طلحہ نے ایسا۔"

"پتانہیں۔"اس کی آنکھیں پھر بھیگ گئی تھیں۔

"کیا مطلب، تم گئی جو تھیں تم نے پوچھا نہیں؟"بے چینی بڑھنے لگی تھی۔

"چاچی نے سیدھے منہ بات نہیں کی انہیں میرا جانا اچھا نہیں لگا تھا،اور رملہ! وہ تو مجھے دیکھ کر اندر چلی گئی،دروازہ تک بند کر لیا تھا،اسکے چہرے پر ابھی بھی نشان تھے،آنکھ بھی نیلی ہو رہی تھی مجھے دکھ ہوا اسے دیکھ کر اور اسکے روِیئے سے بھی،پھر میں بیٹھ کر کیا کرتی آگئی واپس۔"اب تو قطار کی صورت آنسو رواں تھے۔

وہ خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا،لفظ تھے بھی نہیں کچھ کہنے کو۔

"سفیان میں نے کیا کیا؟میری وجہ سے یہ سب کیوں ہوا ہو گا؟وہ شکایت اور غم کے ملے جلے تاثرات سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"پتانہیں،تم دوبارہ جاؤنا کیا پتا اسکا غصہ کم ہو تو وہ بتادے آخر بات کیا ہے۔ "

"کل جاؤں گی آج تو امّاں نہیں جانے دے گی۔"

"ہاں کل چلی جانا۔"

وہ پھر پلو سے آنسو پونچھتی ہوئی اُٹھ گئی!.....

****

"کیسا ہوا تیرا پرچہ؟"

"اچھا ہوا، تیرا کیسا ہوا؟"

"بس ہو ہی گیا۔" فہد کو تعلیم میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی وہ بس سفیان کے ساتھ رہنے کو، اور کچھ سفیان کی ضد پر پڑھ لیتا تھا، لیکن ذہین ہونے کی وجہ سے معمولی توجّہ سے بہتر نمبروں سے پاس ہو جاتا تھا۔

"بس کل آخری ہے وہ بھی اچھا ہو جائے بس۔" رہی سہی سی مسکراہٹ بھی کئی مہینوں سے گم تھی مشینی زندگی تھی بس دسویں پاس کرنی تھی۔

رملہ کا کچھ پتا نہیں تھا اس نے گھر سے نکلنا چھوڑ دیا تھا، اسکول تک چھوڑ دیا تھا، زینب نے کئی بار ملنے کی کوشش کی لیکن پھر مایوس ہو کر چُپ ہو گئی، جانا بھی چھوڑ دیا، کوئی نہیں جانتا کہ اس دن کیا ہوا تھا بس سب خاموشی سے زندگی میں اپنے کردار ادا کرتے رہے۔۔۔!

****

"دل لگ گیا کام میں پُتر؟"بشیر بابا ایسے ہی شفقت سے سر پر ہاتھ پھیر کر بات کرتے تھے۔

"جی استاد جی لگ گیا۔"وہ کباڑ میں سے نکلے کسی پرانے انجن میں گُھسا ہوا تھا۔

"فہد کہہ رہا تھا وہ بھی آئے گا تیرے ساتھ آیا نہیں؟ "

"نہیں کہہ رہا تھا ایک دن اور چھٹّی کرے گا کل سے آئے گا،دماغ اچھا ہے اُس کا استاد جی جلدی سیکھ جائے گا۔ "

"ہاں سیکھ تو جائے گا اچھا ہے نا نتیجہ آنے تک فارغ نہیں رہے گا۔"

"جی استاد جی۔"وہ پورے انہماک سے اس کباڑ سے نکلے انجن کو صحیح کرنے میں لگا ہوا تھا اور اپنے فن میں ماہر ہوتا جا رہا تھا۔

"اچھا پُتر سُن۔"وہ اب کپڑے سے ہاتھوں کی کالک پونچھنے لگے۔

اس نے سر اُٹھا کر سوالیہ نظروں سے دیکھا،وہ بھی اب کام چھوڑے بیٹھا تھا!.....

"دبئی جائے گا؟ "

"کون میں؟" وہ حیرت سے اپنی طرف اشارہ کیئے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں میرا ایک شاگرد گیا ہوا ہے، وہ کہہ رہا تھا کہ اچھا کام مل رہا ہے، تنخواہ بھی اچھی ہو گی، تُو تھوڑا پڑھا لکھا بھی ہے، کمانا بھی چاہتا ہے، کام بھی اچھے سے سیکھ گیا ہے اس لئے میں نے سوچا پہلے تجھ سے پوچھ لوں، باقی لڑکے اور ہیں تُو نہیں جائے گا تو انکا نصیب"

"استاد جی گھر والوں کو چھوڑ کر کیسے جاؤں۔" سترہ سال کی عمر تک جو گاؤں سے باہر نہیں گیا تھا اسکا ملک سے باہر جانا مشکل تھا۔

"ابھی تو ویسے بھی میرا شناختی کارڈ تک نہیں بنا، کیسے جاؤں گا؟" وہ بہانے گڑھنے لگا۔

"چل پُتر جیسی تیری مرضی۔" وہ پھر سر پر ہاتھ رکھ کر اُٹھ گئے۔

"آجا پُتر روٹی کھالے۔"

"جی آرہا ہوں استاد جی۔"

****

"اماں۔ "

"کیا۔"امّاں طیّب کے سر میں تیل ڈال رہی تھیں، روکھا سا جواب دیا۔

"امّاں استاد جی نے کہا میں اچھا کام سیکھ گیا ہوں، دبئی میں نوکری مل جائے گی۔"اس نے خوشی خوشی اپنے کام کی تعریف امّاں کو بتائی۔

"ہیں سچّی تُو دبئی جائے گا۔"چاندبی بی کی آنکھیں چمکیں۔

"نہیں نہیں میں نے منع کر دیا استاد جی کو میں بھلا تم لوگوں کے بغیر کیسے رہوں گا۔"اسے لگا امّاں اسے پیار کرے گی۔

"تجھے ہماری فکر ہوتی تو جاتا نا، ایسے موقعے قسمت والوں کو ملتے ہیں، تُو جاتا تو ہمارے حالات بھی بدل جاتے، لیکن ہے نا تُو اپنی باپ کی طرح خود غرض، اپنی ہی سوچی تُو نے" چاندبی بی تو تلملا گئی تھیں۔

"امّاں میں تم لوگوں کے بغیر کیسے رہتا؟"اسکا نوالہ حلق میں اٹکنے لگا تھا۔

"کوئی مر نہیں جاتا، عادت پڑ ہی جاتی ہے کونسا ہمیشہ کے لئے جانا تھا، کچھ سال بعد واپس آجاتا۔"

"جی۔"وہ نظریں جھکا کر کھانے لگا بلکہ آنسو اندر اُتار کر کھانا نگلنے لگا۔

"جی کیا، بشیر سے کل ہی بول کے تُو جائے گا۔" چاند بی بی نے جیسے فیصلہ سنایا تھا۔

"میں نہیں جاسکتا میرا شناختی کارڈ نہیں بنا ہوا۔"

"تو کیا ہوا دو ماہ بعد ہو جائے گا نا اٹھارہ کا، پھر بنوالیو شناختی کارڈ، مسئلہ کیا ہے۔" طیّب نے بھی فقرہ دیا۔

"دو ماہ بعد بھی درخواست دوں گا تب بھی ایک مہینہ لگ جائے گا بنتے بنتے، پھر وہ ایک اور ہوتا ہے پاسپورٹ وہ بنتا ہے پھر مزید کاغذی کاروائی ہوتی ہے، اُنکے پاس اتنا وقت نہیں ہے، اُنہیں جلدی کوئی چاہیئے کام کے لئے"

"تو بشیر بابا کو بول نا وقت لے لے تھوڑا۔" طیّب تو پیچھے ہی پڑ گیا تھا۔

"نہیں ہے اُن لوگوں کے پاس وقت، دوبارہ کام آیا تو ہو جاؤں گا دفع۔" اُسے یہ بات بتانی ہی نہیں چاہیئے تھی، اُسے غلطی کا احساس ہوا، دل تو ٹوٹا تھا ساتھ میں مان بھی ٹوٹ گیا تھا.

وہ کھانا ادھورا چھوڑ کر نکل گیا تھا، اسے پتا تھا اب اِسے آدھی رات تک گاؤں کی کچّی سڑکوں پر بے مقصد گھومنا تھا!...

****

ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا اور چاند بی بی کا موڈ سفیان کے دبئی نا جانے پر ابھی تک خراب تھا!.....

"امّاں گڑیا نے کھانا کھایا ہے؟ اتنی جلدی کیسے سو گئی." دکان سے آ کر وہ سلام دعا کے بعد وہیں صحن میں چارپائی پر بیٹھ گیا.

"ہاں تُو کما کما کر دے رہا ہے نا جو سب کے کھانے کا حساب لیتا ہے." چاند بی بی تو جلی بھنی بیٹھی تھیں۔

"کماتا تو ہے پورے دن کام ہی کرتا ہے اور جو کماتا ہے لا کر تمہیں دے دیتا ہے، عمر سے زیادہ بوجھ تو اٹھایا ہوا ہے اور کیا کرے بیچارہ۔" یہ زینب تھی جو اسکی طرف داری کر رہی تھی "اپنے لاڈلے کو تو کچھ نہیں کہتیں، سب سے زیادہ وہی کھاتا ہے اور دیتا ایک ڈھیلا بھی نہیں، اور رعب ایسا نوابوں والا جیسے وہی ہمیں پال رہا ہے۔" اس کا اِشارہ طیّب کی طرف تھا

"ہائے ہائے اللہ، بھائی کے نوالے گنتی ہے شرم نہیں آتی، مر کیوں نہیں جاتی تُو ".

"بس کر دے امّاں بس ہو گیا، روز کی ایک ہی بات. "زینب بیزار ہو گئی تھی.

"سفیان چل اندر چل، میں اندر ہی کھانا لا رہی ہوں".

"نہیں زینب رہن دے مجھے بھوک نہیں ہے، باہر جا رہا ہوں دیر سے آؤں گا".

اس کا پیٹ تو ماں کے طعنوں سے ہی بھر گیا تھا!......

"اِسے کھانا تو سکون سے کھانے دیا کر و امّاں، صبح کا تھکا ہارا گھر آتا ہے".

"بس میری ماں نا بن زیادہ، فرش پر چھڑ کاؤ کر کے بستر ڈال۔"

****

"سفیان رُک۔"

اِس نے مڑ کر دیکھا تو فہد اپنی سائیکل پر آ رہا تھا، اس کے قریب آ کر سائیکل روک دی اور اس کے ساتھ چلنے لگا!.....

"اتنی رات کو کہاں جا رہا ہے؟"

"کچھ نہیں آج کھانا زیادہ کھا لیا تھا تو سوچا تھوڑا ٹہل لوں"

"یہ تھوڑا ٹہلنے کے لئے گھر سے کافی آگے نہیں نکل آیا؟" وہ اسکا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کھانا کھایا بھی ہے یا ایسے ہی۔" فہد نے پھر اس سے پوچھا۔

"ہاں کھایا ہے بھائی کھانا، تُو بتا اتنی رات کو کہاں سے آ رہا ہے۔" گاؤں میں دس بجے کے بعد رات کو اتنی رات ہی کہتے تھے۔

"یار تُو تو چلا گیا مجھے استاد جی نے آج بٹھا ہی لیا ابھی وہیں سے آ رہا ہوں۔"

"تو تُو تھک گیا ہو گا نا، گھر چلا جاتا میں بھی تھوڑی دیر میں گھر چلا جاؤں گا، بلاوجہ تُو میرے پیچھے آ گیا۔"

"اب آ گیا ہوں تو ساتھ ہی چلیں گے۔"

وہ چلتے چلتے خلق جھیل کے کنارے آ گئے تھے، یہاں وہ اکثر آیا کرتے تھے، لیکن کافی وقت بعد رات کے ٹائم آئے تھے!......

وہ دونوں جھیل کنارے خاموش بہتے پانی کو تک رہے تھے، سفیان نے جھیل میں پتھر پھینکا تو روانی سے بہتے پانی میں ارتعاش پیدا ہوا، ایسا ہی کچھ فہد کو اس کے چہرے پر نظر آرہا تھا، بے سکونی، بے قراری!...

"فہد تجھے یہ جھیل جمی ہوئی اچھی لگتی ہے یا پگھلی ہوئی۔" وہ آنکھوں سے پانی کی گہرائی ناپ رہا تھا۔

"دونوں ہی، جمی ہوئی جب ہوتی ہے تو بہت حسین لگتی ہے، دل چاہتا ہے اس پانی پر چل کر پہاڑ سر کر جاؤں اور اس وقت پگھلی ہوئی بھی کتنی آنکھوں کو بھا رہی ہے، پہاڑوں کے بیچ سے نکلتی حسین جھیل۔" یہ منظر فہد کے روم روم میں تازگی بھر رہا تھا، وہ ساری تھکن بھلائے کہہ رہا تھا۔

"مجھے پگھلی ہوئی بہتی ہوئی اچھی لگتی ہے دل چاہتا ہے اسی کے ساتھ بہہ جاؤں۔" گرمیوں کی راتوں میں بھی اس کا پانی ٹھنڈا یخ تھا اور اب وہ اس یخ بستہ پانی میں پاؤں ڈالے بیٹھا دور کہیں کھویا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

"سفیان کیا ہوا ہے؟ گھر پر کوئی بات ہوئی ہے تو مجھے اُداس لگ رہا ہے۔" وہ بھی سفیان کے ساتھ جھیل کے ٹھنڈے پانی میں پاؤں ڈال کر بیٹھ گیا۔

"امّاں ایسی باتیں کیوں کرتی ہے؟" اس نے شکوہ کناں نظروں سے فہد کو دیکھا۔

"کیا کہا اب چاچی نے؟"

"میں نے امّاں کو بتایا تھا کہ استاد جی نے دبئی کی بات کی ہے اور میں نے منع کر دیا ہے، تب سے امّاں کا رویّہ اور سرد ہو گیا ہے، وہ چاہتی تھی میں چلا جاؤں تاکہ گھر میں پیسہ آئے، لیکن میں کیسے جاتا سب کو چھوڑ کر، میرا دل کیسے لگتا وہاں، میں اکیلا کیسے رہتا، امّاں نے کہا سب رہتے ہیں میں کوئی مر نہیں جاتا۔" وہ رونے کے قریب تھا، جی ہاں مرد رو بھی سکتا ہے۔

"چاچی نے دل سے نہیں کہا ہو گا، ایسے ہی پریشانی میں کہہ دیا ہو گا۔" فہد چاند بی بی کی عادت جانتا تھا بس دوست کا دل نہیں توڑ سکتا تھا۔

"ہاں پتا ہے امّاں گھر کے حالات کی وجہ سے کہہ رہی تھی، لیکن میں کر تو رہا ہوں جتنا کر سکتا ہوں، اور بھی محنت کروں گا، پیسے کماؤں گا، گھر کے حالات بہت اچھے ہو جائیں گے،

دن رات کام کروں گا یہیں رہ کر لیکن دور جاؤں گا تو تنہا مر جاؤں گا یار۔" آنسو آنکھ سے ٹوٹ کر خلیق کے پانی میں بہہ گیا، لمحے میں پوری جھیل اُداس ہو گئی تھی۔

"یار اللہ نا کرے تجھے کچھ ہو، چاچی کی باتوں کو دل پر نا لیا کر، وہ تو ایسے ہی کچھ بھی بول دیتی ہے۔" وہ اسکے کندھے پر بازو حائل کیئے اسکا دل بہلا رہا تھا۔

****

وہ گھر میں داخل ہوا تو ایک طوفان برپا تھا، پہلے پہل تو اسے سمجھ نا آیا، جیسے جیسے سمجھ آیا اسکے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی !......

وہ گھر میں داخل ہوا تو ایک طوفان برپا تھا، پہلے پہل تو اسے سمجھ نا آیا، جیسے جیسے سمجھ آیا اسکے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی !......

"امّاں میں نے شادی کرنی ہے اور اسی سے کرنی ہے۔" طیّب نے اسٹیل کا گلاس زور سے زمین پر مارا، چند لمحوں کے لیئے کانوں میں درد کرنے والی آواز گونجی پھر سکوت چھا گیا۔

"کماتا کجاتا تُو ہے نہیں اور شادی کرنی ہے شہزادے نے۔" چاندبی بی آج اپنے لاڈلے کو بھی بخشنے کے موڈ میں نہیں تھیں۔

"کما بھی لوں گا پہلے تُو میرا اس سے بیاہ کرادے۔" وہ چارپائی پر میلے کچیلے بال مٹھی میں لئے بیٹھا کسی نشئی کی تصویر لگ رہا تھا، جس کا نشہ ٹوٹ رہا ہو۔

"ہاں ہاں پہلے ہی ٹبّر کم ہے جو اس کلموہی کو بھی لے آؤں سینے پر مونگ دلنے کو، پھر تیرے بچّوں کو بھی میں ہی پالوں اتنا جگر نہیں ہے میرے پاس۔" چاندبی بی تو بیٹھیں اب سر پیٹ رہی تھیں۔

"ایک نیا تماشہ۔" سفیان نے سوچا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا، اسے اس تماشے میں قطعی کوئی دلچسپی نہیں تھی، لیکن طیّب کے اگلے الفاظ نے اُسکے قدم زنجیر کر دیئے تھے، اس پورے دورانیے میں پہلی بار اُسکی نظر زینب پر پڑی تھی، جو ایک کونے میں اکڑوں بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔

"مجھے رملہ ہر حال میں چاہیئے۔" طیّب نے پھر غصّے میں لکڑی کی میز پر زور سے لات ماری، اس پر پڑا گلاس اور جگ بھی اوندھے منہ زمین پر جا گرا۔

لفظ تھے یا برف کا سیلاب سب کچھ جم گیا تھا، زینب نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو سفیان اسے ہی دیکھ رہا تھا، دونوں کی آنکھوں میں اندر کی ٹوٹ پھوٹ کی کرچیاں صاف دِکھائی دے رہی تھیں، زینب کی نظروں میں کچھ اور بھی تھا سفیان نے مڑتے مڑتے دوبارہ چونک کر دیکھا اور امّاں اور طیّب کی طرف توجّہ مرکوز کر دی، اُن کی باتیں اسکے کانوں میں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح اُتر رہی تھیں لیکن اسکے لئے ساری بات جاننا ضروری تھا!...

"کیسے لاؤں ہاں اسے، یاد نہیں طلحہ منحوس مارے نے کیا شَرط رکھی ہے۔"

"ہاں تو پوری کر شَرط، جو کرنا ہے کر، مجھے اب وہ چاہیئے، بس اور نہیں ہوتا انتظار مجھ سے۔"

"کہاں سے لاؤں اتنی بڑی رقم" رقم؟ سفیان کو شدید جھٹکا لگا، یعنٰی طلحہ رملہ کو بیچنے جا رہا تھا" یا تیری بہن کو بیچ دوں، تیری خوشی کے بدلے میں سے دوں اُسے، نوچ کھائے گا وہ جنگلی تو اِسے" سفیان نے صدمے سے زینب کی طرف دیکھا تو اُس نے شرمندگی سے نظریں جھکا لیں، تو یہ تھا جو اُسے اندر سے کِرچی کِرچی کر رہا تھا، اتنی سی عمر میں طلحہ جیسا

شریکِ حیات! وہ مر کر بھی ایسا نہیں ہونے دے گا، اس نے سوچا اور سُرخ ہوتا چہرہ لئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جاتے جاتے اس نے یہی سُنا تھا کہ طلحہ چاند بی بی سے موٹر سائیکل کے لیئے جمع کیئے پیسے مانگ رہا تھا تا کہ وہ پیسے طلحہ کو دے کر رملہ کو خرید سکے اور چاند بی بی مسلسل اُسے انکار کر رہی تھیں!.....

****

وہ آج پھر جھیل کنارے بیٹھا تھا، لیکن تنہا۔ یہ جھیل اُسکی ہر تکلیف، اُداسی اور ٹوٹ پھوٹ کی گواہ تھی۔ یہ پہاڑ اُسکی ہر خاموش صدائیں سُنتے تھے، جھیل کنارے پڑے پتھر اُسکے سست اُداس چاپوں کے عادی تھے، یہ ہوا ہمیشہ اُسکے آنسو خشک کرنے میں لگی رہتی تھی، یہ لہروں کا پُراسرار شور اُسکے دل کے تار چھیڑ کر زندگی کی رمق جگانے کی کوشش میں مگن رہتا تھا!......

"اللہ جی کیوں؟ میرے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے، آپ تو جانتے ہو نا، آپ ہی تو صرف جانتے ہو کہ رملہ سے مجھے کتنی محبت ہے، میں نے آپ کو تو بتایا تھا نا کہ وہ اچھی لگتی ہے

مجھے، میں نے آپ کو کہا بھی تھا کی میرے لئے اِسے سنبھال کے رکھنا، جب میں کسی قابل ہو جاؤں تو مجھے دے دینا، میں نے کہا تو تھا کی میں اسکا خیال رکھوں گا۔ پھر کیوں، پھر کیوں ایسا ہو رہا ہے، طیّب کو وہ کیوں چاہیئے، آپ نے اُسے میرے نصیب میں کیوں نہیں رکھا، میں جو سب کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہوں، میں رملہ کو کیسے چھوڑ دوں وہ مجھے بہت پیاری ہے، وہ تو بہت معصوم ہے اللہ جی، طیّب تو اُسے نہیں رکھ سکے گا، وہ اُسکی معصومیت چھین لے گا، وہ کیسے زندگی گزارے گی طیّب جیسے شخص کے ساتھ۔ اور میری بہن، میری بہن کا کیا قصور ہے، وہ کیوں کسی اور کی وجہ سے قربان ہو، میں کبھی اِسکے ساتھ ایسا نہیں ہونے دوں گا، اللہ جی طلحہ اُسکی زندگی کا ساتھی کبھی نہیں بن سکتا اور اُسکی ہمّت بھی کیسے ہوئی میری بہن کا سودا کرنے کی۔" اُسے رونے کے ساتھ ساتھ غصّہ بھی آرہا تھا" لیکن اگر طیّب کو پیسے نا ملے تو وہ زینب کا سودا بھی کر گزرے گا۔" اس نے گھبرا کر گیلے ہاتھوں سے ہی چہرہ پونچھا" اللہ جی میں کس کس بات پر روؤں، اپنے غم پر، زینب کے غم پر یا رملہ کے غم پر، میں کیسے بچاؤں اللہ جی" اُس نے جھنجھلا کر زمین پر ہاتھ مار کر کئی پتھر جھیل میں اُڑا دیئے اور دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر بیٹھ گیا۔" میں کیا کروں اللہ جی مجھے کچھ نہیں سمجھ آرہا، اگر طیّب نے رملہ سے شادی کرنی ہے تو وہ کر کے ہی رہے گا کوئی اِسے نہیں

روک سکتا،اور طلحہ ،اگراُس نے نشے کے لیئے طیّب کو رملہ نا بیچی تو کسی اور کو بیچ دے گا لیکن باز نہیں آئے گا۔"اُسکی گردن کے پٹّھے کھنچنے لگے تھے اُس نے ہاتھ پھیر کر شانت کرنے کی کوشش کی"اورا گر طیّب کو پیسے نا ملے تو وہ زینب کو طلحہ کے حوالے کر دے گا، نہیں نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے "اُس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔"رملہ کی اگر طیّب سے شادی ہو جاتی ہے تو کم سے کم وہ گھر میں عزّت سے رہے گی اور طلحہ اُس پر دوبارہ ہاتھ نہیں اُٹھائے گا،اور زینب کے لئے مجھے رقم کا انتظام کرنا ہو گا،کچھ رقم تو جمع ہے میرے پاس لیکن پتا نہیں طلحہ نے کتنی رقم کا مطالبہ کیا ہو گا،مجھے ہی کچھ کرنا ہو گا،زینب کو میں کسی صورت میں بھینٹ نہیں چڑھا سکتا۔"اُس نے سوچتے ہوِئے ماتھے پر آئے بال تکان سے پیچھے کیئے۔

وہ جانے کتنی دیر وہاں بیٹھا اپنے رب سے باتیں کرتا رہا،جب سر اُٹھا کر دیکھا تو آسمان پر ہلکی نیلاہٹ پھیل رہی تھی،صبح ہونے کو تھی،وہ آسمان کو دیکھتے ہوئے اُداسی سے مسکرایا،آج اسکا دل بالکل خالی ہو گیا تھا،جب آیا تھا تو دل پر بڑا بوجھ تھا اب جب واپسی کے لئے اُٹھا تو دل یک دم بالکل خالی محسوس ہو رہا تھا،جیسے ہر احساس دفن کر کے فاتحہ پڑھی جا چکی ہو، جیسے خلتی کی جھیل سارے راز اپنے ساتھ لئے بہے جا رہی ہو،جیسے سدائیں پہاڑوں سے

ٹکرا کر واپس آنا بھول گئی ہوں، جیسے ہواؤں نے آکسیجن کی مقدار کم کر دی ہو اور کان کے پردے سائیں سائیں کرتے بند ہونے لگے ہوں، جیسے دل کا زبان اور دماغ سے رابطہ ٹوٹ گیا ہو!...

****

"سلام اماں۔"

"وعلیکم، کہاں تھا تُو رات بھر، مجھے پتا ہے تُو صبح گھر آیا ہے، یہ تُو دو تین راتوں سے جاتا کہاں ہے؟ گھر کیوں نہیں آتا، اور آنکھیں کیوں سُرخ ہو رہی ہیں تیری، باپ کی طرح نشے میں پڑ گیا ہے نا تُو بھی۔"

"نہیں اماں بشیر بابا نے بُلایا تھا، رات کام ہوتا ہے جاگنے کی وجہ سے آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں۔" وہ جھنجھلا گیا تھا۔

"وہ جو تجھے رات رات بھر لگا کے رکھتا ہے الگ سے پیسے دیتا ہے یا نہیں۔" وہ دائیں آبرو اُٹھائے تھانے دارنیوں کی طرح سوال کر رہی تھیں۔

"آ گیا تُو آوارہ کردی کر کے ؟"طیّب کو دیکھتے ہی بندوق کی نال طیّب کی طرف ہو گئی تھی،

چاند بی بی نے آج کسی کو نہیں بخشا تھا۔

طیّب کو دیکھ کر سفیان کی آنکھوں میں بھی درد کے آثار نمایاں تھے!.....

وہ ہاتھ سے "بولتے رہو" کا اِشارہ کر کے اندر کی طرف بڑھنے لگا تو سفیان نے اُسے روک

لیا!....

"طیّب۔"

"کیا ہے ؟" وہ سونے جا رہا تھا، خلل پسند نہیں آیا۔

"طلحہ نے کتنے پیسے مانگیں ہیں رملہ کے ؟"

اِدھر طیّب کی آنکھیں چمکیں تو دوسری طرف چاند بی بی نے غصّے سے سفیان کو گھورا، کچن

میں کھڑی زینب نے بھی چونک کر اُسے دیکھا!....

"میں نے تجھ سے کتنی بار پیسے مانگے، تیرے پاس تھے تُو نے مجھے نہیں دیئے، تُو اِسے دے

گا تاکہ یہ اُس منحوس ماری کو لا کر میرے سر پر تھوپ دے۔"طیّب کے کچھ کہنے سے

پہلے تو امّاں چیخنے لگی تھیں۔

"امّاں تُو تو چُپ ہی ہو جا سفیان تُو دے گا مجھے پیسے ؟" وہ للچائی ہوئی نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے اُسکے ساتھ ہی چپک کر بیٹھ گیا تھا۔

"ہاں میں دوں گا لیکن میری کچھ شرائط ہوں گی اور تجھے لکھ کر دینا ہو گا اور پھر اگر تو اُن شرائط سے مکرا تو میں تجھے پولیس میں پکڑوا دوں گا۔" سفیان اُسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"ہیں ہیں ؟ اب بھائی بھائی کا دشمن ہو گا، تُو پکڑوائے گا اسے پولیس سے ؟" چاندبی بی کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

طیّب کے آبرو تنے لیکن وہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ " کیسی شرائط ؟" خوش اخلاقی یک دم ہوا ہو گئی تھی۔

"پکّا کاغذ بنواؤں گا پھر بتاؤں گا، منظور ہو تو دستخط کر دینا میں پیسے دے دوں گا۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" وہ کہہ کر تن فن کرتا اپنے کمرے میں چلا گیا، چاندبی بی بھی چادر اُٹھائے پڑوس میں نکل گئی تھیں اُنہیں اس وقت سفیان سخت بُرا لگ رہا تھا۔

"یہ کیا کیا ہے تُو نے؟تو کیوں دے گا پیسے ؟تُو تو خود رملہ سے شادی کرنا چاہتا ہے، پھر کیوں اُسے طیّب کے حوالے کر رہا ہے۔"سفیان کو تنہا پاتے ہی زینب اُسکے سر پر پہنچ گئی تھی۔

"میرے پاس یہی راستہ ہے تمہیں اور اُسے محفوظ کرنے کا۔"اس نے نظریں اُٹھا کر دیکھا تو اسکی آنکھوں میں تیرتی نمی اُسکی دل کی کیفیت کو صاف ظاہر کر رہی تھی۔

"یہ تو کوئی راستہ نہیں ہوا، تُو کیوں اپنی محبت کی قربانی دے گا۔"وہ وہیں اُسکے پیروں کے پاس اُسکا گھٹنا پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"زینب تُو سمجھ نہیں رہی، طیّب اُسے کبھی نہیں چھوڑے گا، اگر رملہ اُسے نا ملی تو وہ اُسے نقصان بھی پہنچا سکتا ہے، تُو بھول گئی طلحہ نے اُسے کتنی بُری طرح مارا تھا اور اُس نے کہا تھا تیری وجہ سے ہوا ہے سب، طیّب نے ہی کچھ کیا ہو گا نا۔اور فرض کرو طیّب اُس سے دستبردار ہو بھی جاتا ہے تو طلحہ اُسے کہیں اور بیچ دے گا اور میں کچھ نہیں کر سکوں گا، امّاں کبھی اُسے میرے حوالے سے قبول نہیں کرے گی اور میں اتنا بیغیرت نہیں ہوں کہ اُسے خریدوں، اس لئے یہی صحیح ہے سب کے لئے۔"آج وہ اور بھی بڑا بڑا لگنے لگا تھا۔

وہ وہیں اُسکے گھٹنے سے سر ٹیکے بیٹھی رہی وہ جانتی تھی کہ وہ صحیح کہہ رہا ہے اور یہ بھی جانتی تھی کہ کس دل سے کہہ رہا ہے!...

"سُن میں فہد سے تیرا رشتہ کر رہا ہوں، چاچی پہلے بھی بات کر چکی ہے مجھ سے، لیکن میں ٹالتا رہا کہ تم دونوں ہی ابھی چھوٹے ہو اور وہ بھی کوئی کام وام سیکھ لے پھر بات آگے بڑھائیں اس لئے ابھی فہد سے بات نہیں کی ہے لیکن اب میں نے چاچی سے کہہ دیا ہے کہ امّاں سے بات کر لے اور امّاں کو طیّب منائے گا اس رشتے کے لئے، فہد کو میں اچھی طرح جانتا ہوں بہت اچھا لڑکا ہے گھر بھی اپنا ہے، کام بھی کافی حد تک سیکھ چکا ہے، شکل صورت، تعلیم سب ہے اور اہم بات تیرا ہم عمر بھی ہے، تیرے جوڑ کا ہے، تیرا خیال بھی رکھے گا بہت، میری بہن خوش رہے گی اُس کے ساتھ۔" وہ اُسکے سر پر ہاتھ رکھے کہہ رہا تھا بالکل باپ کی طرح شفقت تھی اُسکے لہجے میں۔ "میں نہیں چاہتا میری بہن پر دوبارہ کوئی بُری نظر ڈالے، طیّب سے پہلے تیرا نکاح کروا کر رُخصت کر دوں گا، مجھ سے ناراض نا ہونا، یہ سب نا ہوا ہوتا تو میں اتنی جلدی تیری شادی نا کرتا۔"

وہ بس اُسے تکے جا رہی تھی، بس آنسو بہا رہی تھی!....

"کیا ہوا ہے؟ تجھے بُرا لگا میں نے تجھ سے پوچھے بغیر بات کرلی؟" وہ اُسکا گال تھپک کر پوچھنے لگا۔

اُس نے بس نفی میں گردن ہلائی!...

"پھر کیوں رو رہی ہے؟ "

"ابّا تیری طرح کیوں نہیں سوچتا؟ طیّب تیری طرح کیوں نہیں سوچتا؟ تُو چھوٹا ہو کر اتنی بڑی بڑی باتیں کیسے سوچ لیتا ہے، ضد کیوں نہیں کرتا؟ لاپرواہ کیوں نہیں ہے؟ اپنی زندگی آزادی سے کیوں نہیں جیتا؟ سب کے بارے میں کیوں سوچتا ہے؟" وہ اُسکا ہاتھ تھامے پیار سے پوچھ رہی تھی۔

"کسی کو تو سنبھالنا ہے نازینب، میرے بعد اور بھی تو ہیں نا میں بھی نہیں خیال کروں گا تو اُنکی ضروریات کیسے پوری ہوں گی؟" وہ مسکرا رہا تھا۔

وہ بس اُسے دیکھے گئی!....

"اب بس نا، میرے تکیے کے نیچے ٹافیاں ہیں گڑیا کو دے دینا، میں جارہا ہوں کاغذ بنواؤں گا پھر دکان پر بھی جانا ہے" وہ اُسے تسلّی دے کر چلا گیا۔

****

بشیر بابااور فہد گاڑی کا بونٹ کھولے اس پر جھکے کھڑے تھے جب سفیان نے اُنہیں سلام کیا!....

"وعلیکم سلام پُتر، اچھا ہوا تُو آگیا۔" اب وہ سیدھے ہوتے ہوئے ہاتھ پونچھ رہے تھے "میں ابھی تجھے ہی بُلانے والا تھا، آج بڑی دیر کر دی؟ یہ دیکھ گاڑی میں کیا مسئلہ ہے، ہم دونوں کر تو سمجھ نہیں آرہا، بوڑھا ہو گیا ہوں نا دماغ کام نہیں کرتا، آجا دیکھ لے۔" وہ سامنے سے ہٹ کر اُسے جگہ دینے لگے۔

"اُستاد جی میں یہ دیکھ لیتا ہوں، وہ مجھے ایک کام تھا آپ سے بات کرنی تھی کچھ۔" وہ کہتے ہوئے شرمندہ تھا۔

فہد نے بھی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایسا کیا کہنا تھا کہ وہ اتنا جھجک رہا تھا۔

"ہاں میرا بچّہ، آجا بیٹھ بول۔"

اس نے ایک چور نگاہ فہد پر ڈالی اور بیٹھ گیا، فہد بھی اُنکے ساتھ ہی پڑے بڑے ٹائر پر بیٹھ گیا!....

"اُستاد جی آپ نے دبئی میں کام کا پوچھا تھا نا مجھ سے ؟"اُس نے پھر نظر اُٹھا کر فہد کو دیکھا جو ابھی اِسے ہی دیکھ رہا تھا اور اس بات سے بے خبر تھا کہ سفیان کیا کہنے والا ہے۔

"ہاں کی تھی پر تُو نے تو منع کر دیا تھا نا۔ "

ابھی لڑکا چائے رکھ کر گیا تو اُستاد جی چینک سے کپوں میں اُنڈیلتے ہوئے کہہ رہے تھے !....

وہ مزید شرمندہ ہوا !....

"میں جانا چاہتا ہوں اُستاد جی، اب کوئی کام مل سکتا ہے وہاں ؟ تھوڑا جلدی ؟"

فہد نے چونک کر دیکھا، اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اتنے کم وقت میں ایسا کیا ہو گیا ہے کہ وہ جانے کو تیار ہے !....

"چاچی نے پھر کچھ کہا ہے تجھے ؟ "

فہد کے ڈائریکٹ سوال پر وہ گڑبڑا گیا تھا وہ کبھی بشیر بابا کے سامنے گھر کی ایسی کوئی بات نہیں کیا کرتا تھا !....

"نہیں نہیں امّاں کو تو پتا بھی نہیں اِس بات کا۔"

"دو کام ہیں جو بھی تُو کرنا چاہے۔" بشیر بابا نے فہد کی باتوں پر غور کرنا مناسب نہیں سمجھا وہ کبھی کسی کے گھریلو معاملات نہیں کُریدا کرتے تھے، اس لئے فہد سے پہلے ہی بول پڑے۔

"میں دونوں کر لوں گا، میں بس یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔" وہ تھکا تھکا سا لگتا تھا۔

"ایک تو گاڑیوں کا کام ہے، جیسے تُو یہاں کرتا ہے، یہ تیرے لئے آسان ہے تنخواہ بھی اچھی ہے، رہائش بھی دیں گے، بس کھانا اپنا کرنا پڑے گا اور دوسرا گاڑی چلانی ہے جیسے یہاں شہر میں کالی اور پیلی گاڑیاں چلتی ہیں، لیکن اس کا لائسنس لینا پڑے گا جیسا تُو بول۔"

"میں گاڑیوں کا کر لوں گا، اور بعد میں وہیں سے لائسنس لے لوں گا، کب تک جا سکتا ہوں؟"

"میں بات کرتا ہوں دو تین مہینے میں کاغذ وغیرہ بن جائیں گے، جب تک تُو شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ بنوا لے، میں بتاؤں گا پھر کیا ہو گا۔"

"ہاں ٹھیک ہے میں کل ہی جا کر معلوم کر کے آتا ہوں کیا کیا چاہیئے، درخواست جمع کروانے کے لئے۔"

"ہاں پُتر ٹھیک ہے، ویسے اگر تُو مناسب سمجھے تو بتا کیا ہوا ہے بچّے جو تُو نے ایک دم یہ فیصلہ کیا۔"

اُستاد جی بس یہاں کچھ نہیں بچا میرے لئے، میں بس جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتا ہوں، میرا دل نہیں لگتا یہاں۔"

"اچھا میرا بیٹا جیسا تُو چاہے۔"

"شکریہ اُستاد جی آپ نے میرا مسئلہ حل کر دیا، میں آپ کا شکر گزار رہوں گا، زندگی میں آپ کو کوئی بھی کام ہو آپ مجھے حاضر پاؤ گے۔"

"جیتا رہ میرا بیٹا۔"

"اُستاد جی میں یہ گاڑی دیکھ کر آج چھٹّی کر لوں؟ ضروری کام ہے۔"

"ہاں چلے جانا، بس یہ گاڑی دیکھ لے۔"

"جی بہتر اُستاد جی۔"

وہ گاڑی دیکھ کر باہر نکلا تو فہد اُس کے پیچھے آ گیا!.....

"اب تُو مجھے بتائے گا کہ ہوا کیا ہے؟"

"بتایا تو ہے کی میرا جی نہیں لگتا یہاں، اور گھر کے اخراجات بھی تو پورے کرنے ہیں۔" وہ شہر کی طرف جا رہا تھا۔

"میں مان ہی نہیں سکتا کہ تُو اتنا بڑا فیصلہ اتنی اچانک کر سکتا ہے وہ بھی مجھے بتائے بغیر۔" فہد اُس کے ساتھ ساتھ ہی چل رہا تھا۔

"بتا تو رہا ہوں۔" اُس نے جبراً مسکرانے کی کوشش کی۔

"سفیان بتا مجھے کہ کیا ہوا ہے؟ امّاں نے کل مجھے بتایا کہ تُو نے زینب کے رشتے کے لئے بھی حامی بھر دی ہے، تجھے کس بات کی جلدی ہے؟" فہد اب اُس کے سامنے راستہ روک کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"کیوں، تجھے زینب سے رشتے پر اعتراض ہے؟"

"نہیں ایسی بات نہیں ہے میں بس پوچھ رہا ہوں، کل رشتے کا فیصلہ اور آج دبئی جانے کا۔"

اُس نے گہری سانس لے کر کہا" چل کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"اُسے پتا تھا کہ یہ بات چھپ تو نہیں سکتی تھی اور پھر وہ خود بھی دل کا بوجھ اُتارنا چاہتا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ خان چاچا کے ڈھابے پر تھے، گرمیوں کی دوپہر آگ برسا رہی تھی اِکادُکا لوگ ہی دکھائی دیتے تھے،وہ بھی باہر پڑی چارپائی پر بیٹھ گئے!.....

"ہاں اب بتا کیا ہوا ہے؟"

"طیّب رملہ سے شادی کر رہا ہے۔"اِسکی آنکھوں میں ادھوری محبت کی کرچیاں تھیں۔

"کیا۔"فہد کو لگا اُسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

پھر وہ ایک کے بعد ایک اُسے ساری بات بتاتا گیا، فہد اُس کے چہرے سے نظر نہیں ہٹا سکا!.....

"تُو اپنی محبت سے دستبردار ہو جائے گا؟"فہد نے دُکھ سے اُسے دیکھا۔

"اور کوئی راستہ ہی نہیں۔"وہ زخمی سا مسکرایا۔

"تُو ایک بار بات تو کرتا، شاید کوئی راستہ نکل آتا۔"

"طیّب کبھی نا مانتا، امّاں بھی نا مانتی، میں رملہ کا سامنا نہیں کرنا چاہتا، اس لئے دبئی جانا چاہتا ہوں، اِسے اپنی آنکھوں کے سامنے کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکوں گا، اور زندگی میں اگر کبھی سامنا ہوا تو میں نہیں چاہتا کہ ایسی کسی بات کی وجہ سے میں اُس سے نظر نا ملا سکوں۔"

"تُو کیا کبھی، واپس نہیں آئے گا؟" فہد کو صدمہ ہوا۔

"آؤں گا جب اللہ نے چاہا، اسی لئے جانے سے پہلے کم سے کم زینب کو تیرے ساتھ محفوظ کرنا چاہتا ہوں۔"

"تُو واپس نہیں آئے گا نا؟" اُسے اپنے خدشے پر یقین تھا۔

"آؤں گا واپس، میری دنیا تو تم لوگ ہو، جب دل کا روگ کم ہو جائے گا، جب حالات بہتر ہو جائیں گے تو آ جاؤں گا"

فہد نے اُسے گلے لگا لیا، وہ جانتا تھا کہ وہ آنے کے لئے نہیں جا رہا لیکن اب سوال جواب کا وقت نہیں رہا تھا، وہ فیصلہ کر چکا تھا!.....

"اچھا چل پیچھے ہٹ مجھے شہر جانا ہے کاغذ بنوانے، تُو بھی چل۔"

"اچھا چل چلیں۔ "

****

"سفیان"!

وہ ابھی گھر میں گھسا تھا کہ طیّب نے اُسے آواز دے کر بُلا لیا!.....

"ہاں۔" نا بیزاری، نا دُکھ، نا شکوہ، نا ناراضگی، نا صدمہ، بس گہری خاموشی، موت کے بعد جیسا سنّاٹا۔

بنوا لیا کاغذ تُو نے؟" روکھے سے لہجے میں پوچھا۔

"کل تک بنوا لوں گا۔"

"اور پیسے کب تک دے گا؟ "

"تمہیں اگر شرائط منظور ہوئیں تو اِسی مہینے دے دوں گا۔"

"پتا تو چلے، کیا شرائط ہیں۔"

"کچھ خاص نہیں بس احتیاط کچھ..." سفیان نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"پھر بھی کچھ تو بتا؟" اُکھڑا اُکھڑا انداز۔

"ایک بتائے دیتا ہوں، وہ یہ کہ میں نے زینب کا رشتہ فہد سے کر دیا ہے، اِس جمعے آئے گی چاچی رشتہ لے کر، اور تُو نے امّاں کو کسی بھی طرح اس رشتے کے لئے منانا ہے، اور پھر اسی مہینے کے آخری جمعے اس کا فہد سے نکاح کر کے رُخصت کر دوں گا اور ساتھ میں تجھے پیسے بھی دے دوں گا پھر جب چاہے رملہ کو بیاہ لانا۔" وہ حتمی انداز میں کہہ رہا تھا جیسے اپنے فیصلے سے ٹس سے مس نہیں ہو گا۔

"اور امّاں نا مانی تو؟" اِسے خدشہ تھا کہ انڈا دینے والی مرغی کو امّاں ایسے تو حلال نہیں کرے گی، وہی تو تھی جس نے سلائی کڑاہی کا کام سنبھالا ہوا تھا۔

"امّاں کو منانا تمھارا کام ہے، ظاہر ہے یہ پیسے میں نے زینب کے جہیز کے لئے جوڑے تھے، فہد تو جہیز نہیں لے گا لیکن کسی اور سے اُسکی شادی کرنے کی صورت میں جہیز لازمی دینا ہو گا، اس لئے اگر امّاں مان جاتی ہے تو یہ پیسے میں تمہیں دے دوں گا، ورنہ جب زینب کی شادی ہو گی تب کام آئیں گے، اب تمہاری مرضی جیسے بھی مناؤ امّاں کو۔"

وہ یہ کہہ کر رُکا نہیں تھا، باہر سے آیا تھا اور باہر ہی چلا گیا تھا، اُسے معلوم تھا طیّب کو قائل کرنے کا یہ بہترین حربہ ہے، طیّب اتنا بُرا پھنسا تھا کہ پھڑ پھڑا بھی نہیں سکتا تھا، سفیان کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا اُس نے جانے سے پہلے سارے معاملات فکس کرنے تھے!...

****

"سلام اُستاد جی۔"

وہ ابھی کاغذ بنوا کر گھر آیا تھا، طیّب گھر پر نہیں تھا تو کاغذ گھر چھوڑ کر دکان پر آگیا!....

"وعلیکم السلام پُتر، جیتا رہ۔"

"میں نے کل گاڑی دیکھ لی تھی، وائرنگ کا مسئلہ تھا، صحیح ہو گیا تھا، آپ بھی ایک نظر دیکھ لیں۔"

"ہاں دیکھی میں نے، صحیح ہے، گاہک آج یا کل میں آکر لے جائے گا۔"

اتنے میں فہد بھی چائے لے کر آگیا تھا!....

"جی بہتر اُستاد جی، ابھی کے لئے حکم؟" وہ وہیں پاس بیٹھا تابعداری سے پوچھ رہا تھا۔

فہد چائے کا کپ لے کر ڈرم پر چڑھ کر بیٹھ گیا، خاصہ خاموش تھا، سفیان کے جانے میں بہت ٹائم تھا لیکن اُداسی کم ہی نہیں ہوتی تھی!....

"بس ایک گاہک کا فون تھا، گاڑی بھیج رہا ہے، آئل بدلنا ہے اور انجن میں شاید کچرا آگیا ہے، گرم ہو رہا ہے بار بار بند بھی ہو رہا ہے، وہ آجائے تو دیکھ لینا، ابھی بیٹھ جا چائے پی۔"

"جی ٹھیک ہے اُستاد جی، اور میرے کام کا کیا بنا؟"

فہد چائے کا کپ اندر اُنڈیل کر جلدی سے اُترا اور چھوٹو کے ساتھ گاڑی کے انجن پر جُھک گیا، وہ اس موضوع سے بھاگ رہا تھا!...

"ہاں میں نے بات کی تھی دو ڈھائی مہینے میں بن جائیں گے کاغذ، جب تک تُو بھی یہاں اپنی چیزیں مکمل کر اور کچھ رقم بھی لگے گی۔"

"لیکن بشیر بابا پیسے تو نہیں ہیں میرے پاس۔" اُسے پریشانی ہوئی۔

ناچاہتے ہوئے بھی آواز فہد کے کانوں میں پڑ رہی تھی، اسے اُمید تھی کہ شاید اب سفیان نہیں جائے گا!....

"پیسوں کا انتظام میں کر لوں گا۔" بشیر بابا نے اُسکا کندھا تھپکا۔

"نہیں بشیر بابا میں آپ سے کیسے لے سکتا ہوں، آپ نے میرے لئے ویسے ہی بہت کیا ہے۔" اب تو اُسے شرمندگی ہو رہی تھی۔

"کوئی نہیں پُتر اُدھار سمجھ کر لے لے، جب ہوں تب لوٹا دیو، یا مجھے جب ضرورت ہو گی میں مانگ لوں گا۔" بشیر بابا کی شفقت بھری محبت دل موہ لیتی تھی۔

"بہت شکریہ بشیر بابا۔" دل کا کچھ بوجھ ہلکا ہوا تھا۔ "آپ کو اِن شاء اللہ کہنا نہیں پڑے گا میں وہاں جا کر جلد از جلد اُدھار اُتار دوں گا۔" اُس نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ سر آگے کیا تو اُنہوں نے سر پر ہاتھ رکھ کر ڈھیروں دُعائیں دیں۔

اور یوں فہد کی آخری اُمید بھی دم توڑ گئی!....

"ایسی کچھ خاص شرائط نہیں ہیں، بس عام سی چند باتیں ہیں جن کا میں تمہیں پابند کرنا چاہتا ہوں۔" رات کے ۱۱ بج رہے تھے، گھر میں سنّاٹا چھایا تھا سب سو چکے تھے، ایسے میں وہ دونوں کمرے میں بیٹھے معاہدہ کر رہے تھے۔ "اور اگر اِن شرائط سے تم مکرے تو آگے

کا معاملہ تمہارا اور پولیس کا، کیونکہ اِس معاہدے کی ایک کاپی میرے، ایک تمہارے

، ایک میرے دوست کے پاس اور ایک تھانے میں جمع ہو گی، سوچ سمجھ کر دستخط کرنا۔"

"پہلی شرط زینب کے رشتے کی ہی ہے جو اِس میں نہیں لکھی، لیکن وہ ضروری ہے، اِس

کے بعد ہی یہ معاہدہ شروع ہو گا"

وہ کاغذ طیّب کو تھمائے اب منہ زبانی اُسے بتا رہا تھا!....

"دوسری شرط، رملہ کا حق مہر ایک لاکھ ہو گا، جو طلاق کی صورت میں اُسے دینا ہو گا" اُسے

خدشہ تھا کہ کہیں دل بہلانے کے بعد طیّب اُسے چھوڑ نا دے۔

"ایک لاکھ۔ میں ایک لاکھ کہاں سے لاؤں گا؟" اسکی آنکھیں پوری کھل گئی تھیں۔

"سادہ سی بات ہے، طلاق کی صورت میں حق مہر دینا ہو گا، تم ہنسی خوشی اُس کے ساتھ

زندگی گزارو تو ایک لاکھ نہیں دینے پڑیں گے"

طیّب ٹھنڈا پڑ گیا!...

"تیسری شرط، تم اُسکی ضروریات کا خیال رکھو گے، اور اُسکے ساتھ کبھی مار پیٹ یا کسی قسم

کی زیادتی نہیں کرو گے"

"میں اتنی چاہ سے اُسے بیاہ کر لا رہا ہوں، تجھے لگتا میں اُسکا خیال نہیں رکھوں گا، یا مار پیٹ کروں گا"

"پتا نہیں۔"سفیان نے کندھے اُچکا دیئے۔

"چوتھی شرط، تم دوسری شادی نہیں کرو گے، دوسری شادی کی صورت میں تمہیں رملہ کو چھوڑنا ہو گا اور اُسکا حق مہر بھی دینا ہو گا۔"

اس شرط پر تو وہ تلملا ہی گیا تھا، لیکن بس پی گیا، خالی برتن صرف آواز ہی کر سکتا ہے اور اس وقت تو آواز کرنا بھی مناسب نہیں تھا!....

"ٹھیک ہے، اور "

"پانچویں شرط، تم نشے یا جوئے میں نہیں پڑو گے، ایسی کسی بھی حالت میں پائے جانے کی صورت میں تھانیدار صاحب کو حق ہو گا کہ وہ تمہارے خلاف کاروائی کریں۔"

"ٹھیک اور"یہ شرط بہتر تھی، وہ ویسے بھی اِن چیزوں میں نہیں پڑنے والا تھا۔

"چھٹی شرط، تم رملہ، زینب، فاطمہ، لائبہ، ماہم کسی کا سودا کرنے کا سوچو گے بھی نہیں، قانون میں اِسکی سخت سزا ہے اور پنچائیت کا بھی سخت فیصلہ آتا ہے۔" سفیان نے اُسے بھرپور ڈرانے کی کوشش کی۔

"تُو مجھے بے غیرت سمجھتا ہے؟" طیّب کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے، میں نے بس احتیاطاً شرط رکھی ہے۔" حالانکہ سفیان بالکل شرمندہ نہیں تھا اور اُس نے بہت سوچ سمجھ کر یہ شرط رکھی تھی۔

"اچھا۔" طیّب کے تیور ابھی بھی اُکھڑے ہوئے تھے۔

"ساتویں اور آخری شرط، تم کام کرو گے، کوئی بھی، چھوٹا موٹا ہی سہی اور اماّں کو خرچہ بھی دو گے، کم یا زیادہ اس کی شرط نہیں لیکن ماہانہ تھوڑا بہت دو گے، ہر ماہ تھانیدار صاحب خود اماّں سے پوچھ کر جائے گا۔"

"لیکن میں کیا کروں گا، مجھے تو کچھ نہیں آتا؟"

"جو بھی کر، پرچُون کی دکان کھول بے شک، لیکن کچھ تو کرنا ہو گا۔"

"اچھا لیکن ابھی نہیں کروں گا، رملہ سے شادی کے بعد کروں گا۔"

"منظور ہے، کل چاچی آئے گی، تُو امّاں سے بات کر لینا کہ پرسوں تک ہاں کر دیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

اب دونوں نے باری باری معاہدے پر دستخط کئے اور ایک ایک کاپی دونوں نے رکھ لی!....

****

"امّاں آخر فہد میں مسئلہ کیا ہے؟" وہ چاند بی بی کو مناتے مناتے عاجز آ گیا تھا۔

"کوئی مسئلہ ہو یا نا ہو، نی کوئی پوچھے اِس سے جا کر، اِسے میری ہی دھی ملی تھی، کماتا کجا تا تو ہے نہیں اور آ گئی رشتہ لے کر۔" چاند بی بی بھی تپی بیٹھی تھیں۔

"دیکھ امّاں لڑکا اچھا ہے، شریف ہے اور چاچا اچھا کماتا ہے، گھر بھی اپنا ہے، کسی چیز کی کمی نہیں اور وہ کام بھی تو سیکھ رہا ہے کیا پتا اسکا بھی موقع لگ جائے دبئی جانے کا، سفیان تو نہیں گیا کیا پتا وہ ہی چلا جائے، پھر تُو سوچ ہماری تو واہ واہ ہو جائے گی نا، کیا پتا ہمارے بھی دن پھر جائیں۔" اب وہ انہیں مستقبل کا لالچ دے رہا تھا۔

"نی تُو ہی بتا گھر کیسے چلے گا سفیان کی تھوڑی سی تنخواہ سے، زینب ہی تو رِلّیاں ٹانکتی ہے۔" امّاں بھی اب کے دھیمے لہجے میں گویا ہوئیں۔

"امّاں میں نے سوچ لیا ہے بس اب میں بھی کام کروں گا، بس شادی ہو جائے پھر میں بھی کام وام پر لگوں، تھک گیا ہوں بس رول رول پھر کے، سفیان کا اور تیرا ہاتھ بٹاؤں گا اب گھر کے خرچے میں، تُو فکر نا کر بس زینب کے رشتے پر بسمہ اللہ کر، اچھے رشتے بار بار نہیں آتے، وہ میری بہن ہے، باقی تو چھوٹی ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ اپنی شادی سے پہلے اسکا فرض ادا کر دوں "

ہائے ہائے طیّب بھرپور اداکاری کا مظاہرہ کر رہا تھا، اس سے زیادہ بھی بھلا کوئی گھر اور گھر والوں کا سوچ سکتا تھا؟ نانا!...

"ہائے میرا بچّہ میرا لال، کتنا سوچتا ہے تُو سب کے بارے میں۔" وہ تو اسکی بلائیں لیتے نا تھکتیں۔

"بس امّاں، میں ہی تو بڑا ہوں مجھے ہی تو سوچنا ہو گا نا۔" اداکاری میں آج طیّب نے سب کے ریکارڈ توڑ دیے تھے۔

"لیکن میں سوچ رہی ہوں اُسکے بیاہ کے پیسے کہاں سے آئیں گے؟ وہ تو اسی مہینے بیاہ کی بات کر کے گئی ہے۔"

"ارے میری امّاں تُو اتنی فکر کیوں کرتی ہے، چاچی نے تو جہیز کا منع کر دیا ہے ویسے بھی اور نکاح بھی سادگی سے ہو گا، باقی جو اخراجات ہوں گے وہ سفیان دیکھ لے گا، مطلب جب تک میرا کام نہیں لگتا، تب تک تو اُسے ہی کرنا پڑے گا نا۔"

"اچھا تُو اتنا کہہ رہا ہے تو میں ہاں کر دیتی ہوں، لیکن سفیان سے پیسوں کی بات تُو کرے گا۔"

"ہاں ہاں میں کر لوں گا، بس تُو کل ہی ہاں کر دے۔"

"چل ٹھیک ہے میں کل ہی جاتی ہوں اُسکی طرف۔"

****

"زینب۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

"تم کب آئے۔"

"ابھی، جب تم کچھ سوچنے میں مصروف تھیں۔"

چاندبی بی چاچی فیروزہ(فہد کی والدہ)کے پاس گئی ہوئی تھیں اور باقی افرادروز کی طرح غائب اور دروازہ تو کھلا ہی رہتا ہے!...

نہیں بس ایسے ہی۔"وہ انگلیاں چٹخارہی تھی۔

"جب اکیلی ہو تب دروازہ بند رکھا کرو، ابھی میں آیا تمہیں پتا بھی نہیں چلا، خدانخواستہ کوئی اور آجاتا تو؟"وہ ایسے ہی فکر مند رہتا تھا۔

"میں خیال رکھوں گی آئندہ تُو اتنا پریشان نا ہوا کر۔"

"زینب، مجھ سے خفا ہے؟"اسے لگا شاید وہ خفا ہے اسی لئے اُداس ہے۔

"جھلّا ہے بالکل، میں بھلا تجھ سے کیوں ناراض ہووں گی؟"وہ ایک دم مسکرادی تھی۔

"میں نے تیرا رشتہ کردیا شاید اس بات پر یا کسی اور بات پر؟"

"نہیں پاگل، ایک تُو ہی تو ہے جو میرے بارے میں سوچتا ہے، ورنہ یہاں کس کو خیال ہے۔"وہ آزردگی سے کہہ رہی تھی۔"تُو نے فیصلہ کیا ہے نا میں مطمئن ہوں، یقیناً بہترین ہی ہوگا، فہد تو پھر اچھا ہے اگر تُو کسی اور سے بھی کرتا نا میں پھر بھی اعتراض نا کرتی۔"

"لیکن شاید زیادہ جلدی ہو رہا ہے اس لئے تُو اُداس ہے۔"

"نہیں میں ایسا ہی چاہتی ہوں، پتا ہے سفیان جب سے طلحہ والی بات ہوئی ہے نا میں ڈر گئی ہوں، مجھے لگتا ہے میں غیر محفوظ ہوں، تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔"

"جب تک میں زندہ ہوں تمھیں خود کو غیر محفوظ محسوس کرنے کی ضرورت نہیں، میرے ہوتے ہوئے کوئی تمھیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔"

وہ اس بات میں سر ہلا کر مسکرا دی!....

"اچھا بتاؤ جب میں یہاں آیا تب تم کیا سوچ رہی تھیں۔"(÷وہ تھوڑی تلے ہاتھ رکھے بیٹھا بہت معصوم لگ رہا تھا۔

"یہی کہ طیّب کی شادی کہ بعد تم اُن دونوں کے ساتھ یہاں کیسے رہو گے؟"

"میں نے اپنا انتظام کر لیا ہے۔"

"کیا مطلب۔"

"وقت آنے پر بتا دوں گا نا۔"

"نہیں تم مجھے ابھی بتاؤ۔" اُسے پریشانی ہونے لگی تھی

"زینب میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور اس کے بارے میں میں سب کو طیّب کی شادی کے بعد بتاؤں گا، تم اتنی ضد کر رہی ہو تو تمہیں بتائے دیتا ہوں لیکن تمہیں وعدہ کرنا ہو گا کہ تم روؤ گی نہیں، اُداس نہیں ہو گی، پریشان نہیں ہو گی اور مجھے روکو گی تو بالکل بھی نہیں"

"ایسا کیا فیصلہ کیا ہے تم نے؟" وہ دم سادھے بیٹھی تھی۔

"میں دبئی جا رہا ہوں، طیّب کی شادی کے فوراً بعد۔" انداز سے لگتا تھا اعترافِ جرم کر رہا ہو۔

اور زینب کے تو مانو کسی نے سر پر بم پھوڑ دیا ہو، وہ بس یک ٹک اُسے دیکھے جا رہی تھی، اور آنسو قطار کی صورت بہنے لگے تھے!...

"تُو ہم سب کو چھوڑ کر چلا جائے گا؟" اُسے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔

"میرے جانے سے تمہارے اور فہد کے علاوہ کسی کو فرق نہیں پڑے گا۔" وہ پہلی بار تلخی سے اعتراف کر رہا تھا۔ "امّاں اور طیّب تو پہلے ہی چاہتے تھے کہ میں چلا جاؤں، اچھا ہے نا چلا جاؤں گا یہاں سے بہت دور، یہاں رکھا بھی کیا ہے میرے لئے اور میں رُکوں بھی کس

لئے، تم اور فہد ساتھ ہو گے تو میں مطمئن رہوں گا اور باقی وہاں جانے سے یہاں کی مزید تکلیف سے بھی بچ جاؤں گا، وہاں پیسے کماؤں گا، گھر کے حالات بھی اچھے ہو جائیں گے اور وہاں کوئی روک ٹوک بھی نہیں ہو گی، عیش کروں گا" یہ تو اُس نے زینب کو ہنسانے کی غرض سے کہا تھا، لیکن وہ نہیں ہنسی۔ "پھر آ جاؤں گا واپس جب دل بھر جائے گا اور جب دل بدل جائے گا، جب حالات اچھے ہو جائینگے پھر آ جاؤں گا۔" وہ آفسردگی سے مسکراتے کہہ رہا تھا۔

وہ یک ٹک بس دیکھے جا رہی تھی!....

"سفیان تُو واقعی چلا جا۔" وہ آنسو پونچھ رہی تھی۔ "تیرا یہ فیصلہ بھی بالکل ٹھیک ہے۔" صدمہ کم ہوا تو اُسے سمجھ آیا اُسکا یہ فیصلہ اُسکے اپنے حق میں بہتر تھا، اُسکے جانے کا غم تو کبھی کم نہیں ہو سکتا تھا لیکن اُسکا یہاں رہنا اُسکے لئے سوائے تکلیف کے اور کچھ نہیں تھا!....

"امّاں کو مت بتانا ابھی، اُنکی خوشی کا تو کوئی ٹھکانا نہیں ہو گا اور ایسا پہلی بار ہی ہو گا کی اُنکی خوشی میرے لئے باعثِ تکلیف ہو گی۔" وہ تلخی سے مسکرا کر چلا گیا۔

زینب کو تنہائی اور رونے کی وجہ ایک ساتھ مل گئی تھی!....

****

"میری بہن کا خیال رکھنا۔"

دو جوڑوں میں قرآن پاک کے سائے تلے اُس نے ایک فرض ادا کر دیا تھا، جاتے جاتے بس فہد سے یہی کہا تھا اور اُس کو یقین تھا کی وہ اِسکا بہت خیال رکھے گا، اور زینب کی آگے آنے والی زندگی حسین ہو گی!...

سرخ جوڑے میں اُس کے چہرے کی سُرخی، حیا اور شرم کا رنگ اُسے نکھار رہا تھا اور شرمیلی سی مسکراہٹ سفیان کو بڑی بھلی لگ رہی تھی، ایسا لگتا تھا دل سے کوئی بوجھ اُتر گیا ہے، وہ خوش تھی، سفیان بھی خوش تھا!...

رُخصتی کے وقت وہ اسکے گلے لگ کر روئی تھی، معلوم نہیں اپنی رُخصتی پر یا سفیان کے دور جانے پر، پتا نہیں اپنے جانے کا دُکھ تھا یا سفیان کے دُکھ پر رونا آیا تھا اُسے، بس اُس کے رونے پر دو آنسو تو اُسکی آنکھ سے بھی ٹپکے تھے، لیکن چاند بی بی کی آنکھ نم نا ہوئی تھی اور پھر وہ چلی گئی!....

بار بار اُس کا مسکراتا، شرماتا چہرہ سفیان کی آنکھوں میں گھوم رہا تھا۔"اللہ اُسے ساری زندگی ایسے ہی خوش رکھے۔"وہ مسکراتا اور دل سے دُعا دیتا، دل تو بار بار بھٹک کر رملہ کی طرف بھی جاتا رہا۔"وہ گاؤں کی سب سے حسین لڑکی دُلہن بن کر کیسی لگے گی، سُرخ جوڑا اور دلہنا پا اس پر کیسا جچے گا۔"وہ ہاتھوں کا تکیہ بنائے لیٹا سوچ میں غرق تھا ایک دم جھنجھلا کر اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کیا ہو گیا ہے مجھے، میں کیوں اُسکے بارے میں سوچ رہا ہوں، دل اُس سے کیوں جُڑا ہے جس سے نصیب نہیں جُڑا، میں آخر اُسے بھول کیوں نہیں جاتا۔"وہ بالوں کو دونوں ہاتھوں کی مٹّھی میں جکڑے بیٹھا تھا۔"وہ کسی اور کی ہونے والی ہے وہ میرے بھائی کی امانت ہے، میں نے طیّب سے وعدہ کیا ہے اُسکی مدد کا، میں اُسکے بارے میں ایسا کیسے سوچ سکتا ہوں، لیکن میں اُسے کیسے بھولوں، اسے بھولنا میرے اختیار میں نہیں۔"وہ پریشانی سے اُٹھ کر ٹہلنے لگا اور آج تو وہ بھی نہیں تھی جو اُس کی پریشانی کا پوچھ لیا کرتی تھی، گھر کاٹنے کو دوڑ رہا تھا۔

"میرے تو کاغذ تقریباً تیار ہیں، بس باقی کام بھی جلد ہو جائیں تو میں چلا جاؤں گا یہاں سے، یہاں نہیں رہوں گا، یہاں رُکا تو ضرور پاگل ہو جاؤں گا، چلا جاؤں گا ہمیشہ کے لئے کبھی واپس نہیں آؤں گا۔" وہ سوچیں بھٹکانے کی کوشش کرتا لیکن اذیت تھی کہ کم نہیں ہو رہی تھی، جیسے جیسے دن قریب آ رہے تھے وہ جھنجھلانے لگا تھا، مصروفیت بڑھ گئی تھی لیکن سوچیں پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں وہ پھر سر پکڑ کر بیٹھ گیا، آج کی رات بھی آس کھوں میں کٹنی تھی۔

****

"سفیان تُو نے کہا تھا کہ زینب کی شادی کے بعد پیسے دے گا، زینب کی شادی ہو گئی اب پیسے دے۔"

سفیان گیراج میں تھا، طیّب نے وہیں باہر بُلا کر بات کرنا زیادہ مناسب سمجھا!...

"ہاں مجھے یاد ہے، کل دے دوں گا پیسے۔"

"مکر مت جانا۔"

"معاہدہ کیا ہے، نا تو مکر سکتا ہے نا میں۔"

"ٹھیک ہے لیکن کل یاد سے دے دیو۔" وہ کہہ کر جانے کے لئے مڑنے لگا۔

"شادی کب کرو گے ؟ "

"میں نے تو سوچا تھا کہ جس دن پیسے دوں گا اُس کے اگلے دن ہی کر لوں گا لیکن چاچی کل گر گئی تھی، بستر پکڑ لیا ہے، ایک دو ہفتے بعد ہی ہو گی شادی۔" وہ ایک دم افسردہ نظر آنے لگا تھا۔

"چل ٹھیک ہے۔" وہ طیّب کے کندھے پر تھپکی دے کر دوبارہ اندر چلا گیا۔

اندر جا کر اُس نے سُکھ کا سانس لیا، ایک دو ہفتے میں تو اس کے کاغذات بھی پورے ہو جائیں گے، پھر وہ زیادہ دن نہیں رُکے گا یہاں، نا ہی اُنہیں ساتھ دیکھنے کی اذیت اُسے زیادہ دن نہیں جھیلنی پڑے گی!...

****

وہ دونوں جھیل کنارے بیٹھے تھے، پائینچے گھٹنوں تک چڑھائے پاؤں پانی میں ڈالے، ڈوبتے سورج کا منظر دیکھ رہے تھے!....

"فہد حیرت ہے نا، اتنی گرمی کے باوجود جھیل کا پانی ٹھنڈا رہتا ہے۔"

"ہاں شاید آس پاس کے سبزے کی وجہ سے یا پہاڑوں کی وجہ سے۔"

وہ آخری کچھ وقت ساتھ گزارنا چاہتے تھے، یادیں سمیٹ رہے تھے!...

"ہاں لیکن دوپہر کے وقت پانی دھوپ سے کیسے چمکتا ہے، لیکن گرم نہیں ہوتا۔ "

"ہاں یہ تو ہے۔" وہ پانی میں پاؤں مارتا کہہ رہا تھا۔

"میں یہ سب یاد کروں گا فہد۔" وہ فہد کو دیکھ کر اُداسی سے کہنے لگا۔

"اور یہ سب بھی سفیان کو بہت یاد کریں گے۔" فہد مسکرا دیا۔

"تُو اور زینب خوش تو ہو نا؟ "

"کل ملا تو تھا اُس سے، خود پوچھ لیتا۔" ایک پیاری سی مسکراہٹ اُسکے لبوں کو چُھو گئی تھی۔

"اُس کے چہرے سے تو لگا کہ بہت خوش ہے، بات بے بات مسکرا رہی تھی، کچھ ہی دِنوں میں چہرہ بھی بھرا بھرا الگ رہا تھا ماشاءاللہ۔" سفیان کے چہرے پر اطمینان اُترتا محسوس ہو رہا تھا۔

"تو بس پھر تُو کیوں پوچھ رہا ہے۔"

"ایسے ہی، تُو تو خوش ہے نا؟"

"ہاں الحمد للہ میں بہت خوش ہوں، زینب بہت اچھی ہے۔"

"شکر۔" دل سے نکلا تھا۔

"تُو ٹھیک ہے نا سفیان؟"

"ٹھیک ہونے ہی تو جا رہا ہوں۔"

"اللہ کرے ٹھیک ہو جائے۔"

"ہاں اللہ کرے،"

"وہاں جا کر اپنا خیال رکھنا۔"

"ہاں رکھوں گا خیال، تُو بھی اپنا اور زینب کا اور سب کا خیال رکھنا اور کبھی کبھی اماں کے پاس بھی چکر لگا لیا کرنا، میں رابطے میں رہوں گا، کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا۔"

"تیری ضرورت ہو تو؟'

"میں ہمیشہ ہوؤں گا تیرے ساتھ۔" وہ آزردگی سے مسکرا دیا۔

"کھانے پینے کا خیال رکھنا وہاں جا کر، کھانے میں لاپرواہی مت کرنا،اور یہاں کی فکر بھی نا کرنا میں رکھ لوں گا یہاں سب کا خیال۔"

"ہاں مجھے پتا ہے تُو رکھ لے گا سب کا خیال، تیرے ہی بھروسے تو بے فکر ہو کر جا رہا ہوں۔"

"میں تجھے روز فون کروں گا سفیان۔"

"پھر ہم ڈھیر ساری باتیں کریں گے، جس دن تُو فون نہیں کرے گا اُس دن میں کر لوں گا، پھر ہم ایسے ہی باتیں کریں گے،فرق صرف اتنا ہو گا کہ یہ جھیل نہیں ہو گی۔"

****

"امّاں۔"

چاندبی بادل نخواستہ رملہ کا جوڑا لے کر جا رہی تھیں، کل بیاہ کر جو لا رہی تھیں اپنے لاڈلے کے لئے!....

"ہاں"

طیّب بھی وہیں بیٹھا رملہ کا جوڑا دیکھ رہا تھا!...

"میں اس اتوار کو شہر جا رہا ہوں۔"

"ہیں ہیں کیوں بھئی تُو کاہے کو جا رہا ہے شہر۔" چاندبی بی نے جوڑا تہہ کرتے ہوئے بیزارگی سے پوچھا۔

"دبئی جا رہا ہوں، اتوار کو شہر جاؤں گا، ایک اور لڑکا بھی جا رہا ہے ساتھ اُسے لوں گا، منگل کی روانگی ہے۔"

"تُو دبئی جا رہا ہے؟" چاندبی بی ہونکوں کی طرح اُسے دیکھ رہی تھیں۔

"ارے واہ تُو نے تو بتایا ہی نہیں، ویسے اچھا کیا میری شادی تک رُک گیا، کیسے روکھا سوکھا بتا رہا ہے یہ نا ہوا مٹھائی کھلاتا۔" طیّب کو بھی خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

"بس کاغذات وغیرہ بنوانے میں اور زینب اور تیری شادی کی مصروفیت میں بتا ہی نہیں سکا، آج سوچا بتادوں خوشی دوگنی ہو جائے گی۔" وہ چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے کہہ رہا تھا۔

"لیکن تُو نے تو بشیر بابا کو منع کر دیا تھا نا؟" امّاں اب بڑے لاڈ سے سفیان کے بال سہلا رہی تھیں۔

"ہاں منع تو کر دیا تھا لیکن پھر تُو نے اور طیّب نے مجھے احساس دلایا کہ مجھے چلے جانا چاہیئے، بھلا ایسے موقع بار بار تھوڑی ملتے، اتنا اچھا کام ملا ہے، تنخواہ بھی اچھی ہی دیں گے، اس لئے میں نے اُستاد جی کو بول دیا تھا کہ میرے لئے بات کر لو، پھر میں نے کاغذات بنوا لیئے اور اب میں چلا جاؤں گا، بہت پیسے بھیجوں گا، بس جلدی سے بچّوں کا داخلہ کروانا اسکول میں، گھر بھی بنوا لینا، بس یہاں سب سنبھال لینا۔" وہ بے وجہ، بے تُکی، عام سی باتیں کر رہا تھا۔

"ہاں میرا بچّہ میں صدقے میں واری۔" چاند بی بی تو آج نہال ہی ہو گئی تھیں اُس پر۔ "میرا بچّہ خیر سے جا، خوب دل لگا کر کام کر، یہاں کی فکر نا کرنا، یہاں ہم ہیں نا سب بس تُو وہاں اپنا خیال رکھنا اور اچھے سے کام کرنا شکایت نا ہو کسی کو۔"

"ہاں امّاں محنت کرنے ہی تو جا رہا ہوں۔"

اور سفیان نے جان بوجھ کر یہ بات اس موقع پر کی تھی، اس سے ہوا یہ کہ امّاں بڑی چاؤ سے بڑی خوشی سے رملہ کو بیاہ کر لے آئی تھیں۔ ساری تلخی، ساری بے رُخی ہوا ہو گئی

تھی،سفیان شہر کسی کام کے بہانے چلا گیااور کسی نے اِسے روکا بھی نہیں تھا،وہ بھلا اُسے دُلھن بنے کیسے دیکھتا،وہ بھی کسی اور کے لئے،رات گئے وہ آیا تو سب اپنے اپنے بستروں میں دُبکے سو چکے تھے،طیّب اور رملہ کے لئے اندر بڑا کمرہ تیار کیا تھا،جو رات کے اس پہر اندھیر پڑا تھا،غالباًوہ بھی سو چکے تھے،وہ بھی دوسرے کمرے میں کپڑے تبدیل کر کے سونے کے لئے لیٹ گیا،بس تین چار دن کی ہی تو بات تھی اُس نے یہاں سے چلے ہی جانا تھا!...

****

"امّاں میرا سارا سامان رکھ دیا؟ "

وہ رات کو لیٹنے سے پہلے اپنا سارا سامان دیکھ رہا تھا، کہیں کچھ رہ نا جائے،اُس نے کونسا واپس آنا تھا، صبح منہ اندھیرے ہی شہر کے لئے نکلنا تھا، فہد اُسے بس اڈّے تک چھوڑنے جانے والا تھا، باقی سب سے وہ مل چکا تھا،بشیر بابا نے اُسے ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ اللہ کے امان میں دیا،چاندبی بی بھی بھاگ بھاگ کر اس کا سامان رکھ رہی تھیں، آخر وہ کمانے جارہا تھا،زینب رات یہیں رُک گئی تھی،سفیان کے جانے کے بعد ویسے بھی اُسے یہاں کون

پوچھنے والا تھا، وہ بس سفیان کے پاس بیٹھی رہی کچھ کرنے کا دل نہیں چاہ رہا تھا، اور ابّا میاں اُن کا تو کچھ عرصہ سے وجود ہی نہیں ملتا تھا، نا جانے کہاں تھے۔ اور طیّب، طیّب تو خاص سفیان کے لئے بریانی بنوا رہا تھا، سفیان کو پسند جو تھی، اور رملہ تو میکے گئی ہوئی تھی ولیمے کی تقریب کے بعد سے، چاچی کی طبیعت جو خراب ہو گئی تھی اور طیّب بیچارہ سفیان کی وجہ سے خاموش تھا، ورنہ وہ اُسے بھلا کیسے جانے دیتا، اور باقی بچّے وہ تو اپنے حال میں مگن تھے، بس گڑیا تھی جو اُداس اُداس سارے میں گھوم رہی تھی، سفیان کے پاس وقت ہی نہیں تھا کہ وہ اس سے بات کرتا، وہ جب سارے کام سے فارغ ہوا تو وہ سو چکی تھی!....

خیر واپس آتے ہیں!...

"ہاں میرا بچّہ سب رکھ دیا ہے، آجا کھانا کھالے، خالی پیٹ نا سونا، میں نے تیرے لے جانے کے لئے بھی نکال کر رکھ دی ہے، میری آنکھ نا کُھلے تو تُو یاد سے لے جانا۔"

"ٹھیک ہے امّاں اب تُو بھی سو جا، زینب سے لے لوں گا میں کھانا، بس تھوڑا کام رہ گیا ہے وہ کرلوں پھر کھاؤں گا"

"ہاں یاد سے کھالینا"

****

"چلو زینب بہت باتیں ہو گئیں، صبح ہونے والی ہے تھوڑی دیر میں، سونے کا ٹائم بھی نہیں بچا کھانا لے آؤ کھانا کھاتے ہیں، فہد بھی آنے والا ہو گا۔"

"ہاں لاتی ہوں۔"

تھوڑی ہی دیر میں وہ دو پلیٹوں میں بریانی لے آئی تھی!....

"سفیان میں تمہیں بہت یاد کروں گی، وہاں جاتے ہی تم مجھے فون کرنا اِن کے نمبر پر۔"

"ہاں پاگل ضرور کروں گا فون اور تم لوگ بھی مجھے بہت یاد آؤ گے، یہاں تو تم سب لوگ ساتھ ہو گے، وہاں تو میں اکیلا ہووں گا نا۔"

"سفیان مت جا، منع کر دے، کیا ہو گا زیادہ سے زیادہ امّاں خفا ہو گی نا، کوئی بات نہیں، تھوڑے دن میں صحیح ہو جائے گی۔"

"زینب میں نے قرض لیا ہوا ہے بشیر بابا سے، اُنہوں نے بہت محنت کی ہے مجھے بھیجنے کے لئے، میں اب رُک نہیں سکتا۔"

زینب کی آنکھیں پھر بھیگنے لگی تھیں!...

"دیکھو تمہاری باتوں میں فہد بھی آگیا۔"دروازہ بجا تو وہ اُٹھ گیا۔

فہد بھی اس کے ساتھ چھوٹے کمرے میں ہی آگیا تھا، باہر تو باقی سب سو رہے تھے!...

"آہاں دونوں بہن بھائی کھانا کھا رہے ہیں، مجھ سے تو کسی نے پوچھا بھی نہیں۔"

"جاؤ بھئی زینب اپنے شوہر کو بھی کھانا دو ورنہ یہ طعنے دیتا رہے گا۔"

"جی لاتی ہوں۔"

وہ دونوں بھی دُکھی تھے لیکن زینب کے سامنے نارمل رہنے کی کوشش کر رہے تھے، وہ عورت تھی نا رو دیتی تھی، اور مرد تو کبھی روتا نہیں لیکن کوئی دل کھول کر دیکھے تو معلوم ہو کہ اپنوں کو چھوڑ جانے کا غم کتنا ہوتا ہے، کوئی دل میں جھانکے تو پتا چلے جان سے پیارے اور بھائی سے بڑھ کر اکلوتے دوست کو خود سے دور بھیجنا کتنا مشکل ہوتا ہے، وہ دونوں ان کیفیات میں تھے، لیکن ہمیں بچپن سے ہی یہ بتایا جاتا ہے کہ مرد روتا تھوڑی ہے!....

"چل بھئی سفیان جلدی سے کھالے پندرہ منٹ میں نکلنا ہے، ورنہ بس نکل جائے گی ہمارے پہنچنے سے پہلے۔" وہ کھانا شروع کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

زینب پھر ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رونے لگی!...

"اُففف زینب بس بھی کرو، ساری رات کم تھی کیا رونے کے لئے جواب بھی روئے جا رہی ہو، اتنے آنسو کہاں سے آتے ہیں تمہاری آنکھ میں، رات کو سونے نہیں دیا، اب کھانے نہیں دے رہی ہو پکا دیر کرواؤ گی، اور سوچو ذرا تمہارے اتنا رونے سے مجھے سفر میں ہی کچھ ہو گیا تو، اور میں واپس نا آیا تو؟"

"اللہ نا کرے۔" اور پھر وہ اور تیزی سے رونے لگی۔

"کیا یار میری بیگم کو رُلائے جا رہے ہو، بس میں نے سوچ لیا ہے اب نہیں چھوڑ کر جاؤں گا اِسے یہاں۔" وہ تو اسے چُپ کروانے میں ہلکان ہو رہا تھا۔

"دیکھو بیگم میں اسے چھوڑ کر آؤں تم تیار رہنا، گھر چلیں گے ٹھیک ہے؟" اُس کے انداز پر زینب کو بھی ہنسی آ گئی تھی۔

سفیان بھی اُنہیں دیکھ کر مسکرا دیا!...

"ہاں بیٹا اب دیر نہیں ہو رہی؟"سفیان اب اُسے چھیڑ رہا تھا۔

"ہاں ہاں کھا رہا ہوں،اور تُو جلدی کھا میں تو آ کر بھی کھا لوں گا،دیر تجھے ہو رہی ہے۔"

اور پھر وہ دونوں چلے گئے،سب سوتے ہی رہے،کسی نے اُٹھ کر سفیان کو الوداع کہنا ضروری نہیں سمجھا،ایک زینب ہی تھی جس کی نظریں گلی کے آخری کنارے تک دونوں کا پیچھا کر کے لوٹ آئیں!...

****

"اسلام و علیکم،میں سفیان ہوں،آپ غالباً ارحام ہیں،بشیر بابا نے آپ کو بتایا ہو گا میرے آنے کا۔"وہ دروازہ کھولنے والے سے مخاطب تھا جو شاید ابھی دروازہ بجنے پر ہی نیند سے جاگا تھا۔

"وعلیکم السلام،جی بالکل آ جاؤ،ویلکم ٹو کراچی۔"وہ بڑی خوش اخلاقی سے ملا تھا۔

سفیان پہلی بار کراچی آیا تھا،اور ایڈریس ڈھونڈنا اُس کے لئے بہت مشکل تھا،پتا نہیں کتنوں سے پوچھ پوچھ کر وہ ارحام کے گھر تک پہنچا تھا!....

Visit us at. http://novelhinovel.com

NOVEL HI NOVEL

"بہت شکریہ۔" وہ ارحام کے پیچھے اندر آگیا، ایک کمرے کا اپارٹمنٹ تھا، جو گاؤں کے گھروں سے مختلف، بہت زیادہ خوبصورت اور دلکش لگتا تھا، لاؤنج تھوڑا بکھرا بکھرا تھا لیکن اچھا تھا، لاؤنج میں ہی اوپن کچن تھا، وہ وہیں اٹیچی رکھ کر صوفے پر بیٹھ گیا، تقریبا ۲۳ گھنٹوں کے لمبے سفر نے اُسے تھکا دیا تھا، نرم صوفہ اور ٹھنڈا لاؤنج، اُسے تو نیند آنے لگی تھی۔

"گھر ڈھونڈنے میں مشکل تو نہیں ہوئی؟ "

وہ جینز پر ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا، سفیان کو پانی کی بوتل دے کر وہ دوسرے صوفے پر دوبارہ ڈھیر ہو گیا، آنکھیں کُھلی تھیں لیکن مکمل سونے کی تیاری میں تھا، ابھی ۵ ہی تو بجے تھے اور کراچی والوں کا یہ تو سونے کا ٹائم ہے!...

"نہیں بس مل ہی گیا، گھر میں کوئی اور نہیں ہے؟" وہ اِدھر اُدھر دیکھتا پوچھ رہا تھا، کالی شلوار قمیض میں وہ بلاشبہ اچھا لگ رہا تھا۔

"نہیں، میں اکیلا ہی رہتا ہوں، کھانا کھانا ہو تو وہ رہا کچن۔" اُس نے ہاتھ کے اِشارے سے بتایا، حالانکے سفیان پہلے ہی دیکھ چُکا تھا۔ "اور سونا ہو تو جہاں بیٹھے ہو وہیں لیٹ جانا اور

فریش ہونا ہو تو کمرے میں اٹیچ باتھ روم ہے، چوری کرنے کا سوچنا بھی مت کیوں کہ اس گھر میں ایسا کچھ بھی نہیں جو چوری کیا جائے، تو اب جو کرنا ہے کرو، بس بارہ بجے سے پہلے مجھے اُٹھانا نہیں، اور ٹی وی مت کھولنا۔" وہ کہہ کر اوندھے منہ لیٹ گیا اور اگلے چند منٹوں میں وہ سو چکا تھا۔

کچھ دیر تو سفیان بیٹھا سوچتا رہا، پھر اُٹھ کر منہ ہاتھ دھویا، امّاں کی دی ہوئی بریانی نکالی تو وہ گرمی سے سڑ چکی تھی، اس نے وہیں کاؤنٹر پر رکھ دی، بھوک بھی لگی تھی تو فریج کھولا، وہاں دو سینڈوچز پڑے تھے، سمجھ نا آیا تو وہی نکال لئے، اُلٹ پُلٹ کر دیکھا، پہلے سوچا کہ گرم کرلے لیکن پھر ٹھنڈے ہی کھا لئے، ذائقہ تو اچھا تھا، پھر کیا، اس نے پانی پیا اور وہیں صوفے پر ڈھیر ہو گیا!...

****

"ارے بھائی اُٹھ جا، میں نے کہا تھا بارہ بجے تک نا اُٹھانا، اب تو ایک بجنے والا ہے۔" وہ سفیان کو ہِلا ہِلا کر اُٹھا رہا تھا۔

"ہاں اُٹھ گیا ہوں۔" وہ اُٹھ تو گیا تھا لیکن اُس کی آنکھیں نیند سے بوجھل اور شدید سُرخ ہو رہی تھیں۔

"سینڈ وچز تم نے کھائے رات کو؟"

"ہاں، وہ آپ ہی نے کہا تھا کہ بھوک لگے تو کھا لوں۔" وہ بوکھلا گیا تھا، اُسے لگا شاید اُسے وہ نہیں کھانے تھے۔

"اچھا چلو خیر ہے، تم اُٹھو فریش این اپ ہو جاؤ میں ناشتہ لے کر آتا ہوں۔" وہ اس کا کندھا تھپتھپا کر باہر چلا گیا۔

پورے جسم پر سُستی سوار تھی، بڑی مشکل سے اُٹھ کر وہ فریش ہو کر بیٹھا اتنے میں ارحام آ بھی گیا!....

"ارے یار تم تو مجھ سے بھی زیادہ سُست ہو، ابھی تک ایسے ہی بیٹھے ہو۔" وہ بھی شاپرز سینٹر ٹیبل پر رکھ کر وہیں بیٹھ گیا۔

"نہیں میں منہ ہاتھ دھو کر بیٹھا ہوں۔"

"اچھا نہا لیتے، سُستی اُتر جاتی، کپڑے نہیں ہیں تو میرے لے لو۔"

"نہیں کپڑے تو ہیں بس ابھی کھولے نہیں ہیں۔"

"اچھا یہ لو بھئی، یہاں تو اس وقت رول پراٹھا ہی اچھا ملتا ہے، گلگت میں تو پتا نہیں کیا ملتا ہوگا ناشتے میں، ابھی اسی سے کام چلاؤ۔" وہ ایک پلیٹ سفیان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ناشتے میں تو امّاں کے ہاتھ کا چائے پراٹھا ہی ملتا ہے یا خان بابا کے ہوٹل کی چائے۔" وہ ابھی سے یاد کرنے لگا۔ "ایسا تو کچھ نہیں ملتا۔" وہ پراٹھا ہاتھ میں لئے کہہ رہا تھا۔ "اور جو رات کھایا وہ بھی نہیں ملتا۔"

"ارے گاؤں میں نہیں ملتا ہوگا، شہر میں تو ملتا ہوگا۔" ارحام اب دانتوں سے بڑا نوالہ توڑتے ہوئے کھانے کے ساتھ پورا انصاف کرنے میں مصروف تھا۔

پہلے تو وہ پراٹھا کھولنے لگا، پھر ارحام کو دیکھا تو جلدی سے اُسکی طرح کھانے لگا!...

"ہاں ملتا ہوگا، میں کبھی زیادہ گیا نہیں نا گاؤں سے باہر۔"

"پھر تو تمہیں کراچی بہت عجیب لگے گا اور دبئی بھی، خیر کراچی تو ہم صرف آج ہی کے دن ہیں ورنہ گھماتا تمہیں۔" ارحام کو باتیں کرنے کا بہت شوق تھا۔

سفیان خاموشی سے کھاتا رہا تو وہ پھر سے بولا!....

"کیا عمر ہے تمہاری؟"

"ساڑھے اٹھارہ سال۔"

"واہ، تو اتنی سی عمر میں کیوں جا رہے ہو باہر، میں تو بائیس سال کا ہوں اور اکیلا بھی، وہاں کام بھی کروں گا اور انجوائے بھی، تمہاری تو فیملی بھی ہے نا یہاں؟"

"گھر کے حالات اچھے نہیں ہیں، اور یہاں کتنی بھی محنت کرنے کے بعد بھی دو وقت کی روٹی سے زیادہ نہیں ملتا، اس لئے جا رہا ہوں، فیملی کے لئے ہی جا رہا ہوں۔"

"ارے ارے صرف اپنے گاؤں تک کی بات کرو، یہاں کراچی بلکہ پورے پاکستان میں ترقی کے بہت ذرائع ہیں، تم کبھی گاؤں سے نکلے ہوتے تو پتا چلتا نا، خیر میں تو بس دبئی دیکھنا چاہتا ہوں، کام اچھا لگا اور مزہ آیا تو وہیں رہ لوں گا ورنہ واپس، تم بھی چاہو تو واپس آجانا میرے ساتھ، پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ کراچی میں جائز طریقے سے اچھے پیسے کمانے کے کتنے طریقے ہیں۔"

"میں واپس نہیں آنا چاہتا۔"

"آہاں کیوں؟ کوئی عشق وشق کا چکر ہے؟" وہ آنکھ مار کر کہہ رہا تھا۔

نا نہیں، ایسا کچھ نہیں۔" وہ گڑ بڑا گیا تھا۔

ارحام کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تو وہ جھینپ گیا!...

"آپ بشیر بابا کو کیسے جانتے ہیں؟" اس سے پہلے کی ارحام پھر کچھ پوچھتا سفیان نے ہی پوچھ لیا۔

"بشیر انکل نے ابّو کو مکینک بنایا تھا، مطلب اُستاد تھے میرے ابّو کے، پھر ابّو نے مجھے سِکھایا، میں آیا ہوں کئی بار خلتی بشیر انکل سے ملنے، میری فیملی میں بس میرے پیرنٹس ہی تھے، انکی بھی ایک حادثے میں کچھ سال پہلے ڈیتھ ہو گئی، بشیر انکل سے ملتا ہوں تو اچھا لگتا ہے، ابّو کے بعد وہی ہیں بڑے، ابھی اس بار ملنے گیا تو اُنہوں نے اس جاب کا بتایا، میں خود بھی چینج چاہتا تھا تو اس لئے حامی بھر لی، تم سے بہت پیار کرتے ہیں، مجھے کہہ رہے تھے کہ سفیان بہت ہی پیارا بچّہ ہے اور سیدھا بھی ہے دنیا کی اتنی سمجھ نہیں ہے اِس کے ساتھ ساتھ رہنا، اور مجھے لگتا ہے وہ صیح ہی کہہ رہے تھے۔"

سفیان مسکرا دیا، کتنے پیارے لوگوں کو وہ پیچھے چھوڑ آیا تھا!...

اب بتاؤ چائے پیو گے یا کافی؟" وہ اپنی پلیٹ لے کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"چائے۔" سفیان بھی ساتھ ہی اُٹھا۔

" یہاں پلا رہا ہوں کیوں کہ مہمان ہو، وہاں جا کر اپنے سارے کام خود ہی کرنے پڑیں گے، "

"جی بہتر۔"

****

اُنکا جہاز دبّاء ائیر پورٹ پر لینڈ ہوا تھا، چیکنگ کے بعد باہر آکر سفیان نے سکون کا سانس لیا، ایک تو پہلی بار جہاز کا سفر، اوپر سے اُس نے تو اتنے لوگ بھی نہیں دیکھے تھے کبھی، اور اتنی چیکنگ اور اتنی جگہوں سے ہو کر نکلنا، سفیان کے تو حواس ہی جواب دے گئے تھے، اگر ارحام ساتھ نا ہوتا تو سفیان تو اب تک جناح ائیر پورٹ پر ہی بیٹھا ہوتا، یا کھو گیا ہوتا، یہاں پہنچ کر اُسے کچھ سکون ملا، ارحام ٹرالی گھسیٹتا آگے آگے اِدھر اُدھر نظر دوڑاتا جا رہا تھا اور سفیان کسی تابعدار بچے کی طرح اِسکے قدموں پر چل رہا تھا، بالآخر ارحام رُکا تو وہ بھی رُک گیا!...

"وہ دیکھو وہ کھڑا!" وہ ایک طرف کھڑے شخص کی طرف اِشارہ کر رہا تھا جس کے ہاتھ میں ایک کارڈ بھی تھا۔

"کون ہے وہ؟ آپ جانتے ہو اُسے؟ وہ اُلٹا ارحام کی شکل دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں پڑھنا آتا ہے نا؟"

"ہاں۔"

"اور تمہاری نظر بھی بالکل ٹھیک ہے نا سفیان؟"

"ہاں جی۔" سفیان بیچارے کو اب بھی سمجھ نہیں آیا کہ وہ ایسا کیوں پوچھ رہا ہے۔

"تو دیکھو نا بھائی اُس کے ہاتھ میں جو کارڈ ہے اُس پر کیا لکھا ہے؟" اب صرف سر پیٹنے کی قصر باقی تھی ارحام کے لئے۔

"اُس پر ہمارے نام لکھے ہیں۔"

"جی Exactly یعنی وہ ہمیں لینے آیا ہے، چلو اب۔" وہ ایک ہاتھ سے ٹرالی گھسیٹتا اور دوسرے ہاتھ سے سفیان کو کھینچتا جا رہا تھا۔

"لیکن اُسے کیسے پتا کہ ہم آرہے ہیں اور اُسے ہمارے نام کیسے پتا؟"

"ارے میرے باپ چپ بھی ہو جاتے ہیں تھوڑی دیر۔"

وہ دونوں اُس شخص تک پہنچے تو سفیان چپ ہو گیا!...

"اسلام و علیکم!" ارحام نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے سلام کیا تو سفیان نے بھی پیچھے سے ہی سلام کر لیا۔

"و علیکم سلام، حیدر بھائی کے ریفرنس سے آئے ہو نا؟"

"نہیں بشیر بابا نے بھیجا ہے۔" اور ارحام کا دل چاہا کہ اس کا سر پھاڑ دے، فلحال اس نے صرف سفیان کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔

"ارے اِس کی تو عادت ہے مذاق کرنے کی، جی ہم حیدر بھائی کے ہی ریفرنس سے آئے ہیں، جو رو غائلات روڈ پر اسپیئر پارٹس کی شاپ میں کام کرتے ہیں، کار مکینک۔" سفیان کی وجہ سے اُسے تفصیلاً جواب دینا پڑا تھا۔

"اچھا آجائیں اِس طرف، گاڑی باہر انتظار کر رہی ہے۔" وہ شخص انہیں لے کر ایک طرف چلنے لگا تو یہ بھی اُس کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔

"آپ نے جھوٹ کیوں بولا، ہم تو بشیر بابا کی ریفرنس سے آئے ہیں نا۔" وہ اُس کے کان میں سرگوشی کے انداز سے بولا۔

"بشیر انکل دبئی کے منسٹر نہیں لگے ہوئے، ہم یہاں حیدر کے ریفرنس سے آئے ہیں، حیدر نے ہمیں بُلایا ہے بشیر انکل کے ذریعے اور پلیز اب کچھ نا بولنا۔"

اُسے لگا ارحام اسکی بے وقوفانہ باتوں اور کم عقلی سے عاجز ہو رہا ہے، اُسکا خود بھی اپنی عقل پر ماتم کرنے کا دل چاہ رہا تھا، بس یہ صحیح جگہ نہیں تھی اُسکے لئے، وہ گاؤں کا سب سے پڑھا لکھا، سب سے ہوشیار، سب سے اچھا کارمکینک اِن شہر والوں میں سب سے پیچھے تھا، سب سے کمتر، اُسے لگا اس نے جلد بازی میں غلط فیصلہ کر لیا ہے، وہ اس دنیا کی دنیاداری میں کہیں پیچھے بہت پیچھے دب کے رہ جائے گا، وہ مایوس سا خاموش سا ارحام کے پیچھے پیچھے چل دیا، اُس نے سوچ لیا تھا کہ اب وہ کچھ نہیں بولے گا!...

گاڑی آگئی تو وہ بیٹھ گئے، تب بھی وہ کچھ نہیں بولا، بس شیشے کے پار بڑی بڑی عمارتوں اور صاف ستھری سڑکوں کو دیکھے جا رہا تھا، ایسے لگتا تھا جیسے تارکول کی صاف لمبی سڑک پر وہ آگے جا رہا ہو اور بڑی بڑی آسمان کو چھوتی عمارتیں پیچھے رہ گئی ہوں!...

"کیا ہوا بچّے، اتنے خاموش کیوں ہو؟" ارحام نے اُس کے کندھے سے کندھا ہلا کر کہا تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

"آپ میری بے تکی باتوں سے تنگ آ گئے ہیں نا اس لئے اب کچھ نہیں بولوں گا۔" وہ اُداسی سے اپنی ہاتھوں کی اُنگلیوں کو دیکھتا رہا۔

"یار میں نے ایسا کب کہا، تم واقعی بہت سیدھے ہو، سنواب، اگر ان لوگوں کو ہم پر کسی قسم کا شبعہ ہوا تو ہمارے لئے بہت مسئلہ ہو جائے گا، اور یہ ہمارا ملک نہیں ہے نا ہی یہ ہمارے لوگ ہیں، ہم یہاں کے قوانین نہیں جانتے، اگر ہم کسی معاملے میں خدانخواستہ پھنس جاتے ہیں تو ہمیں بچانے کوئی نہیں آئے گا، میرے پیچھے تو پاکستان میں بھی کوئی نہیں جو مجھے بچا لے اور تمہیں بچانے والا کوئی ہوتا تو تم اِس عمر میں یہاں نا ہوتے اور رہے بشیر انکل تو وہ بھی وہاں بیٹھے ہمارے لئے دعا کے سوا کچھ نہیں کر سکتے، اس لئے یہاں بہت سوچ سمجھ کر بات کرنی ہے، اور پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہے، ہمیں ہی اب ایک دوسرے کو بچانا ہے۔" وہ دوستانہ لہجے میں اُسے دوسرے ملک کی اونچ نیچ سمجھا رہا تھا، دونوں سرگوشی میں باتیں کرتے رہے۔

"اچھاٹھیک میں سمجھ گیا،اب خیال رکھوں گا۔"اسے کچھ کچھ سمجھ آنے لگا تھا۔

"گُڈبس اب رونا شروع کردینا۔ "

اور سفیان کھل کر ہنس دیا!....

****

گاڑی اُنہیں انکے اپارٹمنٹ کے باہر چھوڑ گئی تھی،آج انہوں نے ریسٹ کرنا تھا اور کل سے انکا کام اسٹارٹ ہونا تھا،بلڈنگ کے ساتھ ہی"اتصلات "Etisalat کی فرنچائز یعنی"امتیاز" تھی تو ارحام نے وہاں سے دو سِم کارڈ لئے اور آگئے اپنے اپارٹمنٹ،ان کا اپارٹمنٹ سولہویں فلور پر تھا!...

تین کمروں کا اپارٹمنٹ تھا،تینوں کے ساتھ اٹیچ باتھ روم اور لاونج میں ایک عدد کچن،ہر کمرے میں دو میٹریس ڈلے تھے اور ایک الماری تھی،اور کچن میں ایک چولہا اور اَون رکھا تھا،ہر کمرے میں دو لوگ پہلے سے ہی رہائش پذیر تھے اور تیسرا کمرہ ان لوگوں کے لئے تھا،باقی سب اپنی ضروریات اور کھانے پینے کی چیزیں خود لاتے تھے!...

وہ دونوں بھی اپنے کمرے میں آگئے!...

"لاؤ موبائل دِکھاؤ میں تمہاری سم بھی لگا دوں۔" ارحام نے روم میں پہنچ کر سب سے پہلا یہی کام کیا تھا، سم لگانا۔

"لیکن میرے پاس تو موبائل ہے ہی نہیں۔"

"سیریسلی، تمہارے پاس موبائل نہیں تو گھر والوں سے بات کیسے کرو گے؟ "

"تمہارے موبائل سے۔" سفیان بھی اب تھوڑا بے تکلف ہو گیا تھا۔

"واہ یہ ٹھیک ہے بھئی، میں بتا رہا ہوں بات کرنی ہو تو بیلنس ڈلوانا ہو گا۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔"

وہ کھڑکی کے پاس کھڑا نیچے تیزی سے چلتی ٹریفک کو دیکھ رہا تھا، اُسے بھی کل اِسی تیزی سے چلتی دنیا میں گُھم ہو جانا تھا!...

"بھئی میں سو رہا ہوں، تم بھی جب یہ منظر آنکھوں میں جذب کر لو تو سو جانا، کل بہت کام ہو گا۔"

"تم کراچی والے اتنا سوتے کیوں ہو، سفر میں سوتے ہوئے آئے ہو اور اب پھر سو رہے ہو۔"

"اوہ ہیلو جب تم میرے اپارٹمنٹ میں پہنچے تھے تو گھوڑے بیچ کر سو گئے تھے، بھول گئے اپنا وقت۔"

"آپ کی اطلاع کے لئے میرا سفر ۲۳ تئیس گھنٹے کا تھا اور پاکستان سے دبئی کا کوئی اتنا لمبا سفر نہیں۔"

"جا جا بھائی، نہیں سونا تو نا سو مجھے سونے دے۔" اور وہ کروٹ لے کر یہ جا اور وہ جا۔

سفیان بھی کچھ دیر کھڑکی سے باہر دیکھتا رہا اور پھر سب بیچ باچ کے سو گیا، بھلا وہ اکیلا جاگ کر کیا کرتا!.....

****

"اُٹھو۔"

سفیان ارحام کو جھنجھوڑ رہا تھا!...

"کیا، کیا ہوا۔" وہ گھبرا کر اُٹھا، کہیں پہلے ہی دن چوری تو نہیں ہو گئی، آنکھیں گہری نیند کے باعث سرخ ہو رہی تھیں۔

"کتنا سو گے؟ جب سے ہم آئے ہیں تب سے سو رہے ہو، میں تو سو سو کر بھی تھک گیا ہوں، اب تو اُٹھ جاؤ۔" ہائے ہمارا معصوم سفیان۔

"بیڑہ غرق۔" ارحام نے آنکھیں زور سے میچ کر کہا۔ "مجھے لگا چوری ہو گئی۔"

"یار رات سونے کے لئے ہی ہوتی ہے۔" وہ منہ پر تکیہ رکھ کر دوبارہ سونے کے لئے لیٹ گیا۔

"ہم تو پورا دن بھی سوتے ہی رہے ہیں۔"

"یار رات کے تین بج رہے ہیں، اس وقت میں کیا تمہارے ساتھ چھم چھم کھیلوں؟" وہ سخت کوفت زدہ تھا۔

"نہیں، لیکن اُٹھ تو جاؤ، باہر چلتے ہیں، مجھے بھوک بھی لگی ہے، دیکھو ذرا باہر دن والا ماحول ہو رہا ہے، یہ لوگ رات کو بھی نہیں سوتے، پاکستان میں اِس وقت سڑکوں پر سناّٹا ہوتا ہے۔"

سونے تو اب سفیان نے اسے دینا نہیں تھا سو وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا!...

"اوہ ہیلو، صرف خلتی میں رات کو سنّاٹا ہوتا ہو گا، پورے پاکستان کو مت گھسیٹ لیا کرو ہر جگہ ،ابھی تم نے کراچی کی رات کی رونقیں نہیں دیکھیں، روشنیوں کا شہر کہلاتا ہے کراچی۔" وہ گردن کڑائے کہہ رہا تھا۔

"اچھا اچھا ہوتی ہوں گی، ابھی مجھے بھوک لگ رہی ہے، بتاؤ کیا کھائیں گے؟ یہاں کھانا حلال تو ہوتا ہو گا نا؟"

"ہاں ہاں حلال ہی ہوتا ہے، لیکن میرے پاس یہاں کی زیادہ کرنسی نہیں ہے، لیں گے کیسے۔"

"اوہ وہ تو میرے پاس بھی نہیں ہے۔" وہ منہ لٹکا کر بیٹھ گیا۔

"اچھا چل باہر چلتے ہیں، دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔"

"چلو۔"

"دیکھو مجھے راستے یاد نہیں رہتے، تم یاد رکھنا۔" وہ کمرہ لاک کر کے روڈ پر آ گئے تھے۔

"ہاں ہاں زیادہ دور جائیں گے ہی نہیں، دیکھتے ہیں قریب سے ہی کوئی منی ایکسچینج والا مل جائے۔" ارحام اِدھر اُدھر نظر دوڑائے کہہ رہا تھا۔

روغانلات روڈ سے دو موڑ مڑتے ہی انہیں "حمید ایکسچینج شاپ" دِکھ گئی تھی، وہ غالباً کسی بنگالی مسلمان کی تھی، وہ باآسانی اُردو سمجھتا تھا، دونوں شیشے کا دروازہ کھول کر اندر گھسے اور اپنی مطلوبہ رقم لے کر باہر آ گئے!...

"چلو اب پیسے تو مل گئے اب کچھ کھاتے ہیں۔"

"میں صرف چائے پیئوں گا۔" سفیان دلچسپی سے اِدھر اُدھر نئی رنگ برنگی روشنی سے بھرپور دنیا دیکھ رہا تھا، دن کے وقت یہ جگہ اتنی خوبصورت نہیں لگتی تھی۔

"کیا مطلب؟ تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں بھوک لگی ہے، میں اسی لئے اُٹھا تھا۔" ارحام بی جمالو کی طرح دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اُسے گھور رہا تھا۔

"وہ۔ہاں میں نے کہا تو تھا۔" اس نے ارحام کے تیور دیکھ کر تھوک نگلا۔ "تب لگی تو تھی بھوک، اب نہیں لگی ابھی صرف چائے پینی ہے۔"

"بڑی ڈرامہ چیز ہو قسم سے" ارحام نے سر سے پیر تک سفیان کو دیکھ کر کہا۔

وہ کہہ کر ایک "شاہی خانہ "مطلب چائے خانے میں گُھس گیا، سفیان بھی مسلسل اُس کے پیچھے پیچھے تھا!...

"میں بتا رہا ہوں پیسے تم دو گے۔" وہ دکاندار کو دو چائے کا کہہ کر اب سفیان سے کہہ رہا تھا۔

"اچھا دے دوں گا، کتنے دینے ہیں۔"

"4 "چار درہم۔"

"یہاں چائے کتنی سستی ہے۔" وہ والٹ سے 5 درہم کا نوٹ نکالتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اوہ بھائی ایک کپ پاکستانی 86 روپے کا ہے، کہاں کی سستی ہے؟" ارحام کا دل چاہا سر پیٹ لے۔

"اوہ اچھا، پھر تو بہت مہنگی ہوئی۔" ابھی اسے درہم کا اندازہ نہیں تھا نا۔

پھر وہ دونوں اپنے اپنے چائے کا کپ تھامے ہو نہی صاف ستھری سڑکوں پر چلتے رہے!...

****

روغانلات روڈ سے سیدھے ہاتھ مڑ کر مرنخ اسٹریٹ شروع، پھر اُس سے دوبارہ سیدھے ہاتھ مڑو تو "شارع نادی العروبة" آتا ہے "Al-Oroba club st" اسی شاہراہ پر انکا ورک شاپ تھا، جہاں ارحام اور سفیان کو آج سے کام کرنا تھا!....

"کام سمجھ آگیا تم لوگوں کو؟" حیدر صبح سے ان لوگوں کو ایک ایک بات سمجھا رہا تھا، کیونکہ اِس کے بعد ان دونوں نے ہی یہاں کام سنبھالنا تھا، وہ اسی کی ذمہ داری پر آئے تھے۔

"ہاں کام تو سمجھ آگیا، اگر کچھ سمجھ نا آیا تو آپ سے پوچھ لیں گے۔" سفیان دلچسپی سے ساری باتیں سُن رہا تھا، آس پاس بھی نگاہ دوڑا لیتا، اُسے یہ نئی جگہ بڑی بھلی لگ رہی تھی۔

"گُڈ میں یہاں اگلے ایک مہینے ہوں، تب تک تم کوئی بھی کام کہہ سکتے ہو، کچھ سمجھ نا آئے تو پوچھ لینا، پھر میں پاکستان چلا جاوں گا۔"

حیدر ۳۴، ۳۵ سال کا خوش شکل اور خوش مزاج انسان تھا، دونوں کو ہی اس سے مل کر کافی تسلّی ہوئی!...

"جی بہت بہتر۔" وہ خوش تھا اور وقتی طور پر واقعی پچھلے دنوں کی اذیت کو بھول گیا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے ابھی تو لنچ ٹائم ہو گیا ہے، کچھ کھا پی لو پھر کام شروع ہو جائے گا، اب میں چلتا ہوں، ارحام تمہارے پاس نمبر ہے میرا؟" اُس نے جاتے جاتے پھر پوچھ ہی لیا۔

"جی حیدر بھائی نمبر ہے۔"

"اچھا پھر میں چلوں؟"

"حیدر بھائی سیلری کا کیا حساب ہو گا؟" ارحام نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے ایک بار پھر پوچھا۔

"بتایا تو تھا، ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو سیلری مل جایا کرے گی، کام اچھا کرو گے تو سیلری جلد بڑھنے کے امکان بھی ہیں، یہاں کے مالکان بہت اچھے ہیں، ہیں بھی پاکستانی، کام پسند آیا تو ویزا بھی رینیو کروا دیں گے لیکن اگر کسی گاڑی کو تمہاری وجہ سے نقصان ہوا تو اس کا خرچہ تمہاری سیلری سے کٹے گا، باقی رہنے کی جگہ تمہیں ملی ہوئی ہے، کھانا پینا کرنا ہو گا بس، وہ بھی تمہارے اپارٹمنٹ کے قریب ہی ہے ہر چیز، ورک شاپ بھی قریب ہی ہے، پبلک

ٹرانسپورٹ کا خرچہ بھی بچ جائے گا، بس پھر فارغ وقت میں جو چاہے کرو، دبئی گھومو، مزے کرو۔"

"جی بہت شکریہ، ہم پوری کوشش کریں گے کہ شکایت کا کوئی موقع نا دیں۔"

حیدر پھر ان کا کندھا تھپتھپا کر چلا گیا!...

****

"ارحام مجھے گھر بات کرنی ہے۔"

"نمبر ہے؟" پہلے تو اس نے گھور کر دیکھا، پھر ترس کھا ہی لیا۔

"ہاں نمبر ہے۔" سفیان نے جلدی سے جیب میں سے پرچی نکالی۔

"کس کا ہے؟" وہ نمبر سیو کرتے ہوئے ذو معنٰی مسکراہٹ سے پوچھ رہا تھا۔

"فہد کا ہے، دوست ہے۔" ہائے ہمارا سادہ سا سفیان۔

"واٹس ایپ یوز کرتا ہے یہ؟" ارحام کا تو منہ ہی کڑوا ہو گیا تھا۔

"یہ کیا ہوتا ہے؟ "

"کچھ نہیں بھئی، یہ لے بات کر، دو منٹ سے زیادہ بات کی ناتو جیب میں سے پیسے نکال لوں گا۔"

وہ رات کا کھانا کھا کر یونہی سڑکوں پر چہل قدمی کر رہے تھے، ٹھنڈی ہوا دن بھر کی تکان کو ساتھ اڑائے لے جا رہی تھی!...

وہ بے صبری سے کال اٹھائے جانے کا انتظار کرنے لگا، پہلی بار گھر سے باہر رہا تھا، پہلی بار چار دن فہد سے بات نہیں ہوئی تھی!...

ایک بیل

دوسری بیل

تیسری بیل

"ہیلو۔" بالآخر فہد کی آواز ابھری۔

"ہیلو فہد میں سفیان بات کر رہا ہوں۔" خوشی کے مارے اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ کیا کہے۔

"سفیان کیسا ہے؟ میں نے کہا تھا نا کے جاتے ہی کال کرنا، اتنے دن کے بعد کال کی ہے، سب خیریت ہے نا وہاں؟" فہد اس سے بھی زیادہ خوش تھا سفیان کی آواز سُن کے۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں، یہاں سب خیریت ہے اللہ کا شکر، بس کام وام سمجھنے میں وقت ہی نہیں ملا، آج بس تھوڑا ٹائم ملا تو کال کر لی۔"

"اچھا کیا کال کر لی، مجھے تو پریشانی ہو رہی تھی اور استاد جی بھی پوچھ رہے تھے۔"

"ہاں انہیں بھی بتا دینا میں پہنچ گیا ہوں خیریت سے، اور گھر میں سب کیسے ہیں زینب سے بات کروا۔"

"سب ٹھیک ہیں، زینب بھی پریشان پریشان گھوم رہی تھی، ابھی تو سو رہی ہے، ۱۲ بج رہے ہیں نا۔"

"ہیں! یہاں تو ابھی ۱۱ بجے ہیں۔" اس نے ارحام کی طرف دیکھا۔

"دبئی کا ٹائم پاکستان سے ایک گھنٹہ پیچھے ہے، اور تمہارا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے چلو جلدی بند کرو۔"

"ہاں فہد میں کل تھوڑا جلدی فون کروں گا، زینب سے بات کروا دینا، اور سب کو بتا دینا یہاں سب ٹھیک ہے، اماں ابا چاچی اور استاد جی کو سلام دینا، اللہ حافظ۔" اسکا دل چاہا کہ رملہ کا بھی پوچھے لیکن وہ ارحام کو کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا، اس لئے فہد کا جواب سُن کر منہ بنا کر فون واپس کر دیا۔

"کیا تھا اگر تم مجھے تھوڑی دیر اور بات کرنے دیتے، اتنے دن بعد بات ہو رہی تھی۔"

"بیٹا جب سیلری ملے نا تو اپنا فون لینا اور پھر جتنی چاہو بات کرنا۔"

"ہونہہ۔" زندگی کے سب سے چھوٹے دو منٹ۔

****

"ارحام اُٹھ جاؤ یار۔" سفیان جلدی جلدی میں قمیض کے بٹن لگاتے ہوِئے کہہ رہا تھا۔

"ہمم اُٹھ گیا ہوں۔" وہ آنکھیں مسلتے ہوئے اُٹھ بیٹھا۔

"سستی مت دِکھاؤ، اُٹھ جاؤ۔"

"اُٹھ تو گیا ہوں، کیا ٹائم ہو رہا ہے؟"

"7:30"۔"کہہ کر وہ شیشے میں دیکھتا جلدی جلدی بال سنوارنے میں مصروف ہو گیا۔

ارحام باتھ روم کی طرف جاتے جاتے ٹھٹک گیا اور رُک کر سفیان کو گھورنے لگا۔۔۔!

شیشے میں اپنے پیچھے ارحام کا گھورتا ہوا عکس دیکھ وہ مڑا تو ارحام نے دوبارہ پوچھا۔۔۔!

"کیا ٹائم ہو رہا ہے سفیان؟" اس کے چہرے پر خطرناک مسکراہٹ تھی۔

"7:30"۔"سفیان نے جھجک کر پھر بتایا۔

"اوئے ابھی 7:30 ہی ہوئے ہیں تو مجھے اتنی جلدی کیوں اٹھایا ہے؟" ارحام اب عین اسکے سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا۔

"کیا مطلب کیوں اٹھایا ہے کام پر نہیں جانا کیا۔"

ارحام اسے گھورتا ہوا پھر اپنے میٹریس پر بیٹھ گیا تھا اور اب بھی مسلسل اسے گھورے جا رہا تھا۔۔۔!

"کیوں گھور رہے ہو؟" اب کے سفیان نے الجھ کر پوچھا۔

"او بھائی شاپ 10 بجے کھلنی ہے ابھی سے کیوں اٹھا دیا۔" ارحام واپس اپنے بستر پر سیدھا ہو گیا تھا۔

"ہاں تو تیار ہوں گے، ناشتہ کریں گے تو جاتے جاتے 10 بج جائیں گے نا۔"

سفیان بیچارا جلدی اٹھ کر تسلّی سے سارا کام کرنے کا عادی، اور ارحام ٹھہرا وقت کا پابند، عین وقت ختم ہونے سے ذرا پہلے کام کرنے والا، ایک سینڈوچ اور ایک کافی کا کپ اس کا ناشتہ، ایک پاؤں کمرے میں اور ایک کچن میں، دو گھونٹ کافی پیتا اور ایک کپ میں ہی باقی رہ جاتی۔۔۔!

"سفیان اگر ہم 9:30 بھی اٹھیں نا تب بھی 10 بجے بآسانی گیراج پہنچ سکتے ہیں، اتنی جلدی اٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں بچے۔" کہہ کر اُس نے دیوار کی طرف کروٹ کر لی یہ اس بات کا اِشارہ تھا کہ اب مجھے مت اٹھانا۔

"او کے تم سو جاؤ میں باہر جا رہا ہوں، 10 بجے پھر گیراج میں ہی ملیں گے۔" وہ مایوس سا دروازہ کھول کر نکلنے لگا۔

"تم کھو جاؤ گے سیفی، ابھی تمہیں راستوں کا نہیں پتا۔"

"سیفی کون؟"اس نے دروازے میں ہی کھڑے کھڑے مڑ کر پوچھا۔

"تم اور کون، سفیان کے مقابلے میں سیفی کافی کلاسی ہے نا۔ "

"نہیں کھوؤں گا۔"وہ کہہ کر نکل گیا تھا۔

سڑکوں پر تنہا پھرتے ہوئے سارے پرانے زخم تازہ ہو رہے تھے۔۔۔!

پچھلا ایک ہفتہ اتنی تیزی سے گزرا تھا کہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا وقت ہی نہیں ملا تھا اب جب فرصت اور تنہائی ملی تھی تو دل پھر وہیں خلتی اور جھیل کے آس پاس طواف کرنے لگا تھا۔۔۔!

وہ زینب سے بات نہیں کر سکا تھا، آج وہ پکا اس سے بات کرے گا۔۔۔!

وہ پھر شاہی خانہ آگیا، ایک کپ چائے اور ایک کیک لے کر وہیں بیٹھ گیا، شیشے کے پار اس وقت بھی لوگ اپنی دُھن میں اپنی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے، وہ وہیں بیٹھ کر انہیں دیکھے گیا۔۔۔!

"رملہ کیسی ہو گی۔"لبوں سے ایک دم نکلا تو اس نے خود ہی چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا لیکن کوئی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

وہ کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، بھلا دل کے روگ اتنی جلدی کہاں جان چھوڑتے ہیں، کچی عمر کی پکی، محبتیں تو صدیوں کی عمر لے کر آتی ہیں۔۔۔!

وہ سرد آہ بھر کر اٹھ گیا، اور چائے کا کپ ہاتھ میں لئے پھر چل پڑا۔۔۔!

****

ابھی وہ ارحام کے ساتھ چاند بی بی کو پیسے بھیج کر آیا تھا، فہد سے کہہ کر اس نے انکا ایک اکاونٹ کھلوا دیا تھا۔۔۔!

ارحام کا تو خیر کوئی تھا نہیں جسے وہ پیسے بھیجتا، اس لئے اس نے سیلری میں سے کچھ رقم نکال کر باقی اپنے اکاونٹ میں جمع کروادی تھی۔۔۔۔!

"ارحام 1000 درہم پاکستان کے حساب سے کتنے ہوئے؟" کیونکہ کل چھٹّی تھی تو فلحال دونوں کا گھر جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"تقریبا 42000۔" ارحام نے فٹ سے موبائل نکال کر بتادیا۔

"اور اس میں سے میں نے 300 درہم رکھے ہیں تو وہاں کتنے گئے۔" وہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور سفیان اس کی طرف گردن موڑے پوچھ رہا تھا۔

"تقریباً 31000۔"

"واہ پھر تو گھر کے اخراجات آرام سے پورے ہو جائیں گے، اگلے مہینے سے آٹھ سو در ہم بھیجوں گا، پھر تو اماں کچھ بچا بھی لے گی۔"

"اپنے لئے بھی تو کچھ رکھ لو۔"

"میرے کونسے بہت سارے خرچے ہیں، ابھی تو جو لایا تھا وہ بھی رکھے ہوئے ہیں تمہاری طرح شاہ خرچ تھوڑی ہوں میں۔"

"ہاں ہاں سفیان میاں آپ تو بہت مہان ہیں۔" اس نے جیسے ناک سے مکھی اُڑائی۔

"اچھا سنوار حام مجھے کل موبائل دلوا دینا، سم تو ہے ہی میرے پاس، بلا وجہ بار بار تمہیں تنگ کرنا پڑتا ہے۔"

"اچھا اچھا کل چلیں گے موبائل لینے۔"

"ٹھیک ہے۔"

****

"امّاں امّاں۔" زینب چادر اتارتے ہوئے چاندبی بی کو پکار رہی تھی۔

"نی زینب آ گئی تُو۔" چاندبی بی تو آج کچھ زیادہ ہی خوش تھیں۔

"ہاں تو نے بلایا جو تھا، خیر ہے نا اتنی جلدی جلدی میں بلایا۔" وہ پیدل آئی تھی اور اس کی طبیعت ایسی تھی کی ذرا سا چلنے پر ہانپنے لگتی تھی ابھی بھی ہانپتے ہوئے وہیں چارپائی پر ڈھ گئی۔

"ہاں ہاں خیریت ہے، بلکہ خوشخبری ہے خوشخبری۔"

چاندبی بی تو چہک رہی تھیں، وہ فوراً انہیں دیکھنے لگی۔۔۔!

"کیسی خوشخبری؟"

"ارے طیب کے گھر خوشی آنے والی ہے، رملہ اُمید سے ہے۔"

"سچی؟" وہ تو خوشی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں تو میں کیا جھوٹ بولوں گی۔"

"کہاں چھپی ہے وہ محترمہ۔"

"اندر رہے، ڈاکٹرنی نے آرام کا بولا ہے، تنگ نا کریو میرے بہو رانی کو۔" رملہ نے خدمتوں سے چاند بی بی کے دل میں بھی جگا بنالی تھی۔

"اہم اہم۔" وہ دروازے میں کھڑی کھنکھار رہی تھی۔

وہ شرمائی شرمائی سی اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔!

"مبارک ہو چندا۔" زینب نے اسے پیار سے بھینچ ہی لیا تھا۔

"تمہیں بھی۔" خوشی اور شرم سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

طیب اس کے خوب ناز اٹھاتا تھا، جب سے سفیان نے پیسے بھیجنا شروع کیۓ تھے چاند بی بی نے طیب کی لگامیں بھی کھینچ لی تھیں، وہ اب گھر اور کام کا ہو کر رہ گیا تھا، آوارہ دوستوں سے پیچھا چھوٹا تو کام میں بھی دل لگ گیا، زیادہ نا سہی کم ہی لیکن اب کمارہا تھا اور کچھ رملہ کی وجہ سے بھی ذمہ دار ہو گیا تھا، رملہ اس کے لئے اچھی بیوی ثابت ہوئی تھی۔۔۔!

اور ایک سفیان کے جانے سے کتنی زندگیاں سنبھل گئی تھیں، پیسوں سے گھر کے حالات بھی بہتر ہونے لگے تھے۔۔۔۔!

****

"سفیان تمہارا فون بج رہا ہے۔"

ارحام کچن میں نوڈلز بنانے میں لگا ہوا تھا، جب کہ سفیان پچھلے پچیس منٹ سے باتھ روم میں گھسا ہوا تھا۔۔۔!

"ہاں ہاں میں آ رہا ہوں تم دیکھ لو کس کا فون ہے؟" وہ وہیں سے بولا۔

"میں نہیں دیکھ رہا، خود آ کر دیکھو۔"

دونوِں ایک دوسرے کو چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے سن کوئی نہیں رہا تھا۔۔۔۔!

جب وہ باہر نکلا فون تب تک بج بج کر بند ہو چکا تھا، ہاں البتہ ارحام اب تک کچن میں ہی تھا، آج اس کا دن تھا کھانا بنانے کا۔۔۔!

"فہد کی کال۔" وہ اکثر رات کو بات کیا کرتے تھے دن میں فہد کی کال دیکھ کر اسے تھوڑی پریشانی ہوئی اور اگلے لمحے اس نے کال بیک کر لی۔

"سلام ویرے۔" سفیان کے کچھ بولنے سے پہلے ہی دوسری طرف سے زینب کی آواز اُبھری۔

"وعلیکم السلام، کیسی ہو۔"سفیان کو آواز سن کر اطمینان ہوا۔

"ٹھیک ہوں تم کیسے ہو؟ کھانا وقت پر کھاتے ہو یا نہیں؟ "

"میں بھی ٹھیک ہوں اللہ کا شکر اور کھانا بھی وقت پر کھالیتا ہوں بھئی۔"وہ گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہیں بستر پر سیدھا ہو گیا۔

"ویسے اتنی صبح کال، خیریت تو ہے نازینب۔"

"سفیان ایک خوشخبری ہے۔"وہ کہتے ہوئے جھجک رہی تھی لیکن بتانا بھی ضروری تھا۔

"کیسی خوشخبری؟"وہ اٹھ بیٹھا۔

"وہ رملہ کے ہاں خوشی آنے والی ہے۔ "

ایک سایہ سا اس کے چہرے سے گزرا تھا۔۔۔!

کمرے میں آتے ارحام نے بھی پل میں اس کے چہرے کے بدلتے رنگ محسوس کیئے۔۔۔!

"سفیان تو سن رہا ہے نا ویرے۔"زینب نے پھر پکارا، اس کی آواز میں بھی نمی تھی۔

"ہاں میں سن رہا ہوں، ماشاءاللہ بہت خوشی کی خبر ہے، اگلی بار میں بھیجوں گا بچوں کی چیزیں تم دونوں کے لئے، اسے بھی دینا۔" وہ خود کو سنبھالتے ہوئے کہنے لگا، وہ ارحام کے سامنے ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"اچھا۔"

"ہاں اب میں بعد میں بات کروں گا ناشتہ کر رہا ہوں، سب کو سلام دینا۔"

"اپنا خیال رکھنا ویرے۔"

"تم بھی اپنا خیال رکھنا اور فہد کا بھی اور اسے کہنا میں رات کو اس سے بات کروں گا۔"

"اچھا، اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ۔"

"زینب کا فون تھا، طیب کے گھر خوشی آنے والی ہے نا اسی کا بتا رہی تھی۔"

سفیان نے فون بند کیا تو ارحام اسے ہی سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا، اس لئے اس نے وضاحت دی۔۔۔!

"اچھاماشاءاللہ، لیکن اس میں اداس ہونے والی کیا بات تھی۔" ارحام اب بھی اُسے ایسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"نہیں میں کیوں اداس ہوؤں گا بھلا، ہاں البتہ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آرہی کہ ناشتے میں نوڈلز کون کھاتا ہے۔"

"بات مت بدلو سیفی، ہمیں اتنے مہینے ہوگئے ساتھ رہتے ہوئے، تمہارا ہر آتا جاتا رنگ پہچانتا ہوں میں، لیکن تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔"

"ایسی بات نہیں ہے یار!۔" اس نے جلدی سے گھبرا کر ارحام کو دیکھا، اس پورے عرصے میں ارحام پہلی بار سنجیدہ ہوا تھا اور شاید افسردہ بھی۔

"پھر کیسی بات ہے۔"

دونوں پیالوں میں رکھے نوڈلز اب ٹھنڈے ہو رہے تھے۔۔۔۔!

"بات اعتبار کی نہیں ہے، بس کچھ باتیں انسان خود سے بھی نہیں کرنا چاہتا، اعتبار کرتا ہوں میں تم پر، پانی نہیں لائے تم، میں لے کر آتا ہوں۔" وہ نظریں چرا کر اٹھ گیا۔

ارحام بس اسے دیکھتا رہا۔۔۔!

****

"کتنے دنوں بعد میں کسی ایسی جگہ پر آیا ہوں۔"

وہ دونوں جینز کے پائینچے اوپر چڑھائے ساحلِ سمندر پر آگے جا رہے تھے، پاؤں جوتے کی قید سے آزاد نم مٹی میں ہلکے ہلکے دھنس رہے تھے، ساحل پر ٹھنڈا پانی پیروں کو چھوتا واپس لوٹتا رہا، ہر طرف ایک طمانیت سی محسوس ہوتی تھی، ایک سکون تھا جو پورے وجود میں سرائیت کر رہا تھا۔۔۔!

"یہ سمبرید بیچ Sambraid Beach ہے، جب سیلری بڑھے گی نا تو لاوا بیچ Lava Beach چلیں گے، وہ بہت خوبصورت ہے، میں نے تصویروں میں دیکھی ہے۔"

وہ دونوں کالی جینز پر آف وائٹ ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھے، سفیان کی شاپنگ ارحام ہی کرتا تھا اس لئے دونوں اکثر ایک جیسے کپڑوں میں ملبوس ہوتے تھے۔۔۔!

"ہاں چلیں گے، تمہیں پتا ہے ارحام خلتی جھیل بھی بہت حسین ہے، پہاڑوں کے بیچ بہتا پانی، سر سبز درخت، ایک مکمل منظر۔"

"ہاں میں ایک دو دفعہ گیا تھا، دیکھی ہے، بہت خوبصورت ہے، بے شک اللہ نے بہت حسن دیا ہے۔" ارحام نے بھی تائید کی۔

"میں اور فہد اکثر وہاں جاتے تھے، بہت سی یادیں وابستہ ہیں، آج یہاں آیا تو پھر وہی شب و روز آنکھوں کے سامنے گھوم گئے، ہم کافی کافی دیر وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے تھے، دکھ سکھ سناتے، وہ اوپر پھیلا آسمان اور نیچے بہتا پانی ہر چیز ہماری دوستی کی گواہ ہے، ہم نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ کبھی اتنے وقت کے لئے ایک دوسرے سے الگ ہونگے، اب سوچو تو لگتا ہے کہ زندگی واقعی بہت غیر متوقع ہے، کوئی بتا نہیں سکتا کہ اگلے پل کیا ہونے والا ہے۔"

وہ ساتھ چلتے چلتے کافی آگے آ گئے تھے، پانی اُن کے ٹخنوں سے کافی اوپر تک آ گیا۔۔۔!

"یہ فہد کوئی لڑکی تو نہیں؟" ارحام اسے تفتیشی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم مذاق کر رہے ہو ارحام؟ "

"نہیں سفیان میں بالکل سیریس ہوں مجھے واقعی لگتا ہے کہ فہد کوئی لڑکی ہے، جس سے عشق کی ناکامی کے بعد تم دبئی آگئے لیکن اب تک اس سے رابطے میں ہو۔"اس کے چہرہ پر ہنسی کا کوِئی شائبہ تک نہیں تھا۔

سفیان اسے ہونکوں کی طرح دیکھتا رہا کہ کیا ارحام واقعی سیریس ہے۔۔۔؟

اور پھر ارحام کے ابھرتے زوردار قہقہوں سے کئی لوگوں نے مڑ کر ان دونوں کو دیکھا، ایک شخص پاگلوں کی طرح ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا اور دوسرا پہلے شخص کو خونخار نظروں سے دیکھ رہا تھا، لوگ دیکھ دیکھ کر آگے بڑھنے لگے لیکن ارحام کے قہقہوں میں ذرا کمی نہیں آئی۔۔۔!

سفیان منہ بسورتا وہاں سے بائیکاٹ کرتا آگے بڑھ گیا اور ارحام اس کے پیچھے پیچھے۔۔۔!

"اچھا اچھا سفیان رک تو سہی. "ارحام اب خاصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا.

"نہیں میں نہیں رُک رہا، تم میرا مذاق اُڑاتے ہو. "وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح منہ پھلائے اس سے آگے آگے چلتا رہا.

"ارے بھائی رُک تو. "ارحام اسے کندھوں سے تھامے اپنے سامنے روک کر کھڑا ہو گیا.

"میں تمہارا مذاق نہیں اڑاتا، تم چھوٹے ہو مجھ سے، میرے بھائیوں کی طرح ہو، میں بس تمہیں کمفرٹ زون دینا چاہتا ہوں، میں تمہیں ایسا بنانا چاہتا ہوں جیسا دنیا قبول کرتی ہے، تمہاری سادگی اور معصومیت تمہیں آگے نہیں بڑھنے دے گی، جس جگہ ہم کھڑے ہیں نا وہاں رہنے کے لئے تمہیں ایسا ہی بننا پڑے گا ورنہ لوگ تمہیں پیچھے ہی دھکیل دیں گے یا پیروں کے نیچے روند دیں گے، اور تم صبح کی کال کے بعد اداس تھے اور تم مجھے وجہ بھی نہیں بتانا چاہتے، خیر کوئی بات نہیں میں بس تمہارا موڈ اچھا کرنا چاہتا تھا." وہ اپنی بات کہہ کر اس کے کندھے چھوڑ کر آہستہ آہستہ آگے چل دیا، سفیان بھی اس کے ساتھ تھا.

" تھینکس ارحام." جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ارحام کے ساتھ چلتے چلتے وہ بھی یہ سمجھ گیا تھا جو ارحام اسے سمجھانا چاہتا تھا.

ارحام جواب میں مسکرا دیا۔۔۔!

"تمہیں فیملی یاد نہیں آتی ارحام؟" سفیان گردن موڑے اسے دیکھنے لگا.

"تمہیں کیا لگتا ہے؟" وہ جواب میں سفیان سے پوچھنے لگا.

"یاد تو آتے ہوں گے، بھلا ماں باپ کو کون بھول سکتا ہے".

"ہاں یاد تو آتے ہیں، بہت پیار کرتے تھے مجھ سے ،اور کیوں نا کرتے ہم تینوں کی زندگی میں ایک دوسرے کے علاوہ تھا ہی کون، تمہیں پتا ہے پاپا نے مجھے ڈرائیونگ سکھائی تھی، ایک دفعہ ہم گھر کے قریب روڈ پر نکلے ہوئے تھے اور ایک موٹی تازی آنٹی روڈ کے سامنے آگئیں، میں نے جھٹکے سے گاڑی روکی تو پاپا کا سر سامنے لگا اور میں گھبرا گیا،ایک دم ان پر جھکا کہ انہیں زیادہ نا لگ گئی ہو اور پتا ہے انہوں نے کیا کہا."اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی اور چہرے پر پیاری سی مسکراہٹ.

"کیا کہا؟ "

"انہوں نے کہا ابے گدھے تجھے اتنی بڑی بھینس نہیں نظر آئی،پہلے تو میں انہیں دیکھتا رہا اور پھر ہم دونوں خوب ہنسے،جب گھر پہنچے تو ماما پریشان ہو گئی تھیں کیوں کہ پاپا کا ماتھا سرخ ہو رہا تھا اور سوجا ہوا تھا،ہم نے انہیں ساری بات بتائی لیکن وہ نہیں ہنسیں،بس ہمیں خفگی سے دیکھتی رہیں،پھر کچن سے آئس پیک اٹھا کر لے آئیں،میں اور پاپا جب بھی ساتھ جاتے تھے نا سفیان ہم ماما کے لئے چمبیلی کے پھول لے کر آتے تھے، تمہیں پتا ہے سفیان ماما کے کالے بال تھے بہت موٹے اور لمبے، مجھے بہت اچھے لگتے تھے،وہ چٹیا باندھ کر رکھتی

تھیں اور میں پھول لا کر انکی چٹیا کے ہر بل میں لگا دیتا، یہ میری روٹین بن گیا تھا اور مجھے یہ کام بہت پسند تھا، اس دن بھی میں نے ماما کے بالوں میں پھول لگائے تھے تب جا کر انکی ناراضگی کچھ کم ہوئی تھی، بہت یاد آتا ہے وہ سب یار. "کئی انسو اس کی آنکھوں سے نکل کر سمندر کی ریت میں گھم ہو گئے. "اُن کے بعد میں نے کبھی چمبیلی کا پھول نہیں چھوا"

سفیان نے اس کا کندھا تھپک کر تسلّی دی تو وہ مسکرا دیا۔۔۔!

وہ دونوں وہیں بیٹھ گئے، ڈوبتے آفتاب کا منظر دیکھنے۔۔۔!

"میں ایک لڑکی کو پسند کرتا تھا ارحام۔" وہ ارحام سے آج دل کی باتیں شئیر کرنا چاہتا تھا، عرصہ ہوا دل کی باتیں دل میں رکھتے ہوئے، وہ چاہتا تھا کہ کوئی سنے، سب چاہتے ہیں کہ کوئی سننے والا ہو۔

"میں جانتا ہوں۔" ارحام اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیسے۔" سفیان چونک گیا۔

"تمہاری اداسی سے، مجھے پتا ہے تم اس سے بھاگ کر یہاں آئے ہو، ورنہ تم ایک محنت کرنے والے لڑکے ہو، تمہارے لئے پاکستان میں بھی بہت کام تھا۔"

"میں بھاگا نہیں تھا ارحام۔"

وہ دونوں اداسی سے سامنے اونچی ہوتی لہروں کو دیکھنے لگے۔۔۔!

"پھر چھوڑا کیوں اسے، جب اتنی محبت کرتے تھے تو؟ "

"چھوڑا نہیں بس مجبوریاں آڑے آ گئیں، اسے دسترس میں نہیں لا سکا"

ارحام خاموشی سے اسے سنتا رہا، اور وہ کہتا گیا، شروع سے لے کر آخر تک ہر بات۔۔۔!

"پھر کیا وہ اب خوش ہے؟" اس کی ساری بات سن کر ارحام نے پوچھا۔

"ہاں خوش ہے، میرا بھائی بہت خیال رکھتا ہے اس کا۔"

"اور تم، کیا تم خوش ہو؟" چہرہ سفیان کی طرف کر کے اس نے دوسرا سوال داغا۔

"پتا نہیں ارحام کچھ محسوس نہیں ہوتا۔" وہ ابھی بھی سامنے ہی دیکھ رہا تھا۔

"سب اپنی زندگیوں میں خوش ہیں، مطمئن ہیں، آگے بڑھ گئے ہیں، تم بھی آگے بڑھو، کیوں رکے ہوئے ہو، زندگیوں کی خوشیوں پر تمہارا بھی حق ہے۔" اس کا رخ ابھی بھی سفیان کی طرف تھا۔

Visit us at. http://novelhinovel.com

NOVEL HI NOVEL

"مجھے اپنے لئے کچھ نہیں چاہیئے، بس زندگی جیسی چل رہی ہے چلتی رہے، دل کوئی خواہش نہیں محسوس کرتا۔" وہ ناخن سے ریت اُکھیڑنے لگا۔

"ایسی مشینی زندگی تو کوئی نہیں چاہتا سفیان۔"

"پھر کیا کروں میں، میرا دل نہیں چاہتا کسی چیز کے لئے۔" اداسی اس کے ہر ہر انداز میں گھلی ہوئی تھی۔

"خوشی اور سکون تو سب ہی چاہتے ہیں نا سیفی۔"

"مجھے تو کچھ نہیں محسوس ہوتا، نا سکون نا بے سکونی۔"

"تم خود پر چڑھائے اس خول سے نکل آؤ پھر سب محسوس ہوگا، پھر تمہیں محسوس ہوگا کہ تمہیں کیا چاہیئے۔" ارحام آج اس کا خول توڑ ہی دینا چاہتا تھا۔

"اس سے کیا ہوگا، سوائے اذیت کے کچھ ہاتھ آئے گا کیا؟"

"سیفی اذیت بھی تو ایک احساس ہے نا، کم از کم کچھ محسوس تو ہوگا، جب محسوس ہوگا تبھی تو تم اس اذیت سے نکلنا چاہو گے نا، ورنہ یہ ساری قبریں دل کے اندر بنتی رہیں تو وقت سے پہلے بوڑھے ہو جاؤ گے۔"

"کیا کروں میں۔" وہ اب حل جاننا چاہتا تھا۔

"قبول کرلو۔"

"میں کر چکا ہوں قبول۔"

"نہیں تم اسے اپنے بھائی کے ساتھ قبول نہیں کر پائے، کرتے تو وہ اب تک تمہارے اعصاب پر سوار نا ہوتی۔"

"بھول جاؤ اسے، قبول کرلو کہ وہ تمہارے نصیب میں نہیں، وہ تمہارے نصیب میں ہوتی تو تمہاری دسترس میں ہوتی، لیکن ایسا نہیں ہوا، وہ تمہارے بھائی کی بیوی ہے، تمہارا اس کے بارے میں سوچنا بھی ٹھیک نہیں، تم بس اپنی زندگی جیو، انجوائے کرو ایک ایک لمحے کو، جب تک دبئی میں ہیں کماتے ہیں، گھومتے پھرتے ہیں، پھر واپس پاکستان چلیں گے، پہلے پاکستان گھومیں گے، پھر شادی کریں گے، گھر بنائیں گے اور سیٹل ہو جائیں گے، زندگی کو جی کر گزاریں گے میرے یار۔" ارحام اس کی کندھے پر ہاتھ رکھے کہہ رہا تھا۔

"میں کوشش کروں گا۔"

"اچھی بات ہے۔"

وہ دونوں کافی دیر تک دکھ سکھ کرتے رہے، سامنے دور تک پھیلا نیلا سمندر، آسمان پر گہری ہوتی نارنجی روشنی اور ریت کا سارے ذرّات دم سادھے انکی راز و نیاز کی باتیں سنتے رہے، دو پرندے ساحل پر بیٹھے تھے جنہوں نے پھر اڑ ھ ہی جانا تھا۔۔۔!

****

"امّاں کتنے ڈھیر سارے دن ہو گئے ناسفیان کو گئے ہوئے، بچوں کے لئے اس نے کتنی ساری چیزیں بھیجیں لیکن خود نہیں آیا۔"

زینب گھٹنے پر چہرہ ٹکائے اداسی سے کہہ رہی تھی ساتھ میں اسکی چند ماہ کی بچی بے خبر سو رہی تھی، ساتھ والی چارپائی پر رملہ بھی اپنا بچہ گود میں لئے بیٹھی تھی۔۔۔!

"ہاں تو اسکے جانے سے ہی تو ہمارے حالات بدلے ہیں اور اب وہ پیسے بھیج رہا ہے تو تجھے کیا تکلیف ہے، اور وہ خود بھی تو وہاں مزے میں ہے اور خوش ہے۔"

حالات تو واقعی بدل گئے تھے، چاند بی بی نے بوسیدہ گھر تڑوا کر نئے طرز کا بنوالیا تھا، بڑا صحن اب چھوٹا ہو گیا تھا، بڑے کمرے گروا کر دو کی جگہ اب چار درمیانے کمرے بنوالئے تھے، کچن کی چار دیواری بھی اٹھوالی تھی، فرش کے کھڈّے بھر بھر کر پکا فرش بھی ڈلوالیا تھا، مانو

گھر کی تو صورت ہی نکل آئی تھی، طیب نے خاص طور پر اپنے کمرے میں لکڑی کا پلنگ ڈالا تھا، بچوں کے بھی دن پھر گئے تھے اب فاقے جو نہیں کرنے پڑتے تھے اور سفیان نے فہد سے کہہ کر بچوں کو اسکول بھی ڈلوا دیا تھا اور چاند بی بی کو خصوصاً تاکید کی تھی کہ ان کی تعلیم کی معاملے میں کوئی لاپرواہی نا برتی جائے اور اب چونکہ وہ ڈھیر پیسہ بھیجتا تھا تو اس کی ہر بات حکم کا درجہ رکھتی تھی، تین مہینے پہلے اس کی تنخواہ میں اضافہ ہوا تو اس نے بھی اضافی پیسے بھیجنے شروع کر دیئے جس سے چاند بی بی نے کچھ کمیٹیاں بھی ڈال لیں کیونکہ سفیان چاہتا تھا کہ اب فاطمہ کے لئے بھی کوئی اچھا لڑکا دیکھ کر باخیر و عافیت اچھے طریقے سے رُخصت کر دیا جائے۔۔۔!

"اکیلا بھلا وہ کیسے خوش ہو گا۔" زینب کو اس کی بہت یاد آتی تھی۔

"وہاں اسے کس چیز کی کمی ہے، ہر اچھی چیز ملتی ہے اور کام تو وہ یہاں بھی کرتا تھا نا تو وہ وہاں بھی کرتا ہے۔" چاند بی بی اُکتا گئی تھیں۔

"گھر والے نہیں ہیں اسکے پاس امّاں، باہر کا کھانا کھا کھا کر تھک گیا ہو گا، بیمار ہو جائیگا، گھر کے کھانے کو گھر کے آرام کو ترس گیا ہو گا، وہاں اسے باہر کے ساتھ ساتھ گھر کا سارا کام بھی خود کرنا پڑتا ہو گا۔" لاڈلے بھائی کی محبت میں اس کا دل تڑپ رہا تھا۔

"بس کر بی بی اپنی مرضی سے گیا ہے وہ، میں نے جان کر نہیں بھگایا اسے۔"

زینب جب بھی آتی تھی ایسے ہی سفیان کی بات پر کوئی بدمزگی ہو ہی جاتی تھی اور چاند بی بی بات ٹال کر اُٹھ جاتیں۔۔۔!

"ہاں اپنی مرضی سے ہی گیا ہے، یہاں اس کے لئے تھا ہی کیا جو وہ رکتا یہاں۔" زینب بھی بولنے سے باز نا آتی تھی۔

فہد کی وجہ سے وہ کافی خود مختار ہو گئی تھی، صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط بول دیا کرتی تھی، فہد بھی کافی اچھا کما رہا تھا، گھر کے حالات پہلے سے ہی بہتر تھے اب اور اچھے ہو گئے، چاچی فیروزہ (فہد کی والدہ) تو زینب کے نخرے اٹھاتے نہیں تھکتی تھیں، ان کا خیال تھا کے زینب کے قدم پڑتے ہی گھر میں خوشحالی اور رونق آگئی ہے، کیونکہ پیسہ عورت کے نصیب سے آتا ہے، فہد بھی اسے خوب سراہتا تھا، اس کے چھوٹے چھوٹے کام کی بھی تعریف کر

کے اسے معتبر کر دیتا تھا، بلاشبہ سفیان کا فہد کے حق میں فیصلہ زینب کے لئے بہترین تھا۔۔۔!

"زینب۔ "

رملہ نے اسے پکارا تو زینب نے چونک کر دیکھا، آنکھوں میں نمی واضح تھی۔۔۔!

"سفیان آخر گیا کیوں؟ اتنا اچھا کاریگر ہے، یہاں بھی اتنا اچھا کما لیتا، پھر اتنی دور جانے کی کیا ضرورت تھی، فہد بھائی بھی تو یہیں کتنا اچھا کما لیتے ہیں"

اور زینب اسے کیا بتاتی، سب سے بڑی وجہ تو وہی تھی اس کے یہاں سے جانے کی، ایک محبت میں ناکامی نے اسے پھر کوئی محبت نبھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا، وہ پیسہ بنانے کی مشین بن گیا تھا صرف اس لئے کہ وہ ایک چھت کے نیچے رملہ اور طیب کے ساتھ نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔!

"کیا ہوا بتاؤ نا۔" زینب کو خاموش پا کر رملہ نے پھر اسرار کیا۔

"کچھ نہیں، امّاں کی باتوں سے تنگ آکر، روز روز کی چِک چِک سے بچنے کے لئے چلا گیا۔" وہ یہی کہہ سکی۔

"یہ تو ہر گھر میں ہوتا ہے، اسے یہیں رہنا چاہیئے تھا۔"

رملہ نے پھر کہا لیکن اس بار زینب کچھ نا بولی۔۔۔!

****

"سفیان آج کا کیا پلان ہے؟"

وہ لنچ بریک کے لئے گیراج سے نکل رہے تھے جب کالے ہاتھ کپڑے سے صاف کرتے ہوئے ارحام نے اس سے پوچھا۔۔۔!

"بس یہاں سے کام ختم کر کے ڈرائیونگ سینٹر پھر بس گھر، کیوں؟" اس کے پہننے اوڑھنے، بات چیت کرنے، کھانے پینے میں آنے والی تبدیلی نے اسے اور زیادہ پرکشش بنا دیا تھا، پہلے سے زیادہ پُراعتماد اور سنجیدہ، اسکی ذات میں ٹھہراؤ بڑھتا گیا، لیکن ارحام کی بدولت وہ اپنے ماضی سے نکل آیا تھا، اب کسی کے ذکر پر بے چین نہیں ہوتا تھا، ارحام سے وہ کافی گھل مل گیا تھا، اس کے علاوہ سفیان نے کبھی مزید دوست بنانے کی کوشش نہیں کی، ہاں فہد اس کے لئے اب بھی اتنا ہی عزیز تھا۔

"اچھا میں سوچ رہا تھا آج کہیں چلتے ہیں۔"

"کہاں؟"

"کہیں بھی، تم ڈرائیونگ سینٹر چلے جاتے ہو میں بور ہو جاتا ہوں۔"

"میں نے تمہیں کہا تھا ارحام کہ تم بھی کلاس لے لو۔"

"مجھے آتی ہے ڈرائیونگ۔" ارحام نے ناک سے مکھی اُڑائی۔

"ہاں لیکن بغیر کلاس کے لائسنس نہیں ملے گا۔"

"اُففف ابھی میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کہیں چلتے ہیں، آج سینٹر سے چھٹی کرو، آج گھومیں گے۔"

"ایک شرط پر۔" سفیان مزے سے آنکھیں گھماتا کہنے لگا۔

"کیسی شرط؟"

"کل سے تم بھی میرے ساتھ کلاس لو گے؟" اس کا انداز چیلنجنگ تھا۔

"میں کیا کروں گا کلاس لے کر۔"

"کچھ بھی لیکن کلاسس تو لو گے، مجھے اکیلے مزہ نہیں آتا۔" وہ ارحام کے ساتھ کافی آرام دہ محسوس کرتا تھا۔

"اچھا لے لوں گا ویسے بھی میں اکیلا بور ہی ہوتا ہوں۔"

"یہ ہوئی نا بات۔"

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ چلنا کہاں ہے۔"

"فلحال تو چل کے کچھ کھاتے ہیں، یہاں سے فارغ ہو جائیں پھر سوچیں گے کہ کہاں جانا ہے۔"

"چل ٹھیک ہے۔" ارحام نے حامی بھر لی۔

"اچھا سیفی ویزہ ایکسپائر ہونے والا ہے۔"

"ہاں تو روحان بھائی نے کہا تو تھا کہ رینیو کروا دیں گے اور تنخواہ بھی بڑھائیں گے۔"

"لیکن میں سوچ رہا تھا کہ واپس پاکستان چلا جاؤں وہیں کام شروع کروں، تم بھی ساتھ چلو ساتھ کام کریں گے۔"

اب وہ دونوں قریبی ریسٹورانٹ میں کرسیاں سنبھال کر بیٹھ رہے تھے۔۔۔!

"ارحام میں واپس پاکستان نہیں جانا چاہتا، اور تم کیوں جا رہے ہو؟" سفیان شاکی انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"سیفی اپنا ملک ہے وہ، کبھی تو جانا ہی ہے نا، کب تک رہیں گے یہاں، وہاں جا کر اپنا کاروبار شروع کیا جا سکتا ہے۔" ارحام اپنی پلاننگ بتانے لگا۔

"ارحام میں پاکستان نہیں جا رہا، میں یہاں سیٹ ہو چکا ہوں اور میں واپس مڑ کر نہیں دیکھنا چاہتا اور تم مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہو۔" اسکی بھوک مر گئی تھی۔

"سیفی تمہارا دل نہیں چاہتا واپس جانے کو، فیملی سے ملنے کو، ان کے ساتھ رہنے کو؟"

"نہیں میرا دل نہیں چاہتا اور وہاں بھی کوئی نہیں چاہتا کہ میں واپس آؤں، ان گزرے سالوں میں امّاں نے ایک بار بھی نہیں کہا کہ میں واپس آجاؤں، وہ سب میرے بغیر خوش ہیں، وہاں میری ضرورت نہیں۔" وہ تلخ نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن ہو گیا تھا۔

"تو کیا تم ہمیشہ یونہی پردیس میں رہو گے، کبھی اپنی فیملی نہیں بناؤ گے، کبھی اپنا گھر نہیں بناؤ گے جہاں تمہیں سکون محسوس ہو یا جہاں کوئی تمہارا انتظار کیا کرے؟"

"مجھے ایسا کوئی شوق نہیں ہے ارحام اینڈ یو نو واٹ تم جانا چاہتے ہو جاؤ، مجھے تمہاری بھی کوئی ضرورت نہیں ہے میں اکیلے ہی ٹھیک ہوں، اور مجھے بھوک نہیں ہے، میں جا رہا ہوں۔" اور پھر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

ارحام بھی اسے پکارتا پیچھے ہی اٹھا تھا لیکن سیفی کچھ نہیں سننا چاہتا تھا۔۔۔!

****

"فہد اسے کہیں نا کہ واپس آ جائے۔" زینب روز کی رٹی رٹائی بات دوبارہ دہرا رہی تھی۔

"زینب یہاں اس کے لئے کچھ نہیں ہے، واپس آ کر کیا کرے گا۔" وہ ابھی کام سے آیا تھا، ہاتھ منہ دھو کر زینب کے پاس ہی بیٹھا تھا۔

"ہم لوگ تو ہیں نا جو اسے یاد کرتے ہیں۔"

"ہاں ہم لوگ ہیں اور کون ہے؟ کوئی خوش نہیں ہو گا اس کے واپس آنے سے، صرف پیسے آنے سے سب خوش ہوتے ہیں۔"

وہ سچ کہہ رہا تھا، اسکا ارادہ نہیں تھا لیکن زینب پھر بھی شرمندہ ہو گئی تھی۔۔۔!

"دیکھو زینب دل برا مت کرو، میں بھی اسے یاد کرتا ہوں، لیکن میں نہیں چاہتا وہ آئے، وہ وہاں خوش نا بھی ہو لیکن یہاں کی تلخی سے تو دور ہے نا، وہ یہاں آ بھی گیا تو سب کی تلخ باتیں سن کر، سب کے رویے دیکھ کر واپس چلا جائے گا، ایک بار پہلے بھی تکلیف میں گیا تھا یہاں سے میں نہیں چاہتا کہ اسے پھر تکلیف ہو، کوئی بھی سونے کا انڈا دینے والی مرغی کو حلال نہیں کرنا چاہے گا، اُسے وہیں رہنے دو، کم سے کم سکون میں تو ہو گا تھوڑا۔" چند ماہ پہلے ہوئی باپ کی موت نے اسے بھی سنجیدہ اور حقیقت پسند بنا دیا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" روز کی طرح زینب نے پھر یہی کہا تھا۔

"امی سو گئیں۔" چاچی فیروزہ ابھی عدّت میں ہی تھیں۔

"ہاں ابھی کھانا کھا کر لیٹی ہیں، مومل (ان کی بیٹی) بھی انہیں کے پاس ہے۔" اس نے چوکی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا کھانا لگا دو مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ "

"ہاں آپ اندر چلیں میں لا رہی ہوں۔ "

****

"اب آگئے ہو تو موڈ بھی ٹھیک کرو۔ "

ارحام اسے کھینچ تان کر اسنوپی آئیلینڈ Snoopy Island لے ہی آیا تھا، ناراضگی بھی تو دور کرنی تھی نا بھئی۔۔۔!

"میں خوشی سے نہیں آیا، تم زبردستی لائے ہو، پتا نہیں کیا جتانا چاہتے ہو۔" سفیان کا موڈ ہنوز خراب تھا، کافی سرد۔

پچھلے ماہ و سال میں وہ یہاں کافی Beaches ساحلِ سمندروں پر آچکے تھے، ویسے تو یہاں اور بھی دیکھنے کی جگہیں تھیں، لیکن ان کا رُخ ہمیشہ کسی نا کسی ساحل کی طرف ہی ہوتا تھا، یہ منظر دونوں کو ہی بڑا بھلا لگتا تھا، ارحام کو کراچی کا ساحل یاد آتا تھا تو سفیان کو خلق جھیل۔۔۔!

"کچھ نہیں جتانا چاہتا یار، بھئی تمہارے کہنے پر میں ڈرائیونگ کلاسس لے رہا ہوں کل سے اور تمہارا وعدہ تھا کہ میں کلاسس لوں گا تو تم باہر چلو گے، تو بس پھر ہم یہاں ہیں۔"

وہ اُسکے کندھے پر بازو دراز کئے اسے منانے کی کوشش میں تھا۔

وہ یہاں دوسری بار آئے تھے، لیکن اب تک سمندر کے بیچ بنے چھوٹے سے جزیرے پر نہیں گئے تھے جو اس جگہ کی خاصیت تھا، ساحل سے تھوڑے سے فاصلے پر ہی جزیرہ تھا جو چھوٹی سی پہاڑی کی صورت دکھائی دیتا تھا، جہاں تک پہنچنے کے لئے انتظامیہ ماسک اور پنکھ Fins فراہم کرتی تھی، اس کے باوجود وہ آگے نہیں گئے تھے، وجہ سفیان کا خوف۔۔۔!

"اچھا۔" ایک لفظی جواب دے کر وہ رُخ موڑ گیا۔

"ارے یار معاف بھی کردو، میں نے کب کہا کہ میں جارہا ہوں میں تو بس مشورہ مانگ رہا تھا، میرا ابھی تمہارے علاوہ ہے ہی کون جو تمہیں یوں چھوڑ کر چلا جاؤں گا، ایک پاگل بونگے کی اتنی عادت ہوگئی ہے کہ اس کے بغیر گزارا نہیں ہوسکتا میرا۔"

اس پر سفیان نے صرف گھورنے پر اکتفا کیا۔۔۔!

"اچھا بس اب موڈ ٹھیک کرو، تم نہیں جانا چاہتے تو میں بھی نہیں جاؤں گا، دونوں یہیں رہیں گے ساتھ ساتھ، پھر آپس میں ہی شادی کرلیں گے۔"

اور آخری بات پر سفیان کی بھی ہنسی چھوٹ گئی جو مزید ناراض ہونے کی اداکاری کرنے والا تھا۔۔۔!

"تم جانا چاہتے ہو تو جا سکتے ہو ارحام۔" کچھ دیر خاموشی کے بعد اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"سیفی بچے تم پٹنے کے موڈ میں ہو مجھ سے۔" ارحام نے اسکی گردن دبوچ لی۔

"اچھا اچھا چھوڑو تو سہی۔"

اور ارحام نے اسے آسانی سے چھوڑ دیا۔۔۔!

"مجھے بھوک لگ رہی ہے، اس ٹائم بھی تم نے موڈ خراب کر دیا تھا، کچھ کھایا ہی نہیں آج تو۔" سفیان پیٹ پر ہاتھ رکھے کہنے لگا۔

"اور تمہاری وجہ سے میں نے بھی نہیں کھایا، اب تمہیں اس کی سزا ملے گی۔"

ارحام نے ایک ہاتھ اس کی گردن میں ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑا کہ کہیں وہ بھاگ نا جائے۔۔۔!

"کیسی سزا؟" سفیان ایک دم الرٹ ہوا۔

Visit us at. http://novelhinovel.com

NOVEL HI NOVEL

"آج ہم اس جزیرے پر جائیں گے۔"ارحام نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا۔

"تم مذاق کر رہے ہو نا۔"وہ خود کو چھڑوانا چاہتا تھا لیکن ارحام کی گرفت مضبوط تھی۔

"نہیں میں بالکل مذاق نہیں کر رہا،ابھی ہم جا کر ماسک اور فنز لے آئیں گے پھر وہاں چلیں گے۔"

"ارحام نو، میں مر جاؤں گا،ڈوب جاؤں گا،میری فیملی کا ہی سوچو ان کا کیا ہو گا۔"وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا آخر میں ایموشنل بلیک میلنگ کا حربہ بھی اپنا لیا لیکن ارحام پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

ارحام کو لگا وہ رو دے گا،سفیان کی حالت سے وہ خوب لُطف اٹھا رہا تھا۔۔۔!

پھر ارحام نے اسے چھوڑ دیا اور رُخ موڑ کر کھڑا ہو گیا"او کے نہیں جانا مت جاؤ،میں تمہارے لئے کچھ بھی کر لوں لیکن تم میرے لئے کچھ نہیں کر سکتے،تمہارے نزدیک میری خوشی کی کوئی امپورٹینس نہیں ہے۔"اب کے ارحام کی باری تھی بلیک میلنگ کی۔

"ارحام تم غلط سمجھ رہے ہو،میں تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں،تم اور تمہاری خوشیاں میرے لئے بہت اہمیت رکھتی ہیں،لیکن تم سمجھ نہیں رہے مجھے ڈر لگتا ہے۔"

اور ارحام رُخ موڑے مسکرائے جا رہا تھا، تیر نشانے پر لگا تھا۔۔۔!

"ارحام۔"سفیان نے دونوں کندھوں سے پکڑ کر اس کا رُخ اپنی طرف موڑا۔

"دیکھو سیفی جب تک تم ڈرو گے کچھ نہیں کر سکو گے، یہاں بہت سیفٹی ہے، تمہیں کچھ نہیں ہو گا، پانی بھی گہرا نہیں ہے، تم کوشش نہیں کرو گے تو تمہارا ڈر کیسے ختم ہو گا۔"اب کے ارحام سنجیدگی سے سمجھانے لگا۔

"اچھا ٹھیک ہے، لیکن مجھے کچھ ہوا نا تو اس کے ذمہ دار تم ہو گے، سمجھے۔"ڈر ہنوز برقرار تھا لیکن وہ مان گیا تھا۔

"ہاں ہاں ٹھیک ہے، چلو تو سہی۔"

****

وہ دونوں ماسک اور فنز کے ساتھ ساحل پر کھڑے تیرنے کے لئے تیار لگتے تھے۔۔۔!

"دیکھو ارحام میں ڈوب گیا نا تو سارا نام تم پر آئے گا۔"وہ گبھرایا گبھرایا بار بار ماتھے پر آیا پسینہ پونچھ رہا تھا۔

"ارے یار کچھ نہیں ہو گا میں تمہارے ساتھ ہی ہوں، تم ڈوبنے لگو گے ناتو میں تمہیں بچا لوں گا۔" ارحام اس کا کندھا تھپک رہا تھا۔

"تمہیں آتا ہے تیرنا؟" سفیان تسلّی چاہتا تھا۔

"نہیں آتا تو نہیں ہے۔" اس نے خجل سا بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا" لیکن وہ وہاں دو بندے گائیڈ کر رہے ہیں نا بتادیں گے "

"یعنی تم واقعی خودکشی کے ارادے سے آئے ہو؟" سفیان بس اُسے دیکھ کر رہ گیا۔

"ارے یار کچھ نہیں ہوتا۔" وہ کہہ کر اس طرف چلا گیا جہاں دو لوگ تیرنے سے متعلق ہدایات دے رہے تھے، سفیان بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ سمندر سے مقابلہ کرنے پہنچ گئے تھے، سفیان گہرے گہرے سانس لیتا ارحام سے دو قدم پیچھے تھا۔۔۔!

"ہمت کرو جوان۔" ارحام اس کی کمر پر تھپکی دیتا چیلینجنگ انداز میں کہہ رہا تھا اور سفیان کا بس چلتا تو وہ وہاں سے بھاگ جاتا۔

ارحام گہرے پانی کی طرف چل پڑا، اور سفیان اس کے پیچھے، اُتھل پُتھل ہوتی سانسوں کے درمیان اس نے کئی سورتیں اور دعائیں پڑھ ڈالی تھیں، کتنی بار ترتیب بگڑی، کتنی آیتیں دہرائیں، کونسی آیت مِس ہوئی اُسے کوئی اندازہ نہیں تھا وہ تو بس خود کو اللہ کی امان میں دیے آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔!

پانی گردن تک پہنچا تو وہ گبھرا کر پلٹنے لگا "سفیان تھوڑی اور ہمت کر لے، زیادہ دور نہیں ہے، ہم پہنچ جائیں گے "ارحام اسے کندھے سے پکڑے ہوئے تھا، اور کہتے ہوئے اس کا اپنا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

وہ گہرے پانی میں آگے بڑھ رہا تھا، اگلے ہی پل ارحام پورے پانی میں تھا، گبھرا کر اس نے اپنے فنز تیزی سے پانی میں مارنا شروع کر دیے، اور تھوڑی ہی دیر میں وہ واپس سطح پر تھا، گہرے گہرے سانس لیتا خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور ساتھ میں مسلسل پاؤں کی مدد سے فنز پانی میں مارے جا رہا تھا، سفیان فاصلے سے ہکّا بکّا ارحام کو یہ مشقت کرتے دیکھتا رہا، وہ آگے جانے کا ارادہ مکمل ترک کر چکا تھا۔۔۔!

"سیفی آجا۔ "ارحام اب قدرے نارمل محسوس کر رہا تھا۔

سفیان مسلسل نفی میں گردن ہلانے لگا۔۔۔!

"سیفی آجا۔" اب کے ارحام نے خفگی سے گھورتے ہوئے بولا۔

جواب میں انکار پا کر ارحام اب واپس اس کی طرف جانے لگا۔۔۔!

"کیا مسئلہ ہے؟ آنا۔ "

"میں نہیں آرہا، میں ڈوب جاؤں گا۔"

"تو ڈوب جائے گا تو یہاں بہت سے لوگ ہیں بچا لیں گے اور لائف گارڈز بھی کھڑے ہیں کچھ نہیں ہوگا۔"

وہ کہہ کر اس کا ہاتھ کھینچ کر آگے لے آیا، گہرے پانی میں۔۔۔!

ایک ڈبکی، دوسری ڈبکی، اسے لگا تھا اس کا دل بند ہونے لگا ہے، سانس لینا مشکل ہو رہا تھا، وہ دس سیکنڈز سے پانی میں تھا اور اُسے لگا وہ پانی سے نہیں نکل پائے گا، وہ زور سے پاؤں پانی پر مار رہا تھا، ماسک کے باوجود وہ آنکھیں کھولنے سے ڈر رہا تھا، وہ اپنی موت آنکھوں کے سامنے کھڑے نہیں دیکھنا چاہتا تھا، اسے پانی میں سانس لینا تھا یا روکنا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا، بس اب اسے سانس لینے میں دقت محسوس ہو رہی تھی، بیس اکیس سالہ نوجوان کسی

نومولود بچے کی طرح ہاتھ پاؤں مارتا رہا اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے، لیکن اس بہت سارے پانی میں آنسو کہاں دِکھتے، اور گیارہویں سیکنڈ وہ پانی سے باہر تھا، ان گیارہ سیکنڈز میں زندگی کی ساری فلم فاسٹ فارورڈ موڈ میں آنکھوں کے سامنے سے گزر گئی، ان گیارہ سیکنڈز میں اس نے زندگی کا راز پا لیا تھا "زندگی جیسی بھی ہے قیمتی ہے، ضروری ہے، اور موت، موت بہت سی تکالیف سے نجات ہے، لیکن موت بہت بھیانک ہے، اذیت بھری، دردناک"

وہ تیرتے ڈوبتے، مِس ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ آئی لینڈ پر پہنچ گئے، ساحل سے جزیرے تک کا فاصلہ اتنا نہیں تھا لیکن سفیان کو لگا اس نے صدیاں گزار دی ہیں۔۔۔!

"اُففففف سیفی فائنلی ہم یہاں ہیں، کتنا حسین ہے نا یہاں سب۔" وہ پھولتی ہوئی سانسوں کو بحال کرتے ہوئے ایکسائٹمنٹ سے کہنے لگا۔

اور سفیان، وہ کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا، بس محسوس کرنا چاہتا تھا اس لمحے کو، اس سکون کو، اس وقت اسے دنیا جہاں کی کوئی فکر نہیں تھی، وہ بس قدرت کی خوبصورتی سے آنکھیں خیرہ کر رہا تھا، اور وہ اس وقت بس یہی کرنا چاہتا تھا۔۔۔!

"سیفی ہم ایک دفعہ نیچے پانی میں ضرور جائیں گے، سمندر کے نیچے اللہ نے ایک حسین دنیا بسائی ہے اور وہ دنیا دیکھے بغیر میں اس دنیا سے نہیں جانا چاہوں گا"

"اِن شاءاللہ کبھی تو ضرور۔" وہ بھی مسرور تھا۔

وہ کافی دیر وہاں بیٹھے تھے، ارحام نے دونوں کی کافی تصویریں لیں، وہ پلاسٹک بیگ میں موبائل رکھ ہی لایا تھا، پھر رات گہری ہوتی گئی تو وہ بھٹکے پرندے واپس اپنے گھر کی طرف ہو لئیے۔۔۔!

"مجھے قسمت نے دوست بہت بہترین دیے ہیں۔" واپسی پر سفیان کہے بغیر نہیں رہ سکا، ارحام کی وجہ سے ہی وہ آج یہ محاذ سر کر سکا تھا اور یہ مسرور کن احساس اسے طمانیت بخش رہا تھا۔

"ذہے نصیب" ارحام نے سینے پر ہاتھ رکھ جھکتے ہوئے بھرپور اداکاری سے کہا۔

****

"نی طیب، بات تو سُن۔" وہ سکون سے چارپائی پر بیٹھی کسی گہری سوچ میں گُم نظر آتی تھیں۔

"امّاں میں نے کام پر جانا ہے، جلدی بول۔" وہ سنجیدگی سے کام پر جانا شروع ہو گیا تھا، ابھی بھی رملہ اس کی استری شدہ قمیض اسے پکڑا رہی تھی جب چاندبی بی نے روکا۔

"سفیان کا وہ کیا ہوتا ہے، ویزہ، ہاں ویزہ، وہ ختم ہونے والا ہے نا؟"

"ہاں امّاں زینب کہہ رہی تھی اگلے ماہ ہو گا۔" رملہ نے خود ہی مداخلت کی۔

"ہاں ہاں، طیب وہ آئے گا کیا؟ "

"آنا تو چاہیئے، لیکن تُو کیوں پوچھ رہی ہے؟ تُو کہے گی تو اسے کہہ دوں گا کہ آجائے، جب بھی وہ فون کرے گا۔" وہ جلدی جلدی قمیض پہنتے ہوئے کہنے لگا۔

"اور اگر وہ آ کر واپس نا گیا تو؟" چاندبی بی تھوڑی پر انگلی رکھے دور کی سوچ رہی تھیں۔

"کیا مطلب؟" طیب بھی رُک کر انہیں دیکھا۔

"مطلب وہ آگیا اور پھر واپس نا گیا تو ہمارا تو دانہ پانی بند ہو جائے گا نا۔" انہیں اپنی ہی فکریں لاحق تھیں۔

"ہاں یہ تو ہے۔" طیب نے بھی سوچتے ہوئے تائید کی۔

"بس پھر تُو اسے آنے کا نا کہیو، بلکہ وہ کہے تب بھی تُو ٹال دیو، بھلا اب وہ کہاں اس ماحول کا عادی رہا ہو گا۔"

"اچھا اچھا نہیں کہوں گا، اب چلتا ہوں دیر ہو رہی ہے۔"

رملہ خاموشی سے کھڑی ان کی باتیں سُن کر انکی بے حسی پر صرف انہیں دیکھ کر رہ گئی، پہلی بار اُسے طیب اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔!

****

دیر سے سونے کی وجہ سے وہ دیر سے ہی اٹھے تھے، چھٹی کا دن تھا اور آج ناشتہ ارحام نے ہی بنانا تھا سو ناشتے میں چائے اور بٹر کیک Butter Cake ہی دستیاب تھے۔۔۔!

"ارحام کبھی تو اچھا ناشتہ کروا دیا کرو۔" سفیان بادل نخواستہ تقریباً روز کی طرح کا ہی ناشتہ نگل رہا تھا۔

"سیفی بچہ ناشتہ لائٹ ہی اچھا ہوتا ہے، زیادہ کھا کر تو سستی ہو جاتی ہے۔" ارحام کیک پر چائے کی گھونٹ لیتا ناشتے سے کافی لُطف اندوز ہوتا دِکھائی دے رہا تھا۔

"اور جو تین پراٹھوں کے ساتھ دو انڈے بآسانی آپ کے حلق سے اُترتے ہیں، وہ تو پانی کے بُلبُلے کی طرح ہلکے پُھلکے ہوتے ہیں نا۔" سفیان اب ناشتہ چھوڑ کر ارحام کو گھورنے میں مصروف تھا۔

"ہاں تو بندے نے اتنا کام کرنا ہوتا ہے، کبھی کبھی تو بھاری ناشتہ ہو سکتا ہے۔" ارحام نے معصوم سی شکل بنا کر کہا تو سفیان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"ہاں اور یہ کبھی کبھی کا بھاری ناشتہ ہمیشہ میرے ٹائم پر کیوں ہوتا ہے۔"

"کوئی نہیں کبھی کبھی میں بھی بنا لیتا ہوں۔" ارحام نے ناک سے مکھی اُڑائی۔

"ہو ہو ہو پتا ہے کیسا بناتے ہو، دو بار بنایا تھا، ایک بار ارجنٹینا کا نقشہ تھا اور دوسری بار نائیجیریا کا۔" سفیان نے بھرپور مذاق اُڑاتے ہوئے کہا۔

"اب تم ایسی باتیں کرو گے؟"

"اچھا اچھا ناشتہ کرو ڈرامے نا کرو۔" بمشکل ہنسی قابو کرتے ہوئے کہا اُس نے۔

"بیٹا میرا مذاق اُڑا رہا ہے، ہاں نہیں آتا مجھے کھانا بنانا، کم سے کم ڈرتا تو نہیں نا، کل کیوں تمہاری بتّی گل ہو گئی تھی جب وہ پیاری سی فش تمہارے سامنے آئی تھی۔" اب کے مذاق اُڑانے کی باری ارحام کی تھی۔

"یار میں واقعی ڈر گیا تھا۔"

"ایک معصوم سی، پیاری سی، چھوٹی سی، خوبصورت سی اینجل فش سے ڈر گیا تھا ہمارا سیفی۔" ارحام نے آنکھیں مٹکا مٹکا کر کہا۔

"ہاں تو اگر وہ کاٹ لیتی تو۔" وہ روہانسہ ہو گیا۔

"اوہو کاٹتی کیوں، وہ تو بس پیارے سیفی کے ساتھ کھیلنا چاہ رہی تھی۔" ارحام اب باقاعدہ مزے لے رہا تھا۔

"تو میرے ساتھ کیوں کھیلے گی، کھیلنے کے لئے اُسے کوئی اور نہیں ملا۔"

"ہاں یہ بات تو پوچھنے والی ہے، اگلی بار جائیں گے نا تو میں اُسے خوب ڈانٹوں گا اور کان پکڑ کر پوچھوں گا کہ کیوں بھئی ہمارے سیفی کو کیوں تنگ کر رہی تھیں، ویسے سیفی اینجل فش کے کان ہوتے ہیں کیا؟" معصومانہ سوال۔

"بکواس مت کرو، مجھے پتا ہے تم میرا مذاق اُڑا رہے ہو، جاؤ دفع ہو جاؤ۔" جلا بھنا سا جواب دے کر ہمارا سفیان وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

اور پیچھے ارحام ہنسی سے لوٹ پھوٹ ہوتا رہا۔۔۔!

****

"ہیلو۔"

"ہیلو طیب کیسے ہو؟" وہ ابھی کام سے فری ہو کر نکلے تھے، ارحام بھی اسی کے ساتھ تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" طیب کے دماغ میں وہ الفاظ گھوم رہے تھے، جو اس نے سفیان کو پاکستان آنے سے روکنے کے لئے کہنے تھے۔

"اور باقی سب کیسے ہیں، امّاں، زینب، زین، ماہم سب بچے وغیرہ۔" وہ روزمرہ کے سوال کرنے لگا۔

"سب ٹھیک ہیں، تم ٹھیک ہو؟" طیب قدرے نرمی سے بات کرنا چاہ رہا تھا۔

"ہاں الحمدللہ میں ٹھیک ہوں، تمہاری بیوی بچہ ٹھیک ہیں، کیا نام رکھا بچے کا؟" اُسے یاد آیا اُس نے تو کبھی طیب کے بچے کا نام ہی نہیں پوچھا۔

"وہ بھی ٹھیک ہیں، روحان نام ہے۔"

"ماشاءاللہ" وہ ٹھیک تھا، مطمئن تھا، کیونکہ اس کے اپنے خوش تھے۔

"تمہارہ ویزا ختم ہونے والا ہے ناچند دنوں میں، تم آؤ گے؟" وہ دبے دبے لفظوں میں پوچھنا چاہ رہا تھا۔

"ابھی سوچ رہا ہوں۔ "

"میں سوچ رہا تھا کیا کرو گے یہاں آکر، وہیں رہو۔" طیب نے کہہ ہی ڈالا، ایک بار بھی نا سوچا وہ پردیس میں بیٹھا کتنا تنہا ہو گا، کتنا دُکھ ہو گا اُسے۔

سفیان کو دھچکا لگا، وہ یوں صاف منع ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔!

"کیا مطلب کیا کروں گا؟" لگا جیسے کسی نے زور سے دل پر مکا مارا ہو۔

"میرا مطلب ہے یہاں گرمی بہت ہے اور تمہیں تو وہاں رہنے کی عادت ہو گئی ہے نا، یہاں کچھ بھی تو نہیں دھول مٹّی کے علاوہ، تو یہاں تم اب اچھا محسوس نہیں کرو گے بس اسی لئے کہہ رہا تھا۔" وہ اب خجل سا ہو کر بہانے گڑھنے لگا۔

"بے فکر رہو طیب میں نہیں آ رہا۔" اس کی آواز میں نمی گھلنے لگی تھی ارحام نے چونک کر اُسے دیکھا "اور اگر آتا بھی تو محض چند دِنوں کے لئے بس تم لوگوں سے ملنے آتا، پھر واپس یہیں آ جاتا جہاں کی تنہائی کاٹنے کو دوڑتی ہے اکثر، لیکن وہاں تو اب میرا کوئی رہا ہی نہیں۔" اُسے لگا جیسے دل کوئی دھیرے دھیرے مسل رہا ہو۔ "تم لوگوں کو میری ضرورت نہیں، نا ہی تم لوگ چاہتے ہو کہ میں آؤں، تو تسلّی کر لو میں نہیں آ رہا اور کبھی نہیں آؤں گا، یہیں رہوں گا ساری زندگی۔" آنسوؤں کا گولہ سا حلق میں پھنسنے لگا تھا۔

"سفیان میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" وہ صفائی پیش کرنا چاہتا تھا بے مقصد، حالانکہ سچ وہی تھا جو سفیان کہہ رہا تھا۔

"اور، اور فکر نا کرنا، پیسے آنا نہیں رُکیں گے، تم لوگوں کے لئے ہی تو کماتا ہوں، میرا اور کون ہے، بھیج دیا کروں گا اور جس دفعہ نا آئیں سمجھ جانا کہ پردیس کی زمین میں ہی کہیں دفن ہو گیا، فاتحہ پڑھ کر تو حق ادا کر دینا۔"

اور پھر دوسری طرف سے کچھ بھی سُنے بغیر وہ فون بند کر چکا تھا، آنسو ریلے کی صورت آنکھوں سے بہہ رہے تھے، جھوٹا بھرم بھی آج ٹوٹ گیا تھا کرچیاں بھی آنکھوں میں چُبھنے لگی تھیں، وہ وہیں سڑک کنارے فٹ پاتھ پر بیٹھ گیا، آنکھیں زور سے میچ لیں، شام ڈھلنے لگی تھی اور اِسے لگا وہ بھی اسی شام کے ساتھ ڈھل جائے گا۔۔۔!

"کیا ہوا ہے سیفی؟" ارحام بھی اس کے قریب ہی بیٹھ گیا، سفیان کی حالت اور باتوں سے وہ دوسری طرف کی باتوں کا اندازہ لگا چکا تھا پھر بھی اسے سمجھ ہی نہیں آیا کہ اور کیا پوچھے۔

وہ روتا ہوا جوان لڑکا کوئی چھوٹا بلکتا بچہ معلوم ہوتا تھا۔۔۔!

"ارحام وہ کہتا ہے کہ میں واپس آکر کیا کروں گا، وہ کہتا ہے کہ میں واپس نا آؤں، ارحام کوئی اپنے چھوٹے بھائی کو ایسا کیسے کہہ سکتا ہے؟" وہ روتے ہوئے ارحام کے گلے لگ کر شکوہ کر رہا تھا۔

"بس کرو سیفی تم اُس کے لئے کیوں رو رہے ہو جسے تمہاری کوئی پروہ نہیں، میں ہوں نا تمہارے ساتھ، تمہارا بھائی، اور ویسے بھی ہم نے تو یہاں سے کہیں جانا بھی نہیں تھا، پھر چھوڑو اس کی باتوں کو کیوں دل پر لیتے ہو۔"

"ہاں ارحام ہم نے واپس نہیں جانا تھا، میں واپس کبھی نا جاتا، میں جانتا تھا کہ وہ لوگ نہیں چاہتے کہ میں واپس آؤں، لیکن وہ، وہ مجھے یہ بات ڈائریکٹ کیسے کہہ سکتا ہے، میں تو ویسے بھی نہیں جاتا لیکن وہ مجھے اس طرح منع تو نا کرتا۔" وہ ارحام سے الگ ہوتے ہوئے کہنے لگا آنسو ہنوز گلابی ہوتی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

"بس بھی کرو یار، کچھ باتیں ہم لوگوں کے سامنے آجانا ہی کافی ہوتا ہے، پھر دل کوئی خوش فہمی تو نہیں پالتا، کچھ لوگ جلدی پردے سے باہر آجائیں تو دل کسی آس پر تو زندہ نہیں ہوتا نا، کچھ لوگوں کو خود اللہ عیاں کر دیتا ہے انسان پر تا کہ اللہ کا اچھا بندہ کسی خود فریبی میں زندگی نا گزار دے۔" ارحام ہمیشہ کی طرح اُسے سمجھا رہا تھا، بہلا رہا تھا، آنسو پونچھ رہا تھا۔

سفیان خاموش رہا، البتہ آنسو قدرے تھم گئے تھے، لیکن ہچکیاں ہنوز جاری تھیں۔۔۔!

"چل اُٹھ جا اب گھر چلیں، آج میں تجھے اچھے سے نوڈلز کھلاؤں گا، خود بناؤں گا۔" وہ اس کے ہاتھ کھینچتے ہوئے کھڑا کرنے لگا۔

سفیان ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔۔۔!

بلاشبہ اچھے دوست اللہ کی طرف سے تحفہ ہیں۔۔۔!

****

سات سال بعد:-

الارم کلاک بند کر کے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، روز کی طرح بے چینی کی وجہ سے سکون کی نیند نہیں آسکی تھی، اور اب پورا جسم تھکن سے چور ہو رہا تھا، وہ خالی خالی نظروں سے کمروں کی ہر شئے کو تکتا۔۔۔!

وہ ایک کمرے کا پیارا سا اپارٹمنٹ تھا، ضرورت کی ہر چیز تھی، لیکن کوئی بھی چیز سانس لیتی محسوس نہیں ہوتی، ہر چیز ترتیب سے اسکی جگہ پر رکھی گئی تھی، لیکن زندگی میں بے ترتیبی کا احساس سوا تھا، ہر چیز تھی لیکن کوئی بھی چیز خوشی کا احساس نہیں دلاتی تھی، شاید تنہائی کا احساس ہر احساس پر حاوی ہوتا ہے، شاید زندہ ہونے کے احساس پر بھی۔۔۔!

وہ سر جھٹک کر اُٹھ گیا" سوچیں بھلا کب پیچھا چھوڑتی ہیں۔"

فریش ہو کر ناشتہ کر کے اپارٹمنٹ لاک کر کے وہ باہر آگیا۔۔۔!

راستے سے ایک اور کافی کا مگ لئے وہ فون پر کال ملا رہا تھا" ہیلو۔"

"ہاں سیفی میں بس نکل رہا ہوں۔"

"جلدی نکلو روز کی طرح لیٹ مت ہو جانا، پہلے کم سست تھے اب اور ہو گئے ہو۔"

"نہیں ہوؤں گا لیٹ بس نکل رہا ہوں۔"

وہ دونوں اب ایک شوروم پر ساتھ کام کرتے تھے، ہاتھ بھی گندے نہیں کرنے پڑتے تھے، ارحام نے وعدہ نبھایا تھا، لاکھ خواہش کے بعد بھی وہ پاکستان نہیں گیا تھا، لیکن ڈیڑھ سال پہلے اس نے سفیان کے ہی کہنے پر بالآخر شادی کر لی تھی ایک پاکستانی لڑکی سے، جو انہیں کی طرح وہاں کام کرتی تھی، سیما نام تھا لیکن سب اسے سیم کہتے تھے لیکن البتہ ہمارا سفیان اسے سیما ہی کہتا تھا، پیاری سی، معصوم سی اور بہت خیال رکھنے والی لڑکی، ارحام اور سیما دونوں ہی چاہتے تھے کہ سفیان ان کے ساتھ ہی رہے لیکن سفیان نے اپنے لئے الگ

اپارٹمنٹ لے لیا تھا، تقریباً کافی وقت سفیان اور ارحام ساتھ ہی ہوتے لیکن اب تھوڑا وقت تو سیما کا بھی حق تھانا۔۔۔!

"میرا خیال تھا کہ تم شادی کے بعد ذمے دار ہو جاؤ گے، لیکن تم ویسے کے ویسے ہو۔"

ارحام کی شکل دیکھتے ہی سفیان نے کہا، اب تو اس نے مروتاً بھی ہنسنا چھوڑ دیا تھا۔

"یار رات سیم کی طبیعت خراب ہو گئی تھی، فوڈ پوائزننگ، بس اس لئے صبح اُٹھ نہیں سکا جلدی، چھٹی لی ہوئی ہے اس نے سیلون سے، ابھی بھی بس اسے ناشتہ کروا کر دوا دے کر آیا ہوں، آرام کرے گی اب۔"

"اوہ کیسی طبیعت ہے اب اسکی۔"

"اب تو بہتر ہے اللہ کا شکر۔"

"شکر۔"

"کہہ رہی تھی کہ سفیان نہیں آیا کافی دن سے۔" ارحام سامنے بیٹھا اسے کام کرتے دیکھ رہا تھا۔

"آؤں گا جلدی، بس ٹائم ہی نہیں ملتا۔" وہ اب بھی کسی حساب کتاب کے رجسٹر میں غرق تھا۔

"سیفی حد سے زیادہ بوجھ مت ڈالو خود پر۔" اسے ترس آتا تھا سیفی پر، اس نے دس بارہ سال، دس بارہ سال ایک معصوم بچے کو ایک بھرپور مرد بنتے دیکھا تھا، ان تھک محنت کرتے دیکھا تھا، خود پر سختی کا خول چڑھاتے دیکھا تھا۔

"یہ مجھ پر بوجھ نہیں ہے اور اب مجھے کچھ محسوس نہیں ہوتا، میں اس مشینی دنیا کا حصّہ بن گیا ہوں، احساس سے عاری، اب میں یہ سب نا کروں تو تھکن محسوس ہوتی ہے۔"

"تم خود کو ختم کر رہے ہو سیفی، تمہیں خود پر رحم نہیں آتا؟ "

"میں ایسا کوئی ظلم نہیں کر رہا کہ مجھے خود پر رحم آئے۔"

ارحام بس افسوس سے سر ہلا کر رہ گیا۔۔۔!

****

"اسلام و علیکم سر"

"وعلیکم السلام، ٹھیک ہو؟"

"جی الحمدللہ۔"

"بچے تنگ تو نہیں کرتے سفیان؟"

"نہیں بالکل بھی نہیں، کافی کہنا مانتے ہیں۔"

"چلو سفیان کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا۔" وہ اکثر اس سے کہا کرتے تھے۔

سفیان پارٹ ٹائم ڈرائیونگ کی جاب کرتا تھا، 2 چھ سے سات سال کے بچوں کو کوچنگ لانا اور لے جانا اس کی ڈیوٹی تھی، تنخواہ اچھی تھی اور صاحب اور بچے بھی بہت بااخلاق تھے، اس لئے کسی قسم کا مسئلہ درپیش نہیں ہوتا، اور گاڑی بھی ان کی اپنی ہی تھی، اس لئے آرام سے وہ کام کر لیتا تھا۔۔۔!

"جی صائم صاحب۔"

ایک تیس، تیئس سال کا خوش شکل، خوش اخلاق اور اچھا خاصہ گریس فُل بندہ، اچھا بڑا گھر اور دو پیارے پیارے بچے، لیکن سفیان نے کبھی اس گھر میں کبھی عورت کا وجود نہیں دیکھا تھا۔۔۔!

"تم صائم بھائی بول سکتے ہو۔" شاندار مسکراہٹ۔

"جی بہتر صائم بھائی۔"

"بندہ کبھی کبھی تکلفاً ہی مسکرا لیتا ہے سفیان۔" ملازموں سے بے تکلف رویہ۔

وہ بڑی مشکل سے مسکرا دیا "جی۔"

"اب ٹھیک ہے، مسکرایا کرو، اچھے لگتے ہو۔" وہ کہہ کر پورچ میں کھڑی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تو سفیان بھی دوسری گاڑی میں بیٹھ کر بچوں کا ویٹ کرنے لگا۔

****

"تم لوگ؟" سفیان اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔

"اندر نہیں بلاؤ گے کیا؟" دو آنے والے نفوس سیما اور ارحام تھے۔

"آجاؤ۔" وہ تھکا تھکا سا پلٹ گیا۔

"کافی تھکے ہوئے لگ رہے ہو۔" ارحام نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور ساتھ والے کاؤچ پر بیٹھ گیا۔

"ہاں ابھی آیا تھا صائم بھائی کے گھر سے۔"

"اچھا اچھا کیسے ہیں وہ؟"

"اچھے ہیں، بہت اچھے ہیں، خیال رکھتے ہیں اور بہت پیار سے بات کرتے ہیں۔" وہ دل سے کہنے لگا۔

سیما خاموشی سے بیٹھی دونوں کی باتیں سنتی رہی۔۔۔!

"اچھا پھر مزہ آرہا ہے کام میں؟"

"کام کا مزے سے کیا تعلق، کام پیسوں کے لئے کیا جاتا ہے مزے کے لئے نہیں۔" سنجیدگی ہنوز برقرار تھی۔

"تم لوگ بیٹھو میں کافی لاتی ہوں۔" وہ کہہ کر کچن میں چلی گئی، وہ پہلے بھی کئی بار آچکی تھی، کچھ بھی نیا نہیں تھا۔

"سیفی شادی کرلو اب۔" ارحام اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے کہہ رہا تھا۔

"کیوں۔"

"کیوں کرتے ہیں شادی؟"اس نے اُلٹا سفیان سے سوال کیا۔

"تم نے کی ہے، تمہیں ہی پتا۔"اسے اس موضوع میں سرے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

"سکون کے لئے، خوشی کے لئے، فیملی کے لئے، تنہائی دور کرنے کے لئے۔"ارحام اسے قائل کرنا چاہتا تھا۔

"مجھے ایسی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔"

"ضرورت تو سب کو ہوتی ہے یا یوں کہو کہ تم اب تک اس لڑکی کو بھول نہیں پائے ہو۔"

سفیان نے چونک کر اسے دیکھا، وہ تو کب کا بھول چکا تھا لیکن اسے اندازہ نہیں تھا کہ ارحام اب تک اس بات کو لئے بیٹھا ہو گا۔۔۔!

سیما کافی لے آئی تو دونوں نے اس بات کو وہیں چھوڑ دیا۔۔۔!

****

"اسلام وعلیکم۔"سفیان کی نظر ناپڑے تو وہ خود ہی سلام میں پہل کر دیتا۔

"وعلیکم السلام صائم بھائی، کیسے ہیں آپ؟"

"میں ٹھیک ہوں الحمدللہ، تم کیسے ہو؟" وہی شفیق میٹھا لہجہ۔

"میں بھی ٹھیک بھائی، بچے آج لیٹ ہو گئے؟'

"ہاں بھئی ہماری گڑیا آج ضد کر رہی تھیں کہ بابا ہی چھوڑ کر آئیں گے، تو ایسا کرو تم آج چھٹی کر واور سوری یار تمہیں آنا پڑا۔"

"نہیں نہیں صائم بھائی آپ شرمندہ کر رہے ہیں، میں چلا جاتا ہوں۔" سیفی کو ان کا معذرت کرنا شرمندہ کر گیا تھا۔

"نہیں شرمندہ کی بات نہیں، بس تمہیں بلاوجہ زحمت ہوئی نا۔"

"کوئی بات نہیں۔" وہ کہہ کر واپسی کے لئے مڑ گیا۔

"رُکو ذرا۔" وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اُس کے قریب آ گئے۔

"جی بھائی؟" وہ بلاوجہ ان کے رعب میں آ جاتا تھا، بلاشبہ صائم ایک بہترین کردار کا مالک تھا۔

"پچھلی عید پر تم گھر نہیں گئے،اس بار عید پر گھر چلے جاؤ، تم بھی خوش ہو جاؤ گے اور گھر والے بھی، چھٹی کی فکر مت کرنا میں دے دوں گا اور کوئی مسئلہ نہیں زیادہ دن رُک جانا، ایڈوانس سیلری بھی لے لینا بھئی۔" وہ دونوں شانوں سے اُسے تھامے خوش کرنا چاہ رہے تھے۔

اور سفیان سوچ میں پڑ گیا، پچھلی عید؟ نہیں پچھلے دس بارہ سالوں میں گزرنے والا ہر روز و شب، ہر عید تہوار اُس نے یہاں تنہا ہی منایا تھا، وہ خوش نہیں تھا، لیکن اس کے گھر والے سارے خوش تھے، کیا بتاتا صائم کو کہ اس کے گھر جانے سے کوئی خوش نہیں ہونے والا تھا۔۔۔!

"جی بھائی بہتر۔"

"تم خوش نہیں ہوئے؟" وہ بغور سفیان کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

"میں خوش ہوں۔"

"کسی احساس کو تو چہرے پر آنے دیا کرو یار۔" اس کی آنکھوں میں کچھ تھا کہ سفیان زیادہ دیر اس سے نظریں نہیں ملا پاتا تھا، اندر تک جھانک لینے والی گہری نظریں۔

****

"ہیلو ارحام میں تمہارے اپارٹمنٹ کے باہر کھڑا ہوں، فری ہو تو باہر آجاؤ۔ "

"تم اندر آجاؤ نا۔" اس کی آواز ایسی تھی جیسے ابھی نیند سے جاگا ہو۔

"نہیں کہیں باہر چلتے ہیں نا آجاؤ، میں انتظار کر رہا ہوں۔" وہ باہر بنی چوکھٹ پر بیٹھ گیا۔

"اچھا میں آرہا ہوں دس منٹ میں۔" وہ آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔

"ہاں آج گئے نہیں تم کام پر۔" ارحام اپارٹمنٹ لاک کرتا اس سے گلے ملتے کہنے لگا۔

"گیا تھا، لیکن بچے صائم بھائی کے ساتھ جانا چاہ رہے تھے تو مجھے چھٹی دے دی، گھر جا کر بیزار ہونے سے بہتر مجھے لگا کہ تمہارے پاس آجاؤں۔" وہ دونوں تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے نیچے آگئے۔

"ہاں اچھا کیا آگیا۔"

"سیما کو برا تو نہیں لگے گا کہ میں تمہیں یوں لے آیا۔'

"ارے نہیں وہ سیلون میں ہے اور اگر گھر پر بھی ہوتی تو تمہیں پتا ہے اس کی نیچر ایسی نہیں۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔"

"پھر کہاں چلنا ہے؟" وہ روڈ پر ساتھ ساتھ چلتے اپارٹمنٹ بلڈنگ سے تھوڑا دور آ گئے تھے۔

"مکانی ڈھابی چلتے ہیں۔ "

"آہاں آج دیسی کھانے کا موڈ ہے۔" ارحام نے فوراً اس کے کندھے پر بازو دراز کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں کافی دن ہو گئے ہیں کچھ اچھا کھائے ہوئے۔"

"پھر تمہاری ٹریٹ۔" ارحام مزے سے ہاتھ پر ہاتھ مارتا کہنے لگا۔

"ہاں ہاں میری ٹریٹ، آج بل میں دوں گا، کچھ اچھا سا منگوانا۔" آج موڈ بہتر تھا۔

"اوکے ڈن۔"

تھوڑی سی دیر میں وہ مکانی ڈھابے پر تھے۔۔۔!

دونوں کرسی سنبھال کر بیٹھ گئے تو ارحام آرڈر نوٹ کروانے لگا، سفیان بس اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا، آج وہ خود کو فریش محسوس کر رہا تھا، شاید ایک فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔!

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟" ارحام ٹیبل پر دونوں کہنیاں رکھے آگے ہوئے پوچھنے لگا۔

"ہم دونوں اتنا سب کھالیں گے ؟ "

"ارے میں تو یہ سب اکیلے کھالوں۔" وہ دونوں ہاتھ مسلتے ہوئے کھانے کا انتظار کرتا کہنے لگا۔

سیفی بس مسکرا دیا۔۔۔!

"ویسے تم آج کافی الگ الگ لگ رہے ہو، خیریت تو ہے؟"

"ارحام میں نے ایک فیصلہ کیا ہے، تمہیں بتانا چاہتا تھا۔"

"ہاں اتنی نوازشات سے مجھے کچھ کچھ اندازہ تو ہو گیا تھا کہ کوئی تو بات ہے۔"

"میں پاکستان جا رہا ہوں۔"

ارحام ہکّا بکّا اُسے دیکھے گیا، سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کہے۔۔۔!

"کچھ پھوٹ لو منہ سے، اس طرح مت دیکھو۔" سفیان کو اس کے گھورنے سے بے چینی ہونے لگی۔

"تم مجھے پاکستان جانے سے منع کرتے رہے اور اب جب میں یہاں سیٹل ہو گیا ہوں تو اب تمہیں پاکستان جانا ہے، تم مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہو؟" ارحام کو شدید شاک لگا، اسکی تو گویا بھوک ہی مر گئی تھی۔

"ارے میں ہمیشہ کے لئے نہیں جارہا، بس عید منانے جارہا ہوں آجاؤں گا واپس۔" سفیان اس کے ہاتھ پر چپت لگاتے کہنے لگا۔

"یہی دلاسے تم پاکستان میں دے کر آئے تھے کہ آجاؤں گا، لیکن واپس نہیں گئے، مجھے بھی کہہ رہے ہو کہ آجاؤں گا لیکن مجھے پتا ہے کہ تم نہیں آؤ گے۔" ارحام کو دکھ کے ساتھ ساتھ غصّہ بھی آرہا تھا۔

"ارحام مجھے وہاں ہمیشہ کے لئے کوئی بھی برداشت نہیں کرے گا، وہاں تنہا رہنے سے بہتر ہے میں یہیں تنہا رہ لوں، اس لئے اجاؤں گا۔" وہ سمجھانے والے انداز میں کہنے لگا۔

وہ خاموش رہا، سفیان ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔۔!

"دیکھ ارحام میں اتنا عرصہ ان باتوں کے دکھ میں رہا، ناراض رہا، واپس نہیں گیا، دس بارہ سال ایک الگ ملک میں تنہا کاٹے، لیکن کیا کسی کو فرق پڑا؟ نہیں ارحام وہ سب وہاں اکھٹے ہیں خوش ہیں، سب کے پاس کوئی نا کوئی ہے، اکیلا تو میں رہ گیا، میری ناراضگی کا نقصان تو صرف مجھے ہوا، مجھے تو کسی نے نہیں منایا، اب تو زینب نے بھی بلانا چھوڑ دیا، گھر بار اور بچوں میں بہت مصروف ہو گئی ہے، میں کال نا کروں تو کوئی نہیں کرتا، کسی کو نہیں یاد آتا میں اور میرے پاس کون ہے؟ نا گھر، نا بیوی بچے، نا فیملی کوئی بھی نہیں، اگر میں بند گھر میں تکلیف سے مر بھی جاؤں تو کسی کو خبر بھی نا ہو، مجھے یاد آتی ہے اُن سب کی اور اس لئے میں کچھ دن اُن لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جو میرے لئے ضروری ہیں، پھر واپس آجاؤں گا یہیں اپنی دنیا میں۔" اس کی آنکھیں آنسو ضبط کرنے کی کوشش میں سُرخ ہو رہی تھیں، لیکن وہ اٹھائیس اُنتیس سال کا مرد ہو کر رو نہیں سکتا تھا۔

ارحام اسے دیکھتا رہا، پیار سے، دکھ سے، ترس آتا تھا اسے سفیان پر، غصّہ تو ٹھنڈا ہو چکا تھا اور وہ اس کا ایک ایک لفظ سمجھ بھی گیا تھا، کیونکہ ارحام واحد تھا جس نے سفیان کو تنہائی

کاٹتے دیکھا تھا، جس نے اسے اذیت جھیلتے دیکھا تھا، جس نے اسے اپنوں کے دیئے ہوئے زخم کھریدتے دیکھا تھا۔۔۔!

"اچھا مطلب یہ کھانا تمہارے جانے سے پہلے میرے لئے ٹریٹ ہے؟" وہ بالکل ہلکی پھلکی باتیں کرتا ماحول کو خوشگوار بنانا چاہتا تھا۔

"ہاں۔" سفیان مسکرا دیا۔

"اور ایک بات، رملہ میرے لئے قابلِ احترام ہے، لیکن اب میرے دل میں اس کے لئے ایسا کوئی احساس نہیں جس کا ذکر تم اس دن کر رہے تھے۔ "

"اوکے اوکے، پھر تم شادی بھی کر لو۔" ارحام نے مشورہ دیا۔

"ہاں کر لوں گا۔ "

کھانا لگ چکا تھا اور دونوں اب باتوں کے ساتھ ساتھ کھانا شروع کر رہے تھے۔۔۔!

"اچھا تمہیں چھٹی مل جائے گی؟" ارحام کو ایک دم خیال آیا۔

"ہاں جانے کا مشورہ صائم بھائی کا ہی تھا،ان کی طرف سے تو چھٹی مل گئی ہے اور وہ ایڈوانس سیلری بھی دے رہے ہیں، بس شوروم سے چھٹی لینی ہے۔ "

"اچھا میں کہہ رہا تھا تب تو نہیں گیا، اور صائم بھائی نے کہا تو فوراً بات مان لی۔"

"ارے نہیں میں نے خود ہی سوچا کہ چلا جاؤں۔"

"چل اچھی بات ہے سوچا تو سہی۔"

****

"اسلام و علیکم بھائی۔"

"و علیکم السلام ماہم گڑیا کیسی ہو؟"

"میں ٹھیک ہوں بھائی آپ کیسے ہیں؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں گڑیا، کالج کیسا چل رہا ہے؟"

شروع کے کئی سال ضائع ہونے اور توجّہ نا ملنے کی وجہ سے ماہم اور زین بائیس تئیس سال کی عمر میں بھی کالج میں ہی تھے، لیکن پورے خاندان میں یہ واحد دو بچے ہی تھے جو کالج

تک پہنچے تھے حالانکہ ان نیچے کی کھر چنوں کا تو کوئی پُرسانِ حال نہیں تھا، بس سفیان نے ہی سنبھالا، ان سے بڑی فاطمہ اور لائبہ کی چاندبی بی نے آٹھ ماہ پہلے ہی شادی کی تھی اور جہیز کے نام ہر اتنی ڈھیر ساری چیزیں دی تھیں کہ پورے خاندان میں خوب واہ واہ ہوئی تھی۔۔۔!

"اچھا جارہا ہے بھائی، بس اگلے سال امتحان پھر فارغ۔" ماہم کی لئے وہ ابھی بھی لاڈ اُٹھانے والا وہی بھائی تھا اور وہ اب بھی کسی نا کسی کے ساتھ اس کے لئے خوب چاکلیٹس بھیجتا تھا۔

" چلو اچھی بات ہے، اچھی طرح تیاری کرنا، اچھے مارکس آنے چاہیئیں۔" سفیان آج عرصے بعد لمبی بات کر رہا تھا ورنہ سلام دعا کے بعد بات کرنے کو کچھ بچتا ہی نہیں تھا۔

"اِن شاءاللہ" ماہم نے وقفہ دے کر کہا" بھائی ایک بات کرنی ہے".

"ہاں بولو گڑیا." وہی شفقت بھرا انداز.

"بھائی میں آگے ایڈمیشن لے لوں ؟" چاندبی بی دو سال پہلے ہی بچوں کے ساتھ گاؤں چھوڑ کر شہر شفٹ ہو گئی تھیں، اُنہیں گاؤں کے لوگ اب حقیر فقیر لگتے تھے، بھلا ایسے

لوگوں میں وہ اپنے بچوں کو کیسے پروان چڑھاتیں، شہر آکر انگریزی اسکول میں پڑھنے کے باعث ماہم اور زین دونوں ہی خاصے پُراعتماد ہو گئے تھے .

"یہ تو اچھا خیال ہے، بالکل لو، اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے؟"اس کو اچھا لگا، کوئی تو تھا اس گھر میں جو اعلیٰ تعلیم کے حق میں تھا.

"بھائی آپ امّاں سے بات کریں گے نا؟"

"کیوں امّاں نہیں مان رہیں کیا۔"

"نہیں وہ کہہ رہی ہیں آگے پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ شادی کروا رہی ہیں میری، میں نے ابھی پڑھنا ہے بھائی۔"

"اچھا فکر مت کرو میں بات کروں گا امّاں سے۔"

"پکّا نا؟"اس کی آواز میں خوشی نمایاں تھی۔

"ہاں بلکل پکّا، اچھا بتاؤ سلمان کا فون آیا تھا، ٹریننگ کیسی چل رہی ہے اس کی؟ "

سلمان سفیان سے چھوٹا تھا،اور پولیس میں بھرتی ہونے کے لئے ٹریننگ کے سلسلے میں دوسرے شہر گیا ہوا تھا۔۔۔!

"زیادہ بات نہیں ہوئی، آیا تھا فون، کہہ رہے تھے کہ اچھی چل رہی ہے جلد ہی آجائیں گے۔"

"چلو اچھی بات ہے،امّاں کو دو فون۔"

طیب رملہ کو لے کر تین سال پہلے الگ ہو گیا تھا، تین کمروں کا چھوٹا مگر صاف ستھرا فلیٹ لے لیا تھا،اب تو پانچ بچے ہو گئے تھے اس کے، تین نے تو اسکول بھی جانا شروع کر دیا تھا، واقعی شہر راس آجائے تو سوچ، طریق واطوار سب بدل دیتا ہے۔۔۔!

آنگن کے ہر رنگ کے پھول اب الگ الگ ہو گئے تھے، تو اب اس بڑے سے خوبصورت اور نئے طرز کے بنے گھر میں زین اور ماہم ہی چاندبی بی کے ساتھ رہتے تھے،اور چاندبی بی کسی ملکہ کی شان سی دو نوکر اپنے آس پاس گھمائے رکھتی تھیں،ان پر تو پھر سے جوانی آرہی تھی یا شاید شہر کہ ہوا لگ گئی تھی،ایک سفیان کی قربانی نے سب کے رنگ ڈھنگ ہی بدل دیئے تھے،اب کوئی دیکھتا تو کہہ نہیں سکتا تھا کہ اس شاندار گھر میں رہنے والے

مکینوں میں سے گاؤں کی وہ پاگلوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھے چیختی ہوئی عورت ہے اور یہ دو

نوجوان گاؤں میں پِھرتے اُن ننگے پُنگے بچوں میں سے ہیں جنہیں نا کپڑوں کا ہوش تھا نا

کھانے پینے کا، وقت وقت کی بات ہے، وقت بدل ہی جاتا ہے۔۔۔!

"امّاں۔"

چاند بی بی بڑی سی اسکرین والے ٹی وی میں مشغول غالباً کوئی مارننگ شو دیکھ رہی تھیں

جب ماہم پکارتی ہوئی آ گئی۔۔۔!

"ہاں کیا ہے؟" انہیں شو میں خلل بالکل پسند نہیں آیا۔

"سفیان بھائی کا فون ہے۔"

پہلے تو انہوں نے سوچا کے انکار کر دیں لیکن پھر بادل نخواستہ لے ہی لیا۔۔۔!

"لا دے۔"

"اسلام و علیکم امّاں۔"

"و علیکم السلام میرا بچہ کیسا ہے؟" ہائے یہ پیسہ بھی بڑی کمینی چیز ہے۔

"میں ٹھیک ہوں امّاں تم کیسی ہو؟"

"میں ٹھیک ہی ہوں، بس جوڑوں میں بہت درد رہتا ہے۔"اب وہ یہ تو نہیں کہہ سکتی تھیں نا کہ بالکل ٹھیک ہیں۔

"تو اماں ڈاکٹر کو دِکھانا۔ "

"اے میرے چندا اتنی بھاری بھاری فیس لیتے ہیں یہ ڈاکٹر، کہاں سے لاؤں اتنے پیسے؟" ہائے سدا کی ناشکری عورت۔

"تُو فکر نا کر اماں، میں آرہا ہوں دو ہفتے بعد، پھر اچھی طرح تیرا چیک اپ کروا دوں گا۔"

"ہیں ہیں، کیا مطلب؟"ان کے تو مانو چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔

"ہاں میرے صاحب نے چھٹی دے دی، اتنا عرصہ ہو گیا تم لوگوں سے ملے تو سوچا پاکستان آجاؤں عید پر۔"وہ خوشی خوشی اپنے آنے کی اطلاع دینے لگا۔

"ہاں ہاں پاکستان آجا، مطلب اب جب میرے آرام کے دن آئے تو تُو پاکستان آجا، ہائے ہائے علیمہ بی بی (وہ خود سے مخاطب تھیں) تمہاری زندگی میں آرام کہاں، ابھی بڑی بیٹیوں کے بوجھ سے سُبقدوش ہوئی تو سوچا تھا کہ کچھ اب زندگی میں میں بھی آرام کروں

گی، لیکن نہیں بھئی میرا خیال ہے ہی کیسے ؟! ابھی سے تھک گیا تُو، بھول گیا میں نے کتنی مشکلوں سے پالا ہے تم لوگوں کو، تمہارا باپ تو پتا نہیں کہاں مر کھپ گیا، میں نا پالتی تو پڑے ہوتے آج کہیں اور تم نا اٹھا سکے بوجھ ہمارا، ابھی سے دامن چھڑا لیا۔"

سفیان کو صدمہ ہوا، یعنٰی اس کی قربانیاں کسی گنتی میں آتی ہی نہیں تھیں، وہ صرف ملنے آنا چاہتا تھا اور یہاں تو ایک طوفان برپا ہو گیا تھا۔۔۔!

"میں نے کب چھڑایا دامن، وہاں آؤں گا تو بھی کماؤں گا، اُٹھا لوں گا سب کا بوجھ، کب تک رہوں یہاں اکیلا، میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میری بھی فیملی ہو، میں بھی شادی کرنا چاہتا ہوں، میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میرے بھی بیوی بچے ہوں اور میں بھی ایک خوشحال زندگی گزاروں، کیا میں اپنے لئے کچھ نہیں سوچ سکتا؟ کیا میرا زندگی پر کوئی حق نہیں۔"

وہ طیش میں آکر جانے کیا کچھ کہہ گیا حالانکہ نا تو وہ ہمیشہ کے لئے واپس جا رہا تھا اور نا ہی شادی کا کوئی ارادہ رکھتا تھا۔

"یعنٰی اب ماں بہنوں سے اُکتا گیا ہے، ہم بوجھ بن گئے نا تیرے پر، شادی کرنی ہے تُو نے، شادی کر کے کیا نہال کر لے گا، اب بھی عرصہ عرصہ فون نہیں کرتا، شادی کر کے تو

بالکل کنارے لگادے گا ہمیں، بھوکا مریں گے ہم، میری تو جیسے تیسے گزر گئی لیکن چھوٹے بہن بھائیوں کا تو سوچ لیتا، لیکن نہیں تُو تو ہے ہی خود غرض۔"کون جانتا ہے کہ اتنے بڑے سے گھر میں رہنے والی عورت اتنی کم ظرف ہے۔

سفیان کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے، اُسے لگا اس کی زبان اب ہِل نہیں سکے گی۔۔۔!

"بس کر اماں اور کیا کرے بھائی ہمارے لئے، اپنے کھیلنے کھودنے کے دن سے لے کر اب تک تو اس نے ہمیں سنبھالا ہے، اپنا بچپن تک قربان کر دیا، پھر بھی تجھے وہ خود غرض لگتا ہے، مانگا ہی کیا ہے اس نے صرف شادی ہی کرنا چاہتا ہے، سب نے بھی تو کر لی اور ویسے کون پوچھتا ہے ہمیں، بھائی نے جتنا کیا ہے اسکا تو ۵ فیصد بھی کسی نے نہیں کیا ہمارے لئے، تیرا دل نہیں کانپتا اُسے باتیں سناتے ہوئے۔"ماہم اتنی دیر سے کھڑی سن رہی تھی آخر پھٹ پڑی، روتے ہوئے جو دل میں آیا کہہ دیا۔

"بس زیادہ زبان چل رہی ہے تیری، ابھی جوتا اُٹھاؤں گی تو پورے گھر میں بھاگے گی۔"

"میں ہمیشہ کے لئے نہیں آرہا تھا اماں، صرف ملنے کے لئے آرہا تھا، واپس لوٹ آتا یہاں، نہیں کرنی تھی شادی، بس دیکھنا چاہتا تھا کہ تیرے دل میں میرے لئے کتنا زہر ہے، تیری باتیں سُننے کے بعداب تو کبھی نہیں آؤں گا کبھی بھی نہیں، آئے گی تو میرے مرنے کی خبر، اور ایک بات، ماہم اور زین آگے پڑھنا چاہیں اور تُو نے روکا اور اگران کی مرضی کے بغیر شادی کی اور مجھے یہ بات پتا چلی تو ایک ڈھیلا نہیں بھیجوں گا، وہ پڑھنا چاہتے ہیں تو انہیں پڑھنے دے اگر نہیں تو پھر جو چاہے کرنا، جہیز سے لے کر خرچ تک کچھ نہیں بھیجوں گا، پھر مجھ سے شکایت نا کرنا میں تو ہوں ہی خود غرض نا۔"

اُس نے کہہ کر اگلے ہی لمحے فون بند کر دیا۔۔۔!

"ارے کرم جلی تُو نے ہی بولا ہے نا آگے پڑھنے کا، تُو نے ہی یہ خلافات ڈالی ہیں نا اسکے ذہن میں، جب میں نے منع کر دیا تھا تو بات سمجھ نہیں آتی تیرے؟" فون بند ہوتے ہی چاندبی بی جاہلوں کی طرح ماہم پر چڑ گئی تھیں۔

"ہاں تو کیوں نا بولوں، بھائی کے علاوہ سنتا کون ہے میری، وہی خرچ اُٹھاتا ہے نا تو جب اسے کوئی مسئلہ نہیں تو تُو کیوں روکتی ہے؟ میں نے پڑھنا ہے اور میں پڑھوں گی آگے، کوئی روک کر دِکھائے مجھے اب۔" وہ کہہ کر دروازہ زور سے بند کرتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

نیچے دیر تک چاندبی بی کی برا بھلا کہنے اور چیخنے چلانے کی آوازیں گونجتی رہیں۔۔۔!

****

وہ فون بند کر کے کافی دیر تک اسے گھورتا رہا، اسکا اندر تک زہر خند ہو رہا تھا، پھر وہ اُٹھا اور موبائل دیوار پر لگے شیشے پر دے مارا، شیشہ زوردار آواز سے کئی ٹکڑوں میں بٹ کر زمین پر بکھر گیا، ایک دم سنّاٹا چھا گیا، موت کے بعد والا وحشت ناک سناٹا، وہ وہیں بیڈ سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھتا چلا گیا، اس کے کانوں میں ماں کے لفظوں کی بازگشت تھمتی ہی نا تھی، کبھی دیکھا ہے ایک بہت مضبوط مرد کو روتے ہوئے، دیکھو تو سہی مرد روتا ہے تو وہ اذیت کی کس انتہا پر ہوتا ہے، غلط کہتے ہیں کہ مرد روتا نہیں، مرد روتا ہے اور ایسا روتا ہے کہ دیکھنے والے کا دل منہ کو آجائے، اتنا کرب میں روتا ہے کہ دل پھٹ جائے، جھوٹ کہتے ہیں کہ مرد کو درد نہیں ہوتا، وہ رو رہا تھا، چھوٹے بچے کی طرح، ٹوٹ کر، بکھر کر اور اذیت یہ کہ

سمیٹنے کے لئے کوئی ذی نفس تک موجود نا تھا، وہ حساب کرتا رہا گزرے ماہ و سال کا، کیا کھویا، کیا ہاتھ آیا، کیا پا کر کھو دیا، کیا چوکھٹ سے پلٹ گیا، اس کے آس پاس والے کہاں ہیں اور وہ خود کہاں ہے، اُس نے کیا کیا خود کے ساتھ، کہاں غلطی ہوئی، کس چیز کی سزا ہے، اس کے حق میں بہتر کیا چیز تھی، کہاں وہ زندگی کو نا سمجھ سکا، بھلا ماں اپنی اولاد کو اتنا کچھ کیسے کہہ سکتی ہے، بھلا اس نے زندگی کس کے لئے گزار دی، اپنے لئے کیا کیا، کوئی صلہ ملا یا نہیں، سارے حساب کتاب کے بعد ایک ہی چیز اس کی سمجھ میں آئی تھی کہ وہ اپنی کہانی کا واحد کردار ہے جو سب کو بنانے میں خود سراسر خسارے میں رہا۔۔۔!

وہ پورا دن پوری رات کمرے میں اندھیرا کر کے بیٹھا رہا، روتا رہا، اپنے حال سے بے خبر، ناجانے رات کے کس پہر کہیں جا کر اسکی آنکھ لگی۔۔۔!

صحیح کہتے ہیں کہ نیند تو کانٹوں کے بستر پر بھی آ ہی جاتی ہے۔۔۔!

صبح جب آنکھ کھلی تو وال کلاک پر نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹک گیا، گھڑی دن کے تین بجے کا وقت بتا رہی تھی۔۔۔!

رات موبائل ٹوٹنے کی وجہ سے صبح الارم بھی نا بج سکا،اس لئے وہ اب تک بیٹھا سوتا رہا، نیند بھی کیا خوب چیز ہے، ہر غم سے آزاد کر دیتی ہے، آنکھ کھلتے ہی پھر کل کا منظر آنکھوں کے سامنے لہرا گیا تھا، کافی دیر تک مستقل رونے سے آنکھوں کے پپوٹے سوجے ہوئے تھے اور آنکھیں ایسی ہو رہی تھیں جیسے خون اُتر آیا ہو اور کمر، کمر بیٹھے بیٹھے تختہ ہو گئی تھی وہ اپنا ٹوٹا بکھرا وجود سمیٹ کر پلنگ کے سہارے اُٹھنے لگا تو کمر کی تکلیف سے بے ساختہ آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔!

شوروم کی تو چھٹی ہو گئی تھی تو اب وہ صائم صاحب کے گھر جانے کے لئے تیار ہونے لگا، ابھی چونکہ وقت تھا تو پہلے اُس نے اپنا حلیہ درست کیا، پھر کل گزرنے والے طوفان کے نشانات مٹائے، کمرہ درست کیا پھر سڑک پر نکل آیا۔۔۔۔!

کل ناشتے کے بعد اس نے کچھ نہیں کھایا تھا اور ابھی بھی خالی پیٹ شہر کی سڑکیں چھان رہا تھا، آج پھر یہ شہر اسے اجنبی لگنے لگا، یوں محسوس ہوتا تھا گویا اس شہر کی سڑکیں اس گمشدہ مسافر کو دیکھ کر سرگوشیاں کر رہی ہوں، ہر گزرتا موڑ جیسے منہ موڑے ہنس رہا ہو، اجنبی شہر کی ہر چیز جیسے تماش بین بن گئی تھی اور وہ خود تماشہ۔۔۔۔!

وقت ہوا تو اس نے رُخ صائم کی گھر کی طرف کر لیا۔۔۔!

وہ گیٹ کے اندر داخل ہوا تو گاڑی کے پاس کھڑے صائم کو ارحام سے بات کرتے پایا۔۔!

"لو وہ آگیا۔" صائم کی اس پر نظر پڑی تو اشارہ کر کے ارحام کو بتانے لگا۔

"کدھر تھے تم یار اور تمہارا فون کیوں آف تھا، میں اور صائم کب سے تمہیں فون کر رہے ہیں، اور آج شوروم پر بھی نہیں آئے اور ابھی ایک گھنٹہ پہلے تمہارے گھر سے ہو کر آرہا ہوں وہاں بھی نہیں تھے، کہاں تھے تم؟" ارحام نے اسکی طرف بڑھ کر جلدی سے گلے لگایا تھا اور مسلسل فکرمندی سے بولے جا رہا تھا، صائم بھی ان کے پاس پیچھے ہی کھڑا تھا۔

سفیان کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں، گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا، کئی آنسو اندر اُنڈیل کر جب وہ بولا تو انداز نارمل تھا۔۔۔!

"میرا موبائل ٹوٹ گیا رات، اس لئے بند ہے اور الارم ہی نہیں بجا صبح تو اٹھ نہیں سکا اس لئے شوروم نہیں آیا۔" وہ چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے کہنے لگا۔

"اور گھر پر بھی نہیں تھے؟" ارحام اب اس سے الگ ہو کر سامنے کھڑا کہنے لگا، جیسے صائم اور ارحام ساتھ ساتھ کھڑے تھے، صائم دونوں کی گفتگو سُن کر مسکرا رہا تھا۔

جب ارحام سفیان کو ڈھونڈتا صائم کے پاس آیا تھا تو واقعی وہ خود بھی پریشان ہو گیا تھا۔۔۔!

"بھوک لگ رہی تھی اس لئے جلدی نکل گیا پھر ڈائریکٹ یہیں آیا ہوں گھر نہیں گیا۔"

صائم کے سامنے ارحام کے ایسے سوال جواب پر وہ جھینپ گیا تھا۔

"اور آنکھیں کیوں سوج رہی ہیں؟"ارحام کے لئے سفیان ابھی بھی وہی چھوٹا سا بچہ تھا، اس لئے وہ اب بھی اس کے لئے ایسے ہی فکر مند ہوتا تھا۔

آنکھیں اب قدرے بہتر تھیں لیکن کنارے ابھی بھی سُرخ ہو رہے تھے،اور پپوٹوں کی سوجن ابھی بھی ویسی ہی تھی۔۔۔!

"یار آج کافی دیر سو گیا اس لئے، تمہیں پتا تو ہے کہ مجھے عادت نہیں ہے اتنی دیر سونے کی۔"سفیان اب اس تفتیش کو جلد از جلد پیک کرنا چاہتا تھا۔

"دیر تک سوتے رہے ہو یا روتے رہے ہو؟"وہ اب بھی مشکوک نظروں سے اسے گھور رہا تھا، صائم کی بھی مسکراہٹ سمٹی۔

"بس کر دو ارحام میں بھلا کیوں روؤں گا؟"زبردستی کی مسکراہٹ سجائے وہ چبا چبا کر بولا۔

ارحام نے کندھے اچکا دیئے جیسے کہہ رہا ہو کہ "مجھے کیا پتا کہ کیوں روئے۔"

"اچھا سیفی فری ہو جاؤ تو آ جانا، باہر چلیں گے۔" وہ اسے پھر گلے لگائے کہنے لگا۔

سفیان نے بس ہاں میں گردن ہلا دی۔۔۔!

"آپ سے مل کر بھی اچھا لگا صائم، سفیان آپ کی بہت تعریف کرتا ہے، آپ واقعی بہت اچھے انسان ہیں۔" وہ صائم سے مصافحہ کرتے کھلے دل سے کہنے لگا۔

"مجھے بھی تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی، خاص طور پر تمہاری سیفی کے لئے فکر دیکھ کر، سیفی تم بہت لکی ہو دوست کے معاملے میں۔" وہ اب مسکرا کر ارحام کے بعد سفیان سے مخاطب تھے اور ارحام کے بعد وہ بھی اسے سیفی ہی کہنے لگے۔

"جی صائم بھائی۔" وہ مسکرا دیا، وہ صرف دوستی کے معاملے میں ہی خوش قسمت ثابت ہوا تھا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں، رات کو ملاقات ہو گی۔"

ارحام دونوں سے مل کر چلا گیا تو سفیان صائم کے ساتھ اندر آ گیا۔۔۔!

"سفیان کل اگر زیادہ مصروف نا ہو تو میرا ایک کام کر دو گے ؟" اس کی عادت تھی حکم نہیں کرتا تھا، درخواست کرتا تھا۔

"جی جی صائم بھائی آپ بولیں. " صائم کچھ کہتا اور سفیان انکار کر دیتا، ایسا تو ممکن نہیں تھا.

"کل میری کزن آرہی ہیں رومیسہ، ملائیشیا سے، 4 بجے کی فلائٹ ہے، تم انہیں پک کر لو گے ؟ "

"جی بھائی میں چلا جاؤں گا، لیکن پہچانوں گا کیسے ؟" وہ پہلے کبھی کسی کو لینے نہیں گیا تھا، بلکہ گزرے دس بارہ سالوں میں اس نے تو دوبارہ ائیر پورٹ کی شکل نہیں دیکھی تھی۔

"تم بس کارڈ لے کر چلے جانا وہ خود ہی آجائے گی اور میں تصویر بھی دِکھا دوں گا تمہیں۔ "

"جی ٹھیک ہے صائم بھائی میں چلا جاؤں گا۔ "

****

وہ تین بجے ہی ائیر پورٹ پہنچ گیا تھا، وہیں بیٹھ کر رومیسہ کا ویٹ کرنے لگا، اسے یاد آیا جب وہ آخری بار یہاں آیا تھا، جب وہ دبئی آیا تھا تو خاصہ ڈرپوک تھا، اسے یہاں ہر چیز مشکوک

لگتی تھی اور اسے لگتا تھا کہ یہاں ہر کوئی اسے مشکوک نظروں سے ہی دیکھ رہا ہے، پھر آہستہ آہستہ اسے یقین ہو گیا کہ یہاں تو اسے کوئی دیکھ ہی نہیں رہا، بلکہ یہاں کوئی کسی کو نہیں دیکھتا سب اپنی زندگی میں مگن رہتے ہیں، جب وہ آیا تھا تو حواس باختہ تھا، نہیں جانتا تھا کہ اسے کب کیا کرنا ہے اور اب، اب وہ یکسر بدل گیا تھا، خاصہ پُر اعتماد ہو گیا تھا، بشیر بابا زندہ ہوتے تو وہ انہیں بتاتا کہ اس شہر، اس ملک، اس جگہ اور اس سفر نے اسے کیا سے کیا کر دیا ہے، لیکن قسمت شہروں اور جگہوں کے ساتھ نہیں بدلتی، جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے، چاہے آپ دنیا کے کسی کونے میں بھی چھپ جائیں، اپنے حصّے کی خوشی ہو یا غم، مسرت ہو یا اذیت ہر شخص نے خود ہی جھیلنی ہوتی ہے۔۔۔!

"آپ غالباً سفیان ہیں، میں 15 منٹ سے آپ کو ڈھونڈ رہی ہوں۔ "

وہ سوچوں میں ایسا غرق تھا کہ آس پاس کا ہوش ہی نہیں رہا، وقت کا اندازہ ہی نا ہوا۔۔۔!

"معذرت، آپ رومیسہ خانم ہیں؟" وہ پھولے پھولے گالوں والی لڑکی سے مخاطب تھا، جس کا چہرہ سرخ اسکارف میں لپٹا دمک رہا تھا۔

"جی میں ہی ہوں رومیسہ خانم، صائم کی کزن۔" کالی بڑی آنکھیں اور تراشے ہوئے ہونٹ چہرے پر نمایاں تھے، وہ دِکھنے میں بلا کی معصوم تھی۔

"جی میں آپ ہی کو لینے آیا ہوں، صائم بھائی نے بھیجا ہے مجھے، چلیں؟" وہ سامان لے کر آگے بڑھنے لگا، یہاں آنے کے بعد پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ کسی چہرے پر لمحے سے زیادہ نظر ٹِکی ہو۔

"جی چلیں۔" وہ بھی اس کی پیروی میں چلنے لگی۔

ڈھیلی ڈھالی پیروں کو چھوتی فراک پر اسکارف پہنے وہ پیاری لگ رہی تھی۔۔۔!

گاڑی کے پاس پہنچ کر وہ پچھلا دروازہ کھولنے لگا تو وہ پہلے ہی آگے بیٹھ گئی، سفیان پہلے تو جھجکا پھر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا، بالآخر گاڑی تو اسی نے چلانی تھی نا۔۔۔!

"کب سے ہیں آپ یہاں؟" وہ تیزی سے پیچھے کو جاتی سڑک کو دیکھے پوچھ رہی تھی۔

"جی؟" وہ پھر کسی سوچ میں غرق تھا، تین دن سے وہ اپنے حواسوں میں نہیں آسکا تھا۔

"میں نے پوچھا آپ دبئی میں کب سے ہیں؟" وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتی اپنا سوال دہرانے لگی۔

"دس بارہ سال سے۔" سفیان اب اس کے نظروں سے جُز بُز ہونے لگا تھا، لیکن بظاہر سنجیدگی سے ڈرائیو کرتا رہا۔

"اچھا اور صائم کو کب سے جانتے ہیں؟" وہ پھر سے ونڈ اسکرین کے باہر دیکھنے لگی۔

"چھ مہینے سے۔" وہ زیادہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا، خاص طور پر لڑکیوں سے تو وہ دور بھاگتا تھا اس وقت بھی وہ بادل نخواستہ ہی جواب دے رہا تھا۔

"کافی جلدی بھروسہ کر لیتے ہیں صائم۔"

سفیان خاموش ہی رہا، اے سی کے باوجود اسکے ماتھے پر پسینے کے چند قطرے نمودار ہوئے، اسے رومیسہ کی موجودگی سے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔!

"اس سے پہلے کہاں کام کرتے تھے آپ۔" اس لڑکی کو چپ رہنا نہیں آتا تھا۔

"میں کار مکینک ہوں۔" سفیان نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔

"اچھا اس کا تو بہت اسکوپ ہے یہاں، پھر ڈرائیونگ کیوں کر رہے ہیں؟" وہ اب پھر چہرہ گھمائے اسے دیکھنے لگی۔

دو تین بار گاڑی لگتے لگتے بچی۔۔۔!

"پارٹ ٹائم جاب کرتا ہوں صائم بھائی کے پاس۔" وہ پہلے ہی ڈسٹرب تھا، اب ان سوالوں سے مزید اس کا دھیان بھٹک رہا تھا۔

"اچھا، فیملی کہاں ہوتی ہے؟"

"گھر آگیا۔" اس نے ٹرن لے کر گاڑی ایک گیٹ کے سامنے روک کر ہارن بجایا تو گیٹ اندر کی طرف کھل گیا، وہ گاڑی اندر پورچ میں لے آیا، صائم باہر ہی آتا دِکھائی دے رہا تھا۔

اُس نے گاڑی روک کر رومیسہ کی طرف کا دروازہ کھولا تب تک صائم بھی ان تک پہنچ گیا۔۔۔!

"اسلام و علیکم صائم۔" اُس نے اسی کِھلی کِھلی مسکراہٹ سے سلام کیا، ملازم گاڑی سے سامان نکالنے لگا۔

"وعلیکم السلام، بھئی کیسی رہی فلائٹ رومیسہ اور سفیان کو ڈھونڈنے میں مشکل تو نہیں ہوئی۔"

"نہیں صائم کوئی مشکل نہیں ہوئی،اور فلائٹ بھی اچھی رہی۔"اس کے ہونٹوں سے مسکراہٹ جدا ہی نا ہوتی تھی۔

"صائم بھائی بچے جائیں گے ؟"اسے وہاں اپنی موجودگی اضافی لگ رہی تھی۔

"نہیں سیفی آج بچے نہیں جائیں گے۔"وہی پیارا لہجہ،سفیان کی ساری سرد مہری ہوا ہو جاتی تھی۔

"پھر میں جاؤں صائم بھائی، کوئی اور کام؟ "

"نہیں بس اور کوئی کام نہیں ہے اینڈ تھینکس تم میرے کہنے پر آج رومیسہ کو لینے چلے گئے حالانکہ یہ کام تمہارا نہیں ہے،اب دھیان سے جانا۔"

"نہیں صائم بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے،آپ شرمندہ نا کریں،میں چلتا ہوں۔"

"اچھا پھر کل ملتے ہیں۔"

"صائم آپ کا ڈرائیور اچھی ڈرائیو کرتا ہے۔" رومیسہ نے مداخلت کی۔

سفیان کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ مذاق کر رہی ہے یا طنز۔۔۔!

"یہ چھوٹے بھائیوں جیسا ہے میرے لئے میں اسے ڈرائیور نہیں سمجھتا۔" اس کی آنکھیں بتاتی تھیں کہ وہ دل سے کہتا ہے۔

سفیان بس مسکرا کر مڑ گیا تو وہ دونوں بھی اندر چلے گئے۔۔۔!

آج پھر وہ دو سال بعد اسنو پی آئیلینڈ پر ہی آ گئے تھے، ناجانے کیوں بات کرنے کے لئے یا پوچھنے کے لئے یا اُداسی دور کرنے کے لئے وہ ساحلِ سمندر کا ہی رُخ کرتے تھے۔۔۔!

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ کل ملیں گے، پھر تم کل کیوں نہیں آئے؟" ارحام اس کی طرف دیکھے پوچھنے لگا۔

"کل مصروف تھا، بچے دیر سے فارغ ہوئے تھے؟" وہ صفائی سے جھوٹ بول گیا، اس کی عادت تھی کہ جھوٹ بولتے وقت وہ ارحام کو نہیں دیکھا کرتا تھا۔

وہ دونوں ٹھنڈی نم ریت پر، جینز کے پائینچے چڑھائے بیٹھے تھے، آج چاند کٹا ہوا تھا، واپسی کا سفر طے کر رہا تھا۔۔۔!

"اور آج کیسے جلدی فارغ ہو گئے؟" ارحام پتھر چن کر پانی میں مارنے لگا۔

"صائم بھائی کی کزن کو لینے گیا تھا, اُسے گھر چھوڑ کر آ گیا، بچوں نے آج نہیں جانا تھا۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بتانے لگا، اس کی آنکھوں کے سامنے رومیسہ کا سراپا ایک بار پھر گھوم گیا تھا۔

"کیا بہت پیاری ہے؟" پہلے تو ارحام اسے دیکھتا رہا پھر شرارتی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے پوچھ لیا۔

"ہاں۔" بے خیالی میں بول بیٹھا تھا۔ "مطلب ہاں تو، تو تم کیوں پوچھ رہے ہو۔" وہ اپنی ہاں پر خود ہی بوکھلا گیا، اوپر سے ارحام کی نظریں اسے پانی پانی کرنے کے لئے کافی تھیں۔

"نہیں بس ایسے ہی۔" ارحام نے مسکراہٹ دبا کر چہرہ سمندر کی طرف کر لیا۔

"ارحام ایسی بات نہیں ہے۔" وہ جانتا تھا کہ اب ارحام کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔

"کیا، میں نے تو کچھ نہیں بولا۔" وہ ناسمجھی سے کندھے اچکائے الٹا اسی سے پوچھنے لگا۔

"کچھ نہیں بولا، لیکن میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کیا سوچ رہے ہو، لیکن ایسا کچھ نہیں ہے، تم نے پوچھا کہ وہ پیاری ہے تو میں نے ہاں کہہ دیا، کیونکہ وہ واقعی پیاری ہے اور وہ صائم بھائی کی کزن ہے، میں ایسا کچھ سوچ بھی نہیں سکتا وہ صاحب کی مہمان ہے اور میرے لئے قابلِ عزت ہے۔" وہ سنجیدگی سے کہتا رُخ موڑ گیا۔

"اچھا اچھا میرے نیک پروانے۔"

"نیک پروانے؟" سفیان سوالیہ ابرو اٹھائے اسے دیکھنے لگا۔

"اب نیک پروین کہہ کر تمہارا جینڈر تو چینج نہیں کر سکتا تھا نا یار سمجھا کرو۔" ارحام آنکھ مار کر اسے چھیڑنے لگا۔

سفیان سر جھٹک کر مسکرا دیا، کتنی آسودہ تھی اسکی مسکراہٹ۔۔۔!

"تم نے موبائل لیا؟" ارحام کو خیال آیا۔

"نہیں ٹائم نہیں ملا۔"

"ویسے ٹوٹا کیسے؟"

"ہاتھ سے گر گیا تھا۔"اس کی آنکھوں کے سامنے تین دن پرانا واقعہ گھوم گیا۔

"میں صائم کے گھر سے واپسی پر دوبارہ تمہارے اپارٹمنٹ گیا تھا، اگر تمہیں یاد ہو تو ایک چابی میرے پاس بھی ہوتی ہے، موبائل کی جو حالت میں نے دیکھی وہ صرف گرنے سے نہیں ہوتی، اور تمہارے کمرے میں لگا شیشہ وہ کہاں گیا؟ کیا وہ بھی گر کر ٹوٹ گیا؟"

ارحام اب سیدھا مدعے پر آ گیا۔

سفیان خاموش رہا۔۔۔!

"سیفی اب تم مجھ سے بھی شئیر نہیں کرو گے؟"ارحام کو دکھ ہوا۔

"ایسا کچھ ہے نہیں جو بتاؤں۔"اس کے لئے تو سب ختم ہو گیا تھا۔

"کچھ تو ہوا ہے، کس بات پر اتنا غصّہ تھا؟ میں نے تمہیں کبھی اتنے غصّے میں نہیں دیکھا کہ تم چیزیں توڑ کر غصّہ اُتارو۔"ارحام اب اسے آڑے ہاتھوں لینے لگا۔

وہ خاموش رہا۔۔۔!

"سیفی تم تو خوش تھے، پاکستان جا رہے تھے اتنے سالوں بعد، پھر کیا ہوا؟"

"نہیں جارہامیں پاکستان۔" وہ ایسے کھلاڑی کی طرح مایوس بیٹھا تھا جس کے نصیب میں شکست لکھ دی گئی ہو۔

"کیوں نہیں جا رہے؟" اسے جھٹکا لگا۔

اور پھر سفیان ایک ایک بات لفظ بالفظ اسے بتاتا گیا، ناجانے کیوں، اسکے ہر غم، ہر دکھ، ہر اذیت کا گواہ پانی ہی ہوتا تھا۔۔۔!

ارحام سب سننے کے بعد شاک کے عالم میں کافی دیر سن بیٹھا رہا، یہ جو سامنے بیٹھا شخص ہے جسے ارحام ہمیشہ بچہ ہی سمجھتا رہا، اس میں کتنا صبر ہے، کوئی آلہ ہوتا تو وہ ماپتا کہ اس شخص میں کتنی برداشت ہے، کیسے کوئی اتنا سہہ سکتا ہے؟ وہ کیسے کرتا تھا یہ، وہ رو دھو کر اگلے دن کیسے معمول کے کام کرلیتا تھا، وہ مسلسل دل دکھانے والے لوگوں سے منہ کیوں نہیں پھیر لیتا تھا، وہ پھر بھی ان کا خیال کیوں رکھتا تھا؟

"سیفی گھر چلتے ہیں۔" ارحام خاموش بیٹھے رہنے کے بعد اُٹھ گیا، اس کے پاس کہنے کو لفظ نہیں تھے، اور تسلّی وہ دینا نہیں چاہتا تھا، کیوں کہ سفیان تسلّی کے مرحلے سے کافی آگے نکل گیا تھا۔

"ارحام جلد وہ دن آئے گا میری زندگی کا سورج ڈوبے گا لیکن اس چاند جیسی چمکتی کوئی چیز نہیں اُبھرے گی، روشنی کا ہر در بند ہو جوئے گا، صرف تاریکی کا راج ہو گا۔" وہ کہہ کر ارحام سے پہلے ہی آگے بڑھ گیا۔

ارحام بس دکھ سے اسے دیکھے گیا۔۔۔!

****

وہ گاڑی میں بیٹھے بچوں کا انتظار کر رہا تھا، جب امل اور ہادی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئے، ان کے بیٹھتے ہی وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔۔۔!

"رُکیں سفیان بھائی۔" دونوں نے یک زبان ہو کر کہا اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا؟" وہ بیک ویو مرر سے دونوں کو دیکھتا پوچھنے لگا۔

"سفیان بھائی آج ہم اور لالا بابا کو سرپرائز دینے بابا کے آفس جائیں گے، آج کو چنگ کی چھٹی، پلیز آپ ہمیں چھوڑ دیں گے ناوہاں۔" ہادی چہک کر فرمائش کر رہا تھا۔

"لالا کون؟"

"میں اور کون۔" رومیسہ فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔

سفیان نے رُخ موڑ لیا، وہ اس لڑکی کو زیادہ دیر نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔!

"سلام، چطوری؟" آج اس نے کھلتے ہوئے پیلے رنگ کی لمبی فراک پر کالے رنگ پر بنے بڑے بڑے نارنجی پھولوں والا اسکارف پہنا ہوا تھا، وہ کسی کو بھی اپنے سحر میں لینے کا ہنر رکھتی تھی۔

"جی؟" سفیان نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھ کر پوچھا اور پھر فوراً ہی نظریں ہٹا لیں۔

"تمہیں فارسی نہیں آتی؟" اسکے پھولے پھولے گال سرخ ہو رہے تھے، اور اس کے ہونٹوں پر وہی گہری مسکراہٹ بکھری تھی۔

"نہیں۔" وہ ایک لفظی جواب دے کر گاڑی گیٹ سے باہر لے آیا۔

"میں نے پوچھا کیسے ہو؟" وہ ہمیشہ اتنی فریش جانے کیسے ہوتی تھی۔

"اچھا۔" سفیان نے سوچا کیا اس لڑکی کو کوئی غم نہیں؟

"اچھا کیا، بتاؤ کیسے ہو؟"

Visit us at. http://novelhinovel.com

NOVEL HI NOVEL

"ٹھیک ہوں۔"

"تم نے بتایا ہی نہیں اپنی فیملی کا۔"

بچے کھیل میں مصروف ہو گئے تھے اور رومیسہ کے سوالوں کا سلسلہ پھر سے شروع ہو گیا۔۔۔!

"میں ہر اجنبی سے اپنی لائف ڈسکس نہیں کرتا۔"سفیان اسے قطعی انداز میں خاموش کروانا چاہتا تھا۔

"اوہ اچھا۔"اسے اسکا انداز اچھا لگا۔

"صائم کافی تعریف کرتے ہیں تمہاری۔"اس کے پاس کرنے کو بہت سی باتیں تھیں۔

وہ پھر خاموش رہا، احتیاط سے ڈرائیو کرتا رہا۔۔!

"کیا تمہیں میں اچھی نہیں لگتی؟"وہ معصومیت اور اداسی سے پوچھ رہی تھی۔

سفیان نے ایک جھٹکے سے گاڑی روک دی اور پھر خاصی ناپسندیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔!

"کیا مطلب ہے آپ کی اس بات کا؟" وہ سرد مہری سے اس سے پوچھ رہا تھا، بچوں نے بھی رک کرا نہیں دیکھا۔

"تم سیدھے منہ مجھ سے بات نہیں کرتے تو مجھے لگا کہ شاید تم مجھے پسند نہیں کرتے اس لئے پوچھ لیا۔" اس کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی تھی، سفیان نے فوراً منہ پھیر لیا۔

"میں آپ کو پسند یا ناپسند کیوں کروں گا؟ مجھے زیادہ بات کرنے کی عادت ہے اور نا ہی شوق، میں خاموش رہنا اور اپنے کام سے کام رکھنا پسند کرتا ہوں۔" وہ خاصی تلخی سے کہہ گیا۔

اس نے گاڑی اسٹارٹ کر دی تو رومیسہ مارے شرمندگی کے چہرہ کھڑکی کی طرف کر کے بیٹھ گئی، کنکھیوں سے سفیان نے دیکھا کہ وہ انگلی کے پورے سے آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کر رہی تھی، بچے پھر اپنے کھیل میں مشغول ہو گئے تھے۔۔۔!

****

"مجھے موبائل لینا ہے۔" وہ شوروم سے کام ختم کر کے نکلے تھے جب سفیان نے کہا۔

"تو لے لو۔"

"چلو موبائل مارکیٹ چل رہے ہیں۔"سفیان اسے اپنا پلین بتا رہا تھا۔

"میں کیوں جاؤں بھئی، خود چلے جاؤ۔"ارحام خاصہ تھکا ہوا تھا۔

"تمہیں یاد ہے ارحام مجھے پہلا موبائل تم نے لے کر دیا تھا۔"(÷سفیان دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے جانے آگے کہاں تک دیکھ رہا تھا، یا شاید پیچھے۔

"یاں تو تب میں نے قسم نہیں کھائی تھی کہ تمہیں ہر موبائل میں ہی لے کر دوں گا۔"

ارحام نے ڈبل شفٹ کی تھی اور اب وہ پکا ہوا بھی تھا۔

"لیکن مجھے ہمیشہ موبائل تم ہی لے کر دیتے ہو، آج بھی تم ہی ساتھ چلو گے۔"

"سیفی تم کب بڑے ہو گے؟"

"اب اور کیا بڑا ہونا اب تو بوڑھا ہونا رہ گیا ہے۔"اس نے ارحام کی بات مذاق میں اُڑا دی۔

"تم بوڑھے ہو کر بھی بچے ہی رہو گے۔"

"بس نا، ایک موبائل پر زیادہ ناسناؤ، اور میری عادت کس نے بگاڑی ہے، میں کب کرتا تھا

موبائل یوز، تم نے ہی سکھایا ہے نا۔"

"اوہ بس بس میرے باپ، رونا ناشروع کر دینا۔" ارحام نے اس کے آگے ہاتھ ہی جوڑ

لئے۔

سفیان ہنس دیا۔۔۔!

دو تین دن معمول کے مطابق گزر گئے، وہ روز جاتا بچوں کو پِک کرتا اور پھر واپس چھوڑ جاتا

لیکن وہ تو جیسے غائب ہی ہو گئی تھی۔۔۔!

نادانستگی میں متلاشی نظروں سے آس پاس دیکھتا اور اسے ناپا کر چلا جاتا۔۔۔!

آج بھی وہ بچوں کو لینے آیا تھا، بچے بیٹھ گئے تو وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔۔۔!

"سیفی رکو۔" صائم گھر سے نکلتا اس کی طرف آتا دِکھائی دے رہا تھا۔

سفیان گاڑی کا دروازہ کھولتا باہر آ گیا۔۔۔!

"جی صائم بھائی۔"

"سفیان اگر تمہیں کوئی مسئلہ نا ہو تو رومیسہ کو بھی لے جاؤ، بچوں کو چھوڑ کر اسے مال لے جانا، اس نے کچھ شاپنگ کرنی ہے اور پھر بعد میں اس کے ساتھ ہی بچوں کو واپس لے آنا، پلیز لے جاؤ سیفی وہ مجھ سے ضد کر رہی ہے، کیونکہ جب سے آئی ہے میں اسے کہیں لے کر نہیں گیا، تم لے جاؤ میں ابھی تھکا ہوا آیا ہوں، بالکل ہمت نہیں جانے کی۔" صائم اتنے ملتجیانہ انداز میں کہہ رہا تھا، وہ واقعی تھکا ہوا لگتا تھا۔

"اوکے صائم بھائی میں لے جاؤں گا۔" وہ بھلا صائم کو کیسے منع کرتا۔

"سلام" رومیسہ دروازہ کھول کر باہر آگئی اور سفیان کو دیکھ کر بس اتنا ہی کہا۔

"وعلیکم السلام۔" نادانستگی میں جسے ڈھونڈتا تھا اسے دیکھتے ہی نظروں جھکالی تھیں۔

"صائم من خودم میرم، بہ کسی زحمت ندھید۔" وہ صائم سے فارسی میں مخاطب تھی، مطلب صائم بھی فارسی جانتا تھا۔

"زحمت کی بات نہیں ہے، سیفی لے جائے گا، میں بس اسی پر اعتبار کرتا ہوں۔" صائم نے اردو میں ہی جواب دینا مناسب سمجھا، تاکہ سفیان اَن کمفرٹیبل نا محسوس کرے۔

"اوکے۔" وہ کہہ کر فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔

سفیان بھی رُخصت لے کر ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔۔۔!

سارا سفر خاموشی سے گزرا، سفیان نے چاہا کہ وہ کوئی بات کرے، لیکن وہ آج جیسے کچھ بھی نا کہنے کے لئے بیٹھی تھی۔۔۔!

وہ بچوں کو کوچنگ چھوڑ کر اگلا موڑ مڑ گیا، رومیسہ خاموش ہی بیٹھی رہی۔۔۔۔!

"کونسے مال جانا ہے آپ نے۔" بالآخر اس نے خود ہی پوچھ لیا۔

"کوئی بھی جو قریب ہو۔" وہ رُخ کھڑکی کی طرف موڑے بیٹھی رہی۔

"اوکے۔"

سفیان کہہ کر خاموش ہو گیا، وہ مزید کوئی بات کر کے اپنی طرف سے کوئی غلط تاثر نہیں دینا چاہتا تھا اُسے اپنی حدود بتا کر وہ خود اپنی حدود نہیں بھول سکتا تھا۔۔۔!

قریب ہی موجود مال کے باہر اُس نے گاڑی روک دی۔۔۔!

"آپ کو جو لینا ہے لے لیں میں پارکنگ میں آپ کا ویٹ کر لوں گا۔۔۔! وہ اسے دیکھے بغیر کہنے لگا۔

"لیکن میں سامان اٹھا کر شاپنگ کیسے کروں گی۔" وہ کوئی نازک دوشیزہ معلوم ہوتی تھی۔

"اوکے آپ انتظار کریں میں گاڑی پارک کر کے آتا ہوں۔" نا چاہتے ہوئے بھی وہ یہی کر سکتا تھا۔

"اوکے۔" وہ کہہ کر گاڑی سے نکل کر مال کے گلاس ڈور کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی، گارڈ نے دروازہ کھولا تو وہ اندر جا کر منتظر سی باہر دیکھنے لگی، کچھ ہی دیر میں سفیان وہاں آ گیا تھا۔

اگلے ایک گھنٹے اس نے دل کھول کر شاپنگ کی اور سفیان اسکا سامان اٹھائے ایک دوکان سے دوسری دوکان میں اس کے پیچھے جاتا رہا۔۔۔!

اُسے، اُسکی ڈریسنگ کو، اُسکے بات کرنے کے انداز کو دیکھ کر کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کی وہ ڈرائیور ہے، ایک خوش شکل، اونچے لمبے قد کا وجیہہ مرد ایک لڑکی کے شامنگ بیگز اٹھائے گھوم رہا تھا، اسکے اشاروں کا منتظر، آج وہ خود کو کسی نوکر کی طرح محسوس کر رہا تھا، آج تک اس نے کسی کام کو چھوٹا بڑا نہیں سمجھا تھا، اس نے محنت کی تھی اور بہت کی تھی،

لیکن ناجانے کیوں آج اسے زندگی میں پہلی بار ہتک کا احساس ہوا تھا اور شدت سے ہوا تھا۔۔۔!

"اگر آپ کی شاپنگ ہو گئی ہو تو مجھے آدھے گھنٹے میں بچوں کو لینے کے لئے جانا ہے۔"

رومیسہ کو اگلی دوکان میں گھستا دیکھ کر وہ کہے بغیر نہیں رہ سکا۔

وہ الٹے پاؤں باہر نکل آئی۔۔۔!

"او کے پھر آدھے گھنٹے میں ایک کافی پی لیں پھر نکلتے ہیں۔" اس کا موڈ فریش اور خوشگوار ہو گیا تھا۔

وہ کہہ کر فوڈ کارٹ کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔!

"آپ پی لیں میں گاڑی میں آپ کا ویٹ کر رہا ہوں۔"

وہ مڑنے لگا تو اس سے پہلے ہی وہ ایڑھیوں کے بل گھوم گئی تھی۔۔۔!

"آپ نہیں پیئیں گے؟"

اسکی آنکھیں لمحے میں بجھی تھیں سفیان آنکھیں چرا گیا۔۔۔!

"نہیں شکریہ، آپ پی لیں۔"

"آپ میری وجہ سے بلاوجہ اتنا خوار ہوئے، ایک کافی تو پلا ہی سکتی ہوں میں آپ کو۔"

"نہیں اسکی کوئی ضرورت نہیں، یہ میری جاب ہے۔" وہ اب مسکرا کر معذرت کرنے لگا۔

"نہیں مجھے لے کر آنا آپ کی جاب کا حصہ نہیں، اور میں اتنی بری لڑکی نہیں ہوں سفیان۔"

اس نے شاید پہلی بار سفیان کا نام لیا تھا یا شاید یہ اسکی آنکھوں میں گھلتی نمی تھی کہ وہ مان گیا۔۔۔!

"اوکے چلیں۔"

وہ لمحے میں چہکی تھی اور فوراً ہی آگے بڑھ گئی۔۔۔!

فوڈ کارٹ میں پہنچ کر وہ میز کے گرد رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی تو سفیان بھی بیگز نیچے رکھ کر اسکے مقابل رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔!

وہ پہلی بار ارحام کے علاوہ کسی اور کے ساتھ اس طرح پبلک پلیس میں بیٹھا تھا اور وہ بھی ایک لڑکی کے ساتھ، اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا بلکہ غلط لگ رہا تھا بہت غلط۔۔۔!

شاید واقعی کچھ غلط تھا یا شاید اس کی زندگی میں سب اتنا غلط ہوا تھا کہ اب اسے ہر چیز ہی غلط لگتی تھی، وہ سوچ میں غرق تھا۔۔۔!

"کونسی کافی منگواؤں آپکے لئے؟" وہ سفیان سے مخاطب تھی۔

وہ چونک گیا۔۔!

"کیپو چینو۔" وہ اور ارحام اکثر کافی میں کیپو چینو ہی لیا کرتے تھے۔

"ایک کیپو چینو اور ایک یسپریسو۔" وہ ویٹر کو آرڈر نوٹ کرواکر اب اسکی طرف متوجہ تھی۔

"اُس دن میرے سوال کا وہ مطلب نہیں تھا جو آپ سمجھے، آئی ایم سوری فار دیٹ۔" وہ ہاتھوں پر نظریں جمائے افسردگی سے کہہ رہی تھی۔

"نہیں آپ کی غلطی نہیں تھی آپ معذرت نا کریں، میری غلطی تھی میں زیادہ بول گیا، مجھے کوئی حق نہیں آپ سے اس طرح بات کرنے کا۔" وہ پہلے ہی شرمندہ تھا، اب اور ہو گیا۔

دونوں کے درمیان سرد دیوار میں دراڑ آگئی تھی۔۔۔!

"آپ ناراض تو نہیں ہیں نا مجھ سے؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی پوچھنے لگی اور سفیان کے لئے سب سے مشکل کام اسکی آنکھوں میں دیکھنا تھا۔

"میں آپ سے کیوں ناراض ہوؤں گا؟ "

"ٹھیک ہے پھر یہ میری طرف سے آپ کے لئے۔" وہ ایک شاپنگ بیگ سفیان کی طرف بڑھاتی کہنے لگی۔

"کس لئے؟" سفیان کو یہ حرکت بالکل پسند نہیں آئی تھی۔

"پسرِ آدم تو خیلی برای من ارزشمندی (ابنِ آدم تم میرے لئے بہت قیمتی ہو)۔"

"جی؟" وہ اردو جانتا تھا، انگلش جانتا تھا، عربی بھی جانتا تھا لیکن فارسی، فارسی سے کبھی اسکا پالا نہیں پڑا تھا۔

"ایک دوست سمجھ کر رکھ لیں مجھے خوشی ہوگی،تا این حال من بہ شمابیش از یک دوست فکر می کنم (حالانکہ میں آپ کو دوست سے زیادہ سمجھتی ہوں)"

اسکے چہرے پر ایک پُراسرار مسکراہٹ تھی، جسکے معنٰی کم از کم ہمارے سفیان کی سمجھ سے باہر تھے۔۔۔!

باریستا نے دونوں کے سامنے کافی کے ڈسپوزبل مگ رکھ دیئے۔۔۔!

"میرا خیال ہے ہمیں چلنا چاہیئے۔" وہ ناگواری سے کہتا اپنی کافی کا بِل دیتا اٹھ کر بیگز اٹھانے لگا۔"اور مجھے لڑکیوں سے دوستی کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے" وہ ایک ہاتھ میں سامان اور دوسرے میں کافی کا مگ لئے باہر کی طرف چلا گیا۔

وہ دور تک افسردہ سی بیٹھی اسے جاتے دیکھتی رہی،وہ جو چاہتی تھی نہیں ہوا تھا۔۔۔!

وہ جب تک باہر آئی سفیان پارکنگ سے گاڑی نکال کر عین مال کے دروازے کے سامنے لے آیا تھا،وہ خاموشی سے فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔۔۔!

سفیان وقفے وقفے سے کافی کے گھونٹ لیتا، اُسے یکسر نظر انداز کرتا گاڑی چلاتا رہا، وہ محسوس کر رہا تھا جیسے وہ بار بار کچھ کہنے کے لئے لب کھولتی اور چپ ہو جاتی، یہ بھی سفیان غنیمت جان رہا تھا کہ وہ چپ ہے۔۔۔!

"آپ کو میری ہر بات اتنی بری کیوں لگتی ہے۔" وہ آخر کار بول ہی بیٹھی تھی، اسکی آواز میں نمی صاف محسوس ہوتی تھی۔

"دیکھیں بی بی اپنے کام سے کام رکھا کریں، صائم بھائی مجھے کتنا بھی خاص سمجھیں، میں ہوں ایک ملازم ہی اور میں حقیقت سے منہ نہیں پھیرتا اور آپ میرے لئے قابلِ عزت ہیں، مجھے آپ کی خاص نوازشات نہیں چاہیئیں اور میں عزت سے روٹی کماتا ہوں سو آپ کو مجھ پر ترس کھانے کی بھی ضرورت نہیں اور میں لڑکا لڑکی کے کسی تعلق کو نہیں مانتا اگر وہ محرم نہیں تو، اور میں آپ سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتا اس لئے بہتر ہے آپ کسی اور کو ڈھونڈیں دوستی کے لئے، مجھ سے بے مطلب بات کرنا بھی آپ کے لئے مناسب نہیں ہے، لڑکی ذات ہیں خود خیال رکھا کریں۔" اب کے وہ سختی اور تحمل سے کہنے لگا۔

"آپ مجھے خراب لڑکی سمجھتے ہیں جسے اپنی عزت کا کوئی خیال نہیں۔" وہ رو رہی تھی اور خاصی تیز آواز میں کہہ رہی تھی۔

"وِل یو پلیز شٹ اپ مِس رومیسہ (پلیز کیا آپ اپنا منہ بند رکھ سکتی ہیں) "

اسکے رونے سے اُسے مزید الجھن ہونے لگی تھی۔۔۔!

وہ بالکل خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔۔!

وہ اگلے آدھے گھنٹے میں صائم کے گھر کے باہر تھا، سب کو ڈراپ کر کے گاڑی پورچ میں کھڑی کرتا وہ جلدی جلدی نکل آیا۔۔۔!

****

وہ بیڈ پر آڑا ترِچھا لیٹا آج کے پورے واقعے کے بارے میں سوچنے لگا۔۔۔۔۔!

ارحام دھپ سے آکر بیڈ پر اسکے پاس لیٹ گیا تو وہ چونک گیا۔۔۔! ارحام کو کبھی بھی ناک کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی اور نا ہی وہ زحمت کرتا تھا۔

"کس کے خیالوں میں گم ہو، میرے آنے کا پتا بھی نہیں چلا۔ "

"کسی کے نہیں، بس تھکن ہو رہی ہے، سونے لگا تھا۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور دو اُنگلیوں سے مسلسل اپنی کنپٹی کو مسل رہا تھا، سوچ سوچ کر سر درد ہو گیا تھا۔

"کوئی پریشانی ہے، سر میں درد ہے؟" ارحام بھی ساتھ ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"یار وہ صائم بھائی کی کزن ہے نارومیسہ وہ کچھ مشکوک حرکتیں کرتی ہے۔" وہ ارحام سے شیئر کرے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

"وہ گئی نہیں کیا ابھی تک، مجھے تو لگا تھا کہ چلی گئی ہو گی۔ "

"نہیں گئی ہے اب تک۔"

"کیسی حرکتیں کرتی ہے؟" وہ سنجیدہ ہو گیا کیونکہ سفیان پریشان لگ رہا تھا۔

(پھر سفیان نے اسے شروع سے ساری بات بتا دی) "پہلے تو مجھے لگا تھا اسے زیادہ بولنے کی عادت ہے، لیکن پتا نہیں کیوں مجھے اب صحیح نہیں لگتا۔"

"وہ تمہیں پسند تو نہیں کرتی؟" ارحام اس کا چہرہ بغور دیکھے جھجک کر پوچھ رہا تھا کہ کہیں سفیان کو برا نا لگے۔

"پتا نہیں ارحام، میں اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتا لیکن میں اسکی ایسی حرکتیں افورڈ نہیں کر سکتا، وہ صائم بھائی کی کزن ہے اور صائم بھائی اتنا اعتبار کرتے ہیں مجھ پر، ایسا کچھ انہیں پتا چلے گا تو وہ کیا سوچیں گے میرے بارے میں، یہ گفٹس وغیرہ یہ سب ٹھیک نہیں ہے یار۔"

"تمہیں بھی وہ اچھی لگتی ہے؟"اب کے سوال زیادہ سنگین تھا اس لئے وہ زیادہ رُک رُک کر پوچھنے لگا۔

"پتا نہیں۔"ارحام کی توقع کے برعکس وہ غصہ نہیں ہوا تھا بلکہ سیدھا بیڈ پر پیچھے کی طرف لیٹ کر آنکھیں موند لیں۔

ارحام بس اسے دیکھتا رہا۔۔۔!

"ارحام میں سوچ رہا ہوں دو تین دن کی چھٹی لے لوں، شاید تب تک وہ واپس چلی جائے اور سب روٹین جیسا ہو جائے، نہیں تو پھر میں جاب چھوڑ دوں گا۔"وہ ابھی بھی آنکھیں بند کئے کہہ رہا تھا۔

Visit us at. http://novelhinovel.com

NOVEL HI NOVEL

"دیکھو سیفی اگر تمہیں وہ اچھی لگتی ہے تو اس بار کسی کا نہیں سوچنا صرف اپنا سوچو اور اسے جانے مت دو، اگر وہ بھی تمہیں پسند کرتی ہے تو تمہیں اسے روک لینا چاہیئے، تھوڑا اپنے لئے جیو اپنی زندگی شروع کرو، کسی کا مت سوچو، صائم سے بھی بات کر لیں گے وہ تمہیں بہت پسند کرتا ہے، سمجھ جائے گا۔" ارحام اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھے مشورہ دینے لگا۔

"ارحام!" وہ اٹھ بیٹھا۔ "وہ اچھی ہے اور شاید مجھے اچھی بھی لگتی ہے۔" وہ سوچ سوچ کر کہنے لگا۔ "شاید سب مان بھی جائیں، لیکن مجھے کچھ صحیح نہیں لگتا، ارحام کچھ تو غلط ہے، کوئی چیز تو ہے جو مجھے اندر ہی اندر الرٹ کر رہی ہے، مجھے اسکی طرف بڑھنے نہیں دیتی، میں کسی کے بارے میں نا بھی سوچوں نا تو دل نہیں مان رہا، کچھ ہے جو صحیح نہیں ہے۔" وہ جیسے یقین سے کہہ رہا تھا۔

"پتا نہیں سفیان، بس تم جو بھی کرنا چاہتے ہو سوچ سمجھ کر کرنا، اور صرف اپنے لئے کرنا۔ "

"میں صائم بھائی کو کال کر کے چھٹی لے لیتا ہوں۔" وہ کہہ کر فوراً کال ملانے لگا۔

"اسلام و علیکم صائم بھائی۔"

"وعلیکم السلام سیفی۔"

"بھائی میں تین چار دن چھٹی کر لوں؟ میری طبیعت ٹھیک نہیں۔"

"کیا ہوا ہے طبیعت کو؟ بولو تو میں آؤں؟ چلنا ہے ڈاکٹر کے؟" اس کی آواز میں فکر واضح تھی۔

"نہیں نہیں بھائی، میں بس ارام کروں گا تو ہو جاؤں گا ٹھیک، ارحام ہے میرے پاس بس چھٹی کی درخواست ہے۔"

"ہاں ہاں کر لو تم چھٹی، آرام کرو، جب بہتر محسوس کرو آجانا، اور ضرورت ہو تو کال کر لینا میں آجاؤں گا۔"

"بہت شکریہ صائم بھائی۔" وہ دل سے اتنی اپنائیت پر مشکور تھا۔

"کوئی بات نہیں اپنا خیال رکھنا۔"

"آپ بھی۔" اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

ارحام اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔!

"میں ٹھیک ہوں ارحام اور سچ میں مجھے یہی صحیح لگ رہا ہے، بس چائے پلا دو اچھی سی۔"

"فوراً اَفری ہو جایا کرو تم۔" ارحام منہ بنا کر کہتا کچن کی طرف بڑھ گیا۔

سفیان پھر آنکھیں موند کر لیٹ گیا۔۔۔!

****

آج چھٹی کا پہلا دن تھا، وہ اور ارحام شوروم کے بعد ارحام کے گھر ہی آ گئے، کیونکہ دونوں آج فارغ تھے تو ساتھ وقت گزارنا چاہتے تھے، اور اب سیما کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔!

ارحام موی لگا کر بیٹھ گیا اور اب تو موی انٹرویل کے قریب تھی لیکن سیما ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔۔۔!

"ارحام یار سیما کو کال کرنا، بھوک لگ رہی ہے، کہاں رہ گئی وہ۔"

اتنے میں کی ہول میں چابی لگنے کی آواز آئی۔ یہ سیما ہی تھی۔۔۔!

"سوری سوری میں بس جلدی نکل ہی رہی تھی اور ایک کسٹمر آ گئی بس اسی لئے دیر ہو گئی۔"

"سیم یار ہم کب سے بھوکے بیٹھے ہیں۔ "

"بس کردو ارحام مجھے پتا ہے تم نے کچھ نا کچھ ٹھوس ہی لیا ہو گا۔" سیما اپنا سامان رکھتی کہہ رہی تھی کیونکہ ارحام عادت سے مجبور تھا۔

سفیان بھی ہنس دیا کیونکہ ارحام تین چپس کے پیکٹ الریڈی کھا چکا تھا۔۔۔!

"اب زیادہ باتیں نا بناؤ، چلنا ہے تو جلدی ریڈی ہو جاؤ۔" ارحام سر کھجا کر کہنے لگا، بھلا اپنی چوری کوئی کیسے مان سکتا ہے۔ "اور اسے دیکھو کیسے ہنس رہا ہے۔" وہ اب سیفی کو دیکھے کہنے لگا تو وہ ہنس کر خاموشی سے اٹھ کر باہر چلا گیا۔

وہ تینوں پاس کے ریسٹورانٹ میں ہی آگئے تھے، اور اب آرڈر نوٹ کروا کر بیٹھے تھے، جب سیما نے کہا۔۔۔!

"سفیان پھر تم کب شادی کر رہے ہو؟"

سفیان نے شاکی انداز میں ارحام کو دیکھا، اسے لگا ارحام سیما کو بتا چکا ہے۔۔۔!

"سیما ہمارے بیچ ایسا کچھ نہیں ہے۔" اس سے پہلے کے ارحام بات سنبھالتا، سفیان نے خود ہی پھوٹ دیا۔

"کس کے بیچ۔" سیما نے نا سمجھی سے باری باری دونوں کو دیکھا۔

سفیان نے ارحام کو دیکھا، ارحام نے کندھے اُچکا دیئے، اُس نے سیما کو کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔!

"سفیان کوئی ہے؟ اور تم لوگوں نے مجھے نہیں بتایا؟" اسے دکھ ہوا۔

کھانا سرو ہو رہا تھا۔۔۔!

ارحام نے مجبوراً اسے شارٹ کر کے بات بتا دی!....

"سفیان اتنا مت سوچو، اگر وہ اچھی ہے تو ضرور اس سے بات کرو، اور دِکھنے میں کیسی ہے، مجھے کب ملواؤ گے؟" سیما ایکسائیٹڈ تھی۔

"سیما ابھی ایسا کچھ نہیں، اگر کبھی ہوا تو تمہیں ضرور ملواؤں گا۔" سفیان بھلا اور کیا کہتا، وہ تو خود اس سے بھاگ رہا تھا۔

"میں تمہارے لئے بہت خوش ہوں سفیان۔" وہ دل سے کہہ رہی تھی۔

سفیان مسکرا دیا۔۔۔!

****

آج چھٹی کا دوسرا دن تھا، ارحام کی آج ڈبل شفٹ تھی سو وہ شوروم پر ہی رُک گیا۔۔۔!

سفیان بھی شوروم سے آکر کھانا کھا اپارٹمنٹ آگیا تھا۔۔!

بیڈ پر لیٹا وہ مسلسل اپنا دماغ مصروف کرنے کی کوشش کرتا رہا، اس نے زینب کو کال بھی کی لیکن اس کا فون بند جا رہا تھا۔۔!

خالی دماغ بار بار بھٹک کر ایک ہی جگہ جاتا تھا یا شاید دل، اس نے سونے کہ کوشش کی لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور محسوس ہوئی، ایک ہی چہرہ تھا جو ہر چہرے میں نظر آنے لگا اور اسی چہرے سے سفیان نظریں چراتا رہا، کافی دیر وہ یونہی کروٹیں لیتا رہا جب نیند نا آئی تو اپارٹمنٹ لاک کر کے باہر سڑک پر نکل آیا، کافی دیر سڑکوں کی خاک چھان کر جب گھر لوٹا تو وہ اس سوچ کا عادی ہو گیا تھا۔۔!

****

اس کا ارادہ چار دن کی چھٹی کا تھا لیکن اٹھائیس انتیس سال کا مرد دل کے ہاتھوں مجبور ہو ہی گیا تھا، وہ چار کے بجائے تیسرے دن ہی آن ٹپکا۔۔۔!

اگر کچھ غلط تھا تو وہ یہ غلطی اب کر لینا چاہتا تھا، اگر سب وقتی تھا تو وہ یہ وقت اچھا گزار لینا چاہتا تھا، اگر سب یک طرفہ تھا تب بھی اسے قبول تھا، اگر سب فریب تھا تو وہ آنکھیں بند کر کے کھا لینا چاہتا تھا، وہ چاہتا تھا کہ جب تک چلنا ہے بس سب یونہی چلتا رہے، اسے منزل سے غرض نہیں تھی، اسے بس یہ راستہ بھا گیا تھا۔۔!

وہ انتظار کرتا رہا لیکن وہ نظر نہیں آئی، وہ دن تو یونہی گزر گیا، واپسی پر بھی وہ اسے نہیں دِکھی تو وہ مایوس لوٹ آیا، اس نے ارحام کو بتایا تو اس نے تسلّی دی کہ شاید وہ مصروف ہو، ارحام سفیان کی اس خواہش میں اس کا بھرپور ساتھ دینا چاہتا تھا کیونکہ یہ واحد ہی خواہش تھی جو سفیان نے اپنے لئے کی تھی، وہ چاہتا تھا کہ اب سفیان اپنی زندگی شروع کرے خوشی سے، اس نے تسلّی دی کہ شاید کل اس سے سامنا ہو جائے۔۔۔!

اگلے دن بھی وہ منتظر ہی رہا لیکن وہ دِکھائی نا دی، گھر سے گاڑی نکالتے ہوئے اس نے بالآخر پوچھ ہی لیا۔۔۔!

"ہادی آپ کی لالا چلی گئیں واپس؟" لہجے کو نارمل بنانے کی پوری کوشش کی۔

"نہیں سفیان بھائی گھر پر ہی ہیں، طبیعت ٹھیک نہیں ہے ان کی۔" ہادی کی جگہ امل نے رسان سے جواب دیا۔

"کیوں کیا ہوا ہے؟" اس کے دل کو کچھ ہوا، ایک تو ویسے ہی چار دن سے اسے دیکھا نہیں تھا اوپر سے طبیعت کی ناسازی کی خبر۔

"کل بھی کہہ رہی تھیں سر میں درد ہے اور آج بھی یہی کہہ رہی تھیں، بابا نے کہا بھی ڈاکٹر کا لیکن گئی ہی نہیں۔"

"اچھا۔" شدّت سے خواہش کے باوجود اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس سے کیسے ملے اس لئے توجہ ڈرائیونگ کی طرف مرکوز کرنے کی کوشش کی۔

****

واپسی میں اُس نے دل ہی دل میں کئی بار دعا کی تھی کہ وہ اِسے دِکھ جائے، اور دعا قبول ہوئی تھی۔۔۔!

وہ گھر کے اندر جانے والی سیڑھیوں پر شال اوڑھے بیٹھی تھی، سردی آج کل کچھ بڑھ گئی تھی، آج اس نے اسکارف نہیں لیا تھا، پہلی بار سفیان کی نظر اس کے بالوں پر پڑی، جٹ

بلیک بال ویوز کی شکل میں کندھے سے تھوڑا نیچے آتے تھے،وہ دونوں بالکل آمنے سامنے بیٹھے تھے،وہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر اور وہ سیڑھیوں پر اسکی طرف رُخ کیئے۔۔۔!

گاڑی رُکتے ہی بچے اُتر کر بھاگتے ہوئے اس کے پاس گئے،اسکا گال چوم کر سیدھا اندر،وہ کچھ دیر گاڑی سے نہیں نکلا بس نا محسوس انداز میں اسے دیکھتا رہا۔۔!

پھر چابی گارڈ کو دے کر ہمت کر کے اسکی طرف آگیا۔۔!

"کیسی طبیعت ہے آپکی؟ بچے کہہ رہے تھے بیمار ہیں۔" بات کی شروعات بھی سیفی نے ہی کی تھی۔

"من خوبم،ٹھیک ہوں" وہ افسردگی سے مسکرا کر کہہ رہی تھی،ساتھ میں معنٰی بھی خود ہی بتادیئے۔

اتنے میں ارحام اندر آتا دِکھائی دینے لگا،گارڈز اسے پہچانتے تھے صائم کے کہنے پر اسے اندر آنے کی اجازت تھی۔۔۔!

"سفیان۔" اس نے اندر آتے ہوئے دور سے پکارا۔

سفیان کی ساتھ رومیسہ نے بھی اس کی طرف دیکھا،تب تک وہ ان تک پہنچ گیا۔۔۔!

"اسلام و علیکم۔"

"و علیکم السلام۔" دونوں نے ساتھ جواب دیا۔

"سیفی اگر فری ہو گئے تو چلیں؟" اب وہ آنے کا مقصد بتانے لگا۔

سفیان نے فوراً ہاں میں گردن ہلا دی۔۔۔!

"یہ رومیسہ ہیں ارحام، اور یہ میرا دوست ہے۔" وہ دونوں کا تعارف کروانے لگا۔

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔" پہلے رومیسہ نے ہی خوش دلی سے کہا۔

"مجھے بھی۔"

"چلیں۔" سفیان اب چلنے کے لئے تیار تھا۔

"ہاں۔"

"اللہ حافظ، خیال رکھیئے گا اپنا۔" سفیان رومیسہ کو کہتا ارحام کے ساتھ چل دیا۔

رومیسہ وہیں کھڑی انہیں جاتے دیکھتی رہی۔۔۔!

****

"تو یہ تھی رومیسہ۔" وہ صائم کے گھر سے نکل کر روڈ کے ایک طرف چلنے لگے، ٹریفک اب کم ہونے لگی تھی۔

"ہاں۔" (ہ کہیں دور خلاء میں دیکھتا کہنے لگا۔

"پیاری ہے۔" ارحام نے کہہ کر بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

"ہاں۔" اس کے ہونٹوں پر ایک نرم مسکراہٹ اُبھری۔

"تو تم نے دل کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے؟" ارحام بھی مسکراتا ساتھ چلتا رہا۔

"ہاں۔" (س کے چہرے کا سکون واضح تھا، وہ جیب میں دونوں ہاتھ گھسائے سیدھا چلتا رہا، آس پاس سے بے خبر اپنی ہی دُھن میں۔

"ہاں کے علاوہ بھی کچھ بولو گے یا نہیں۔" وہ سیفی کا سرور دیکھ کر خود بھی مطمئن ہو گیا۔

"پتا ہے ارحام آج میں شدّت سے دعا کر رہا تھا کہ وہ بس ایک دفع نظر آ جائے، بس ایک جھلک اور، اور جب وہ سامنے آئی نا تو مجھے آنکھ جھپکتے ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں میں آنکھ جھپکوں اور وہ کسی فیری ٹیل کے کردار کی طرح غائب نا ہو جائے، آج اتنے دن بعد اسے روبرو

پا کر مجھے پتا چلا کہ سکون کسے کہتے ہیں۔" اس کا بس نہیں چل رہا تھا اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ اپنے احساسات کو کیا نام دے، کن لفظوں میں بتائے کہ وہ کیا محسوس کر رہا ہے۔

"سیفی میں دعا کرتا ہوں کہ تمہارا سکون قائم رہے، اب کوئی دکھ نا دیکھو۔" پتا نہیں کیوں، اس کا دل عجیب سے وسوسے لئے ہوئے تھا۔

"ارحام اب میں کوئی دکھ برداشت کر بھی نہیں سکوں گا، دعا کرنا اب کوئی آزمائش نا ہو۔"

وہ بھی پل میں اداس ہو گیا، کچھ کھو جانے کا ڈر تو اسے بھی تھا۔

"اِن شاءاللہ اب سب ٹھیک ہی ہو گا۔" وہ زور سے اسکے گلے میں بازو حائل کیئے کہنے لگا۔

"اِن شاءاللہ۔"

"چلو چل کر کہیں کھانا کھاتے ہیں۔" ارحام نے فوراً موضوع بدلا۔

"چلو۔"

****

"شام بخیر۔" وہ بچوں کو لینے آیا تھا، اور ان سے پہلے ہی وہ کہتی ہوئی اس کی طرف آتی دکھائی دی۔

"شام بخیر، کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" وہ اب بھی اُسے دیکھنے سے کتراتا تھا۔

"کل سے ٹھیک۔" آج وہ مکمل کالے باجو کرنگ میں تھی، جو ملائیشیا کا ثقافتی لباس ہے، سر پر لال رومال باندھے وہ اپنے مخصوص انداز میں اسے دیکھتی پزل کر رہی تھی۔

وہ بس گردن ہلا کر رہ گیا۔۔۔!

"اگر آپکو تکلیف نا ہو تو میں بھی چلوں؟ اصل میں بھوک لگ رہی ہے لیکن گھر کا کچھ کھانے کو دل نہیں چاہ رہا۔"

"جی جیسے آپ کی مرضی۔" وہ بھلا منع کرنے کی جسارت کر سکتا تھا کیا۔

"ٹھیک ہے، پہلے آپ بچوں کو چھوڑ دیجیئے گا پھر چلیں گے۔" وہ چہک کر کہتی فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔

وہ وہیں کھڑا بچوں کا انتظار کرنے لگا، دل اندر ہی اندر بلیوں اُچھل رہا تھا۔۔۔!

****

بچوں کو چھوڑ کر وہ مطعم (ریسٹورانٹ) آ گئے تھے اور اب بالائی منزل پر آمنے سامنے بیٹھے تھے، بالائی منزل چونکہ کھلی ہوئی تھی اس لئے اس وقت موسم ہلکا ہلکا سرد محسوس ہونے لگا، شام ڈھل رہی تھی ایسے میں ارد گرد کا منظر مزید خوبصورت ہو گیا تھا۔۔۔!

وہ کافی دیر تک نارنجی ہوتے آسمان تلے اپنے سامنے بیٹھی اس لڑکی کی موجودگی کو بس خاموشی سے محسوس کرتا رہا، جو اس کے لئے بہت ضروری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔!

"کیا منگواؤں آپ کے لئے؟" وہ ہاتھ میں پکڑے مینیو کارڈ کو دیکھتی پوچھنے لگی۔

"نہیں میرے لئے کچھ نہیں، بس آپ اپنے لئے منگوا لیں، آپ کو آنا تھا تو میں لے آیا ویسے میں اس وقت نہیں کھاتا۔" وہ انکار کر کے تفصیل سے وجہ بھی بتانے لگا۔

"مجھے لگا تھا اب ہم دوست ہیں؟" اس کا چہرہ بجھ گیا۔

سفیان نے بس خاموشی سے سر جھکا لیا۔۔۔!

"کیا نہیں ہیں؟" اس کی آنکھوں میں اب ہلکی ہلکی نمی تیرنے لگی تھی۔

سفیان سے اب بھی کچھ نہیں کہا گیا، منع کر کے وہ اس کا دل نہیں توڑنا چاہتا تھا اور اقرار کر کے وہ اسے کسی قسم کی آس نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔!

"اوکے، بہت بہتر، یعنی ہم اب بھی وہیں ہیں جہاں ڈے ون پر تھے، اور میری کوئی امپورٹینس نہیں ہے، بس گھر چلتے ہیں میری بھوک مر گئی ہے مجھے کچھ نہیں کھانا۔" وہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"رُکیں بیٹھ جائیں، منگوالیں کچھ بھی جو آپ کا دل چاہے۔" سفیان اس کے اس طرح اٹھنے پر بوکھلا گیا۔

"نہیں رہنے دیں، مجھے اب چاہ نہیں۔" وہ روٹھے انداز میں رخ پھیرے کھڑی رہی۔

"آپ میرے لئے امپورٹنٹ ہیں۔" وہ نہیں کہنا چاہتا تھا لیکن کہہ گیا تھا، اس کا روٹھنا وہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

وہ کچھ دیر کھڑی یونہی سفیان کو تکتی رہی، اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سب سفیان نے ہی کہا ہے، حیرت زدہ سے وہ واپس بیٹھ گئی۔۔۔!

"کیا سچ میں۔" وہ تصدیق چاہتی تھی، اس کی آنکھوں میں انوکھی چمک تھی، کچھ پا لینے کی چمک۔

"وہاں میں گردن ہلا کر رہ گیا، اس سے اتنا نہیں ہو رہا تھا کہ ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھ لے۔۔۔!

وہ ہتھیلی پر چہرہ جمائے، دلکش مسکراہٹ کے ساتھ، ٹیبل پر آگے ہو کر بیٹھی یک ٹک اُسے دیکھنے لگی۔۔۔۔!

"آرڈر کریں۔" وہ اسکی نظروں سے جزبز ہو رہا تھا، اس لئے اسکی توجہ کہیں اور مبزول کروانے کی کوشش کی۔

"میری پسند کا؟" وہ اب بھی اسے ویسے ہی تکتی رہی۔

"جی۔" ایک لفظی جواب کے بعد وہ پھر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

رومیسہ آرڈر نوٹ کروا کر پھر اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔!

"اگر مجھے آپ سے کوئی کام ہو تو کہہ دیا کروں؟ برا تو نہیں مانیں گے؟ اس کی مسکراہٹ لبوں سے جدا ہی نا ہوتی تھی۔

"جی کہہ دیا کریں کوئی بھی کام ہو۔" وہ اب خود بھی کمفرٹیبل ہونے کی کوشش کرنے لگا۔

"کیسے کہوں۔" اس نے معصوم سی شکل بنائے کہا۔

"کال کر دیا کریں۔"

"لیکن میرے پاس آپ کا نمبر نہیں، اور صائم سے لیتے اچھا نہیں لگتا۔"

"اوکے میں بتاتا ہوں، آپ لکھیں۔" وہ رومیسہ کو نمبر نوٹ کروانے لگا۔

نمبر نوٹ کر کے وہ واپس والٹ میں موبائل ڈالتی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی، ویٹر اب کھانا سرو کرنے لگا۔۔۔!

"آپ واپس کب جائیں گی؟" دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے وہ سوال پوچھ ہی لیا تھا جو دماغ میں کئی دن سے گردش کر رہا تھا۔

"آپ چاہتے ہیں میں چلی جاؤں؟" وہ یک دم سنجیدہ ہوئی۔

"نہیں، مطلب میں بس پوچھ رہا تھا۔" اس کے منہ سے ایک دم نکلا تھا لیکن پھر سفیان نے بات سنبھال لی۔

"سوچ رہی ہوں یہیں رک جاؤں ہمیشہ کے لئے۔" وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتی سنجید گی سے کہنے لگی، کوئی شک نہیں وہ ایک ساحرہ تھی۔

" صحیح۔" ایک اطمینان تھا جو وجود میں یکسر اترا تھا۔

دونوں باتیں کرتے کرتے کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے، وقفے وقفے سے کسی نا کسی بات پر دونوں مسکرا بھی دیتے۔۔۔!

****

"اسلام و علیکم۔" فون کے دوسری طرف سے کوئی نسوانی آواز اُبھری تھی۔

" و علیکم السلام کون؟" وہ کچی نیند سے جاگا تھا، آنکھیں مسلتا رات کے ڈیڑھ بجے اس نامعلوم فون کالر سے بات کر رہا تھا۔

"رومیسہ بات کر رہی ہوں، آواز نہیں پہچانی؟" وہ بیڈ پر تر چھی لیٹی کھلے بالوں کی لٹیں انگلیوں پر لپیٹتی کہنے لگی۔

"اوہ میں سو رہا تھا، معذرت نہیں پہچان سکا۔" اس کی پوری آنکھیں کھل گئی تھیں، اور نیند کہیں کوسوں دور جا کر چھپ گئی تھی، وہ تکیا اوپر کر کے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"آئی ایم سوری، میں نے ٹائم نہیں دیکھا، یونہی آپ کی نیند میں خلل ڈال دیا، آپ سو جائیں پلیز۔" آواز سے وہ شرمندہ معلوم ہوتی تھی۔

"نہیں کوئی بات نہیں، اب کہاں نیند آنی، آپ بتائیں اتنی رات کو کال کی خیریت کوئی کام تھا؟" وہ کہتا ہوا رسٹ واچ میں وقت دیکھنے لگا، سوئیاں ڈیڑھ بجے کا وقت بتا رہی تھیں۔

"جی خیریت ہے، اور کام تو کوئی نہیں تھا، بس نیند نہیں آ رہی تھی، آپ کا خیال آیا تو کال کر دی، وقت بھی نہیں دیکھا۔"

"اچھا۔" اس نے معصوم مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا، بیٹھا ایسے تھا جیسے سویا ہی نہیں۔

"جی آپ کو برا تو نہیں لگا؟" دوسری طرف سے تھوڑا ٹھہر کر پوچھا گیا۔

"نہیں بالکل بھی نہیں۔" وہ خواب سے حقیقت میں آ گئی تھی، اسے بھلا کیوں برا لگتا۔

"چلیں شکر، اچھا بتائیں اب نیند تو نہیں آئے گی تو کیا کریں گے؟" اب وہ کہنیوں کے بل سیدھی ہو کر لیٹ گئی۔

"سوچ رہا ہوں کافی بنا لوں اپنے لئے۔"

"آپ اپنا کام خود کرتے ہیں؟ "

"جی ظاہر ہے اکیلا ہی ہوتا ہوں تو خود ہی کرنے پڑتے ہیں۔" وہ منہ پر چھپکا مار کر باتیں کرتا کچن میں آگیا۔

"اچھا چلیں میں بھی اپنے لئے کافی بنا لیتی ہوں۔" وہ بھی موبائل سے ہینڈ فری لگائے موبائل باجو کر نگ کی جیب میں ڈالے کچن میں آگئی۔

" کبھی آیئے گا صائم بھائی کے ساتھ میں پلاؤں گا اپنے ہاتھ کی کافی۔" وہ موبائل اسپیکر پر لگائے کاؤنٹر پر رکھے اب کپ میں کافی پھینٹنے لگا۔

"اکیلے آؤں گی تو نہیں پلائیں گے؟" نا جانے اس نے کیوں پوچھا۔

سیفی خاموش ہی رہا، کوئی جواب ہی نہیں بن رہا تھا۔۔۔!

"مذاق کر رہی ہوں، آؤں گی صائم کے ساتھ کبھی۔" وہ ہنسی میں ہی بات اُڑا گئی۔

"جی ضرور۔" صد شکر اس نے خود ہی بات بدل دی۔

"اکیلے رہتے ہیں، سارا کام خود کرتے ہیں، تھک جاتے ہوں گے نا۔" دوسری طرف سے بھی کپ سے کچھ ٹکرانے کی آواز آرہی تھی، یقیناً وہ بھی کافی پھینٹ رہی تھی۔

"""چھوٹا سا گھر ہے، کھانا باہر سے کھاتا ہوں، ہاں کپڑے وغیرہ دھونے پڑتے ہیں اور بس چائے کافی، اب عادت بھی ہو گئی ہے سب کرنے کی۔" وہ رسان سے کہتے جا رہا تھا۔

"شادی کر لیں۔" سفیان کی توقع کے برعکس اچانک مشورہ آیا تھا۔

"شادی سے کیا ہو گا؟" اسے سمجھ ہی نا آیا کہ اور کیا پوچھے۔

"میرا مطلب ہے تنہائی دور ہو جائے گی، میں ملائیشیا میں اکیلی رہتی ہوں، فیملی تو ہے نہیں تو مجھے اندازہ ہے کہ اکیلے رہنا کتنا مشکل ہوتا ہے، اور کتنا تکلیف دہ بھی، اس لئے بس کہہ رہی تھی کہ شادی کر لیں۔" پتا نہیں، شاید وہ اپ سیٹ ہو گئی تھی۔

"جی سوچوں گا، اب شاید کر ہی لوں شادی۔" وہ مسکرا کر کہتا ہشاش بشاش معلوم ہوتا تھا۔

پھر کافی دیر تک یونہی بات سے بات نکلتی رہی، وقت آہستہ آہستہ سرکتا رہا، نا جانے کتنی دیر، کتنے لمحے۔۔۔!

"ارحام۔" وہ دونوں شوروم میں تھے، سفیان اس کے کان میں گھسے دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

"ہاں۔"

"کوئی بہانہ کر کے چلیں، مجھے بات کرنی ہے تم سے اور آج کام کرنے کو دل نہیں چاہ رہا۔"

"کیا بہانہ کریں۔" ارحام کنکھیوں سے اسے گھور رہا تھا۔

"کچھ بھی۔" سیفی خوش تھا اور بے چین بھی۔

"چھٹی لے لیتے ہیں بہانہ کرنے کی کیا ضرورت، ہم دونوں کی ویسے بھی چھٹیاں بچی ہوئی ہیں۔" ارحام یونیفارم کا کیپ اتار کر آفس کی طرف بڑھ گیا، سفیان بھی اس کے ساتھ ہی ہولیا۔

چھٹی لے کر یونیفارم چینج کر کے باہر آنے میں انہیں کوئی بیس منٹ لگے تھے اور اب وہ شوروم سے سیفی کے اپارٹمنٹ جاتی سڑک پر رواں تھے۔۔۔!

"اب بتا بھی۔" ارحام کو لگا نا جانے کیا بات ہے کیوں کہ سیفی کبھی اس طرح نکلنے کو نہیں کہتا تھا۔

"میں کچھ سوچ رہا تھا۔" وہ کہتے ہوئے خاصہ کنفیوز تھا۔

"کیا سوچ رہا تھا بھئی بتا بھی دے۔ "

"میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

ارحام ہکّا بکّا اسے دیکھے گیا، پہلے تو اسے یقین ہی نہیں آیا اور پھر اس نے زوردار قہقہے کے ساتھ ایک مکا سفیان کے کندھے پر جڑ دیا۔۔۔!

ہاہاہایعنی بچہ ہاتھوں سے نکل گیا۔" اب ارحام اسے بھرپور طریقے سے چھیڑنے میں مصروف ہو گیا۔

سیفی بس شرما کر مسکراتا ہوا ارحام سے آگے آگے چلنے لگا۔۔۔!

"مطلب عشق نے پورا نکمّا کر دیا۔" وہ خوش تھا سیفی کے لئے، بہت خوش۔

"اُففففف ارحام بس بھی کرو، یہ بتاؤ میں اسے کہوں کیسے؟" ارحام کے شریر انداز پر اب اس کے گال لال ہونے لگے تھے۔

"اُسے کیسے؟" ارحام اس کے کندھے سے کندھا ٹکرائے اسے زچ کرنے کی مکمل کوشش میں تھا۔

"تمہیں پتا ہے کسے۔" وہ اب نروٹھے انداز میں ارحام کو دیکھنے لگا۔

"میرا شرمو بچہ، اچھا سیریس یہ بتاؤ کہ وہ مان جائے گی؟ مطلب تمہیں کیا لگتا ہے وہ بھی تمہیں پسند کرتی ہے؟" ارحام اب قدرے سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"پتا نہیں، لیکن مجھے لگتا تو ہے ایسا، لیکن ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں منع نا کر دے، ہمارے اسٹیٹس کے فرق کی وجہ سے دھتکار نا دے، تم دعا کرنا کہ ایسا نا ہو۔" وہ اندر سے واقعی سہما ہوا تھا۔

"ارے پاگل ایسا مت سوچو، بات کر کے دیکھو، مجھے یقین ہے وہ کبھی تمہیں نہیں ٹھکرائے گی، میرا یار ہے ہی اتنا اچھا۔" ارحام اس کے گلے میں ہاتھ ڈالے تسلّی دینے لگا۔

"اچھا لیکن اسے کہوں کیسے؟"

"ایسا کرو اسے سمبر ید پیچ لے جاؤ، ہم یہاں آنے کے بعد سب سے پہلے وہیں گئے تھے نااور پھران گزرے سالوں میں وہ اور بھی حسین ہو گئی ہو گی۔"

"لے تو جاؤں لیکن کہوں گا کیا،اور وہ میرے ساتھ چلیں گی؟"اب بھلا معصوم سیفی کو کیا پتا کہ کیا کہنا ہے،وہ کبھی کسی کو ڈیٹ پر تھوڑی لے کر گیا۔

"ضرور چلے گی ساتھ،ایسا کر کہ کال کر کے کل شام کے لئے پوچھ لے،سورج ڈوبنے کا بھی حسین ہی منظر ہے وہاں کا۔"ارحام اسے مکمل ٹرین کرنے والا تھا۔

"لیکن کہوں گا کیا۔"

سفیان کی سوئی وہیں پر اٹکی ہوئی تھی اور ارحام کا دل چاہا سر پیٹ لے۔۔۔!

پھر وہ ارد گرد سے بے خبر باتیں کرتے آگے بڑھتے گئے اور پیچھے رہ جانے والے فرش پر بچھا تارکول،فٹ پاتھ پر لگے درخت،رکی ہوئی گاڑیاں اور سردی کی نرم گرم دھوپ سب ان کے رازدار بنتے گئے۔۔۔!

****

"اسلام و علیکم۔"ارحام کے کہنے پر اس نے گھر آتے ہی فرصت سے رومیسہ کو کال ملادی۔

"وعلیکم اسلام، آج کیسے آپ نے خود کال کرلی۔" دوسری جانب ایک شوخ سے آواز اُبھری تھی۔

"ایسے ہی، آپ کو برا لگا کیا؟" اسے پہلے ہی ڈر تھا کہ کہیں وہ برا ہی نا مان جائے۔

"نہیں نہیں برا کیوں لگے گا، یونہی پوچھا۔"

"مجھے آپ سے کچھ پوچھنا تھا رومیسہ۔" اس نے جلدی ہی بات بڑھائی کہ کہیں وہ خود ہی ڈر کے مارے بغیر کہے فون ہی بند نا کر دے۔

"جی پوچھیں۔" وہ اب اٹھ بیٹھی، تکیہ گود میں رکھے بغور اسے سننے لگی۔

"آپ کو برا لگے تو بتا دیجیئے گا، خفا مت ہوئیے گا پلیز۔"

"بولیں بھی سفیان، مجھے بھلا کیوں برا لگے گا۔" اس کی آواز میں بے چینی کا عنصر تھا۔

"آپ کل شام میرے ساتھ سمبرید بیچ چلیں گی؟" اس نے جلدی سے ایک ہی سانس میں پوچھ لیا۔

"صائم کو بھی چلنے کا کہنا ہے؟" اس کا چہرہ چمک رہا تھا، پھر بھی آواز کو نارمل بنا کر خاصی اداکاری سے پوچھا۔

"نہیں نہیں بس آپ اور میں۔" اس نے جھجک کر کہا گویا ایسا نا ہو کہ اس کے منہ پر ہی فون بند کر دے۔

"کس وقت چلنا ہے؟" وہ بھلا کیوں منع کرتی۔

"غروب آفتاب سے پہلے، وہاں سے سورج ڈوبنے کا منظر بہت دِلکش دِکھتا ہے۔" سفیان بھی اب نارمل تھا، صدِ شکر رومیسہ کو برا نہیں لگا۔

"کوئی خاص وجہ؟" وہ کھلے بالوں کو ہاتھ سے گردن کی ایک طرف ڈالے کافی مسرور سی لگتی تھی۔

"نہیں بس ایسے ہی، آپ چلیں گی نا؟" اس نے دل ہی دل میں کئی دعائیں کیں کہ بس وہ منع نا کرے۔

"ہاں چلوں گی۔"

"اوکے پھر میں پانچ بجے لینے آجاؤں گا۔" اس کی آواز سے معلوم ہوتا تھا وہ بے حد خوش تھا۔

"اوکے میں تیار رہوں گی۔"

****

وہ پورے پانچ بجے صائم کے گھر کے باہر تھا۔۔۔!

اور اب وہ ساحلِ سمندر پر بیٹھے تھے۔۔۔!

ارد گرد کے شور و غل سے بے خبر غروب آفتاب کا حسین منظر آنکھوں میں جذب کر رہے تھے، خاموشی پُر اسراریت میں بدلتی جا رہی تھی، پچھلے آدھے گھنٹے سے دونوں میں سے کسی نے خاموشی توڑنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔!

"رومیسہ!" نظریں سامنے جمائے اس نے لب جدا کیے۔

"ہاں۔" وہ بھی سامنے ہی دیکھتی رہی۔

"کچھ کہنا تھا آپ سے؟"

"کہو۔" وہ گھٹنے پر تھوڑی ٹِکائے اب اس کی طرف رُخ کئے بیٹھی تھی۔

"اچھی لگتی ہیں آپ مجھے۔" بہت مشکل سے اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کی۔

"یہ تو مجھے پتا ہے۔" ایک دلکش مسکراہٹ اس کے لبوں پر آٹھہری۔

"شا،دی کریں گی مجھ سے؟" اٹک اٹک کر اس نے پوچھ ہی لیا۔

"آپ شادی کرنا چاہتے ہیں مجھ سے؟" مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"میں جانتا ہوں کہ میں آپ کے قابل نہیں، میرے پاس آپ کو دینے کے لئے وہ آسائشات بھی نہیں جن کی آپ عادی ہیں، پھر بھی میں نے خود کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن آپ سے محبت کر بیٹھا، آپ کو منع کرنے کا اختیار ہے، آپ چاہیں تو ابھی یہاں سے جا سکتی ہیں، میں پیچھے نہیں آؤں گا، آپ کو تنگ بھی نہیں کروں گا، محبت پر اختیار نہیں تھا سو ہو گئی، لیکن خود پر ہے سو آپ کا جو فیصلہ ہو آپ کہہ سکتی ہیں" وہ آلتی پالتی مارے بیٹھا دونوں ہاتھ گود میں رکھے، انگلیاں مروڑتے، نظریں ہاتھوں پر جمائے کہتا سنجیدہ معلوم ہوتا تھا۔

"اور اگر میں انکار کردوں تو؟" مسکراتے ہوئے اس کی انکھیں چھوٹی ہو جاتی تھیں، لیکن اسے سفیان کو دیکھ کر لُطف آرہا تھا۔

"آپ کو اختیار ہے۔" سیفی نے اب بھی نظریں اٹھا کر اسے نہیں دیکھا ورنہ جان جاتا کہ اس کا فیصلہ کیا ہے۔

"میری فیملی میں کوئی اور تو ہے نہیں، صائم کے ساتھ رہتی ہوں تو دو تین دن میں اُن سے بات کروں گی پھر فائنل ہو گا۔"

"کس بارے میں؟" سفیان نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ہماری شادی کے بارے میں، ظاہر ہے انہیں تو بتانا ہو گا نا۔" وہ چہک رہی تھی۔

سفیان اسے دیکھ کہ رہ گیا۔۔۔!

"آپ کی طرف سے۔۔۔"!

"ہاں، میں بھی آپ سے محبت کرتی ہوں۔"

سفیان کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ کہہ بیٹھی تھی، اقرار کے لمحے میں وہ بے خود سی لگتی تھی۔۔۔!

سفیان اسے دیکھے گیا، ایک لمحے کے لئے بھی رومیسہ کی مسکراہٹ پھیکی نہیں پڑی، پھر سفیان ہنس دیا، گویا اسے یقین ہی نا آرہا ہو کہ وہ خوش قسمت ہو سکتا ہے، اُسے محبت مل سکتی ہے، اس کی بھی کوئی خواہش پوری ہو سکتی ہے، یقین بے یقینی کے عالم میں وہ ہر ہر چیز کو گواہ بنانے لگا کہ کہیں کوئی اس لمحے سے مکر نا جائے، اوپر کو اٹھتی لہریں ہوں یا ڈوبتا ہوا سورج، نادِ کھنے والی ہوا ہو یا اَن گنت ریت کے ذرّے، یا دور دور تک پھیلا آسمان یا اُس میں جگہ جگہ روئی کے گالوں جیسے بادل وہ ہر ایک کو بتا تا رہا کہ ہاں اس نے جو چاہا آج اسے مل گیا، آج، ہاں آج وہ خوش ہے، بے حد پُر سکون۔۔۔!

****

"ارحام، ارحام میں نے اسے کہہ دیا۔" وہ ابھی اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تھا، دروازہ بند کرتے ہی ارحام کو کال ملائی، اور کال ریسیو ہوتے ہی بغیر سلام دعا کے اپنی ہی کہنے لگا۔

"کیا کہہ دیا۔" ارحام ڈرائیو کر رہا تھا سو سمجھ نا سکا۔

"ارحام میں نے رومیسہ سے اپنے دل کی بات کہہ دی۔" اب وہ دانت چباتے ہوئے کہنے لگا، بھلا ارحام سمجھ کیوں نہیں رہا۔

"اوہ! پھر اس نے کیا کہا؟" ارحام نے گاڑی ایک طرف پارک کر کے ساری توجہ سفیان پر مرکوز کر دی۔

"اس نے کہا وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے۔" وہ بیڈ پر گرتے ہوئے آنکھیں موندیں گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

"تمہارا سانس کیوں پھول رہا ہے؟" ارحام کو اس کی تیز تیز چلتی سانس صاف محسوس ہو رہی تھی۔

"دل ہی قابو میں نہیں آ رہا یار کیا کروں، یقین ہی نہیں آ رہا کہ وہ مان گئی ہیں، تم سُن رہے ہو نا جو میں کہہ رہا ہوں۔" خوشی اس کے روئے روئے سے پھوٹتی محسوس ہو رہی تھی، سکون جیسے ہر لمحے وجود میں سرایت کر رہا ہو۔

"ہاں ہاں میں سُن رہا ہوں، میں نے کہا تھا نا کہ وہ بھی تم سے محبت کرتی ہے منع نہیں کرے گی، سفیان میں تمہارے لیئے خوش ہوں، بہت بہت خوش ہوں، اس پر تو ٹریٹ بنتی ہے۔" وہ واقعی خوش تھا، بھلا سیفی خوش ہے اور ارحام نہیں، ایسا تو ممکن نہیں۔

"ہاں ہاں ٹریٹ پکی، تم اور سیما جب چاہے آجاؤ۔" آج اسے وہ خوشی ملی تھی جس پر وہ سب لٹا سکتا ہے۔

"پھر کل رات کا ڈن کریں؟" ارحام نے فوراً پلان بنایا۔

"ہاں ڈن، ایسا کرتا ہوں رومیسہ کو بھی بلا لوں گا، اس طرح سیما سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔"

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔"

"صحیح پھر کل کا کنفرم ہے۔"

"اچھا یہ تو بتا کہ شادی کب کر رہا ہے؟"

"وہ کہہ رہی ہیں کہ پہلے صائم بھائی سے بات کریں گی، لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ میں بات کروں، پھر بعد میں تمہیں اور سیما کو چلنا ہو گا بات کرنے کے لئے، تم دونوں ہی تو میری فیملی ہو نا۔ "

"ہاں ہاں جب تُو کہے گا تب چلیں گے۔"

" صحیح ہے صائم بھائی سے موقع دیکھ کر بات کروں گا پھر چلیں گے۔"سفیان جلد سے جلد بات کرنا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے بھئی ہم تو ڈولی لے کر تیار رہیں گے۔"ارحام اب شوخا ہو رہا تھا۔

"سفیان بس کھلکھلا کر ہنس دیا۔۔۔۔!

****

"چل بھی لو سیم، تمہاری تو تیاری نہیں ختم ہو رہی۔"ارحام بار بار کلائی میں بندھی گھڑی دیکھتا ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔

"اُففف ارحام تمہیں تو جلدی لگی ہوتی ہے ہمیشہ، پہلی بار سیفی کی "پسند" سے مل رہی ہوں تیاری تو بنتی ہے۔""" پسند "پر کافی زور دے کر شرارت سے بولا تو ارحام بھی مسکرا دیا۔

"اچھا محترمہ بہت اچھی لگ رہی ہو اب چلو، پہلے ہی دیر ہو گئی ہے۔" ارحام اپارٹمنٹ کی چابی لیتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ویسے مجھے یقین ہے رومیسہ میں کچھ خاص تو ہو گا جو ہمارا سفیان شادی کے لیئے مان گیا۔"

وہ خوشی اور ستائش سے کہتی ارحام کے پیچھے ہو لی۔

"ہاں بالکل وہ پیاری ہے معصوم سی، بچوں جیسی اور سیفی سے محبت بھی کرتی ہے، نا ماننے کی کوئی وجہ ہی نہیں تھی۔"

)وہ یونہی باتیں کرتے کرتے مطعم پہنچے(

سفیان سامنے ہی نظر آ گیا تھا، بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلتا بار بار گھڑی پر نظر ڈالتا انتظار کے لمحے گنتا معلوم ہوتا تھا۔۔۔!

"سیفی کیا ہوا خیر تو ہے؟" ارحام اسے گلے لگاتا پوچھنے لگا، جب کہ سیما سامنے والی کرسی سنبھال کر بیٹھ گئی۔

"وہ آئیں ہی نہیں ابھی تک۔" وہ پھر دروازے کی طرف دیکھتا کہنے لگا۔

"ارے آجائے گی تمہیں پتا تو ہے اس وقت ٹریفک کتنی ہوتی ہے، چلو بیٹھو اب پریشان نا ہو۔"

)وہ کہتا ہوا سفیان کو کرسی پر بٹھا کر خود سیما کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا(

"سفیان اگر اتنی پریشانی ہو رہی ہے تو کال کر کے پوچھ لو کہ کہاں رہ گئی۔" وہ بمشکل ۵ منٹ میں کئی بار مڑ کر دروازے کی طرف دیکھ چکا تھا، سیما کہے بغیر رہ ہی نہیں سکی۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے، کال کر لیتا ہوں۔"

"رکو وہ آگئی۔" ابھی سفیان نے فون نکالا ہی تھا کہ ارحام کی نظر سامنے سے آتی رومیسہ پر پڑی۔

"سلام، بہت معذرت، مجھے دیر ہوگئی، صائم نے ڈرائیور کو کسی کام سے بھیج دیا تھا۔" وہ سب کو دیکھتی، سلام کرتی، سیما سے گلے ملتے کہنے لگی۔

سفیان نے اس کے لئے اپنے برابر والی کرسی کھینچی تو وہ بیٹھ گئی۔

"کوئی بات نہیں بس ہمارا سیفی تھوڑا پریشان ہو گیا تھا۔" سیما نے شرارت سے کہا تو رومیسہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی، پیارا سیفی جھینپ گیا۔

"سوری مجھے کال کر دینی چاہیئے تھی۔" سفیان کو دیکھ کر اسکی آنکھوں کی چمک بڑھ جاتی تھی۔

"کوئی بات نہیں، آپ آگئیں کافی ہے (سفیان کی خوشی کا توٹھکانہ ہی نہیں تھا) یہ سیما ہیں ارحام کی وائف" وہ کہہ کر سیما کا تعارف کروانے لگا۔

"بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" سیما کو خوشی سے دیکھ کر وہ اسکا ہاتھ تھام کر کہنے لگی۔

"مجھے بھی بہت خوشی ہوئی، اتنا انتظار تھا مجھے آپ سے ملنے کا، میں دیکھنا چاہتی تھی سفیان کی پسند، اور آپ واقعی بہت پیاری ہیں، سفیان کی پسند واقعی اچھی ہے۔" دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر سیما واقعی خوش تھی۔

رومیسہ مسکرا کر سفیان کو دیکھتی اپنی تعریف موصول کرتی رہی، اس کے گال مزید سرخ اور پھولے پھولے ہو رہے تھے۔

"چلواب آرڈر کرو آنے میں ٹائم لگے گا۔" ارحام نے ویٹر کو بلاتے ہوئے کہا۔

"آج کی ٹریٹ میری طرف سے ہے، جس کو جو پسند ہے منگوا لے۔" سفیان خوشی سے پھولے نہیں سمارہا تھا۔

پھر سب اپنا اپنا آرڈر نوٹ کروا کر خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔۔۔!

ادھر اُدھر کی باتیں، ایک دوسرے کا تعارف، کون کس سے کیسے اور کب ملا۔۔۔!

"سفیان تمہارے دوست بہت اچھے ہیں۔" رومیسہ کسی نا کسی بات پر کھلکھلا کر ہنستی پھر یہی کہتی۔

"سفیان تمہاری رومیسہ بھی بہت اچھی ہے۔" سیما نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا تو وہ پھر ہنس دی۔

سفیان اور ارحام بس خاموشی سے مسکرا کر دونوں کو باتیں کرتا دیکھتے رہے بیچ بیچ میں کسی بات پر ارحام بھی کوئی ٹکڑا جوڑ دیتا، لیکن سفیان بس خاموشی سے دیکھتا رہتا، وہ خوش تھا، آج اس کی زندگی کا بہترین دن تھا، آج اسے ٹیبل کے گرد بیٹھے افراد ایک فیملی کی طرح محسوس ہو رہے تھے، اس کی اپنی فیملی، اور یہ احساس اس کے لیئے نیا نیا اور خوشگوار تھا، آج

سے پہلے شاید اس نے کبھی ایسا سوچا ہی نہیں تھا کہ فیملی ہونا کیا ہوتا ہے، کیسا محسوس ہوتا ہے، لیکن آج وہ کہہ سکتا تھا کہ فیملی خون کے رشتوں سے نہیں بنتی یہ تو دل سے بنتی ہے، جب دل جُڑتے ہیں تو فیملی بنتی ہے، جن دلوں میں ایک دوسرے کے لیئے احساس ہوتے ہیں وہ فیملی ہوتی ہے، جن کے ساتھ بیٹھ کر آپ خوشی محسوس کریں وہ فیملی ہوتی ہے، جو آپ کی خوشی محسوس کریں، جو آپ کو خوشی دینا چاہیں، جو آپ کی خوشی کی وجہ بنیں وہ فیملی ہیں، اور آج اسے لگا تھا کہ اس کی بھی ایک فیملی ہے۔۔۔!

جب وہ گہری سوچ سے جاگا تو ٹیبل کے پاس دو ویٹرز کو کھڑے پایا، ایک کے ہاتھ میں کھانے سے بھری ٹرے تھی اور دوسرا ٹیبل پر کھانا لگا رہا تھا۔۔۔!

"یہ کیا کیا؟" ویٹر کے ہاتھ سے مشروب سے بھرا گلاس نادانستگی میں رومیسہ کے کپڑوں پر گرا تھا، اور وہ ایک دم غصے سے کہتی اسے گھور رہی تھی۔

سیما اور ارحام کے ساتھ ساتھ سفیان بھی دم بخود اسے دیکھ رہا تھا، آج سے پہلے اس نے رومیسہ کو اتنے غصے میں کبھی نہیں دیکھا تھا، اسے تو لگتا تھا کہ رومیسہ کو غصہ کرنا آتا ہی نہیں، لیکن اس وقت تو وہ جبڑے بھینچے کھڑی تھی اور اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔!

"سوری میڈم، غلطی سے گر گیا، معاف کر دیں جان بوجھ کر نہیں کیا۔" ویٹر بھی اس کا غصہ دیکھ کر بوکھلا گیا۔

"کیا ہوا میڈم، جائیں آپ انکا ڈریس صاف کرنے میں مدد کریں۔" اتنے میں مطعم منیجر بھی آ گیا تھا، ساری بات جان کر اس نے ساتھ موجود ویٹریس سے کہا۔

ویٹریس سے کہتا وہ مسلسل ویٹر کو غصے سے سناتا اس پر چڑھائی کرنے لگا، آخر اس نے اپنی نوکری بھی تو بچانی تھی، کسٹمر کو مطمئن بھی تو کرنا تھا۔

"کوئی بات نہیں، اتنی بڑی بات نہیں ہے، بس ماما کا ڈریس تھا نا، میں نہیں چاہتی تھی خراب ہو بس اسی لیئے غصہ آ گیا" وہ خود کو سنبھالتی اپنے ساتھی مہمانوں کو دیکھتی کہنے لگی، اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں سرخی کی جگہ نمی نے لے لی تھی، سفیان کی ساری حیرت جھاگ کی طرح بیٹھ گئی، اور وہ تسلّی دینے والے انداز میں مسکرا دیا۔ "منیجر صاحب آپ اسے کچھ نا کہیں، کوئی بات نہیں، جو ہوا غلطی سے ہوا۔" اس کے کہنے پر آہستہ آہستہ رش کم ہوا اور سب کی ان پر جمی نظریں بھی ہٹنے لگیں، ویٹر بھی مشکور نظروں سے اسے دیکھتا چیزیں سمیٹ کر جانے لگا۔

"ایکسکیوزمی، میں ذرا ڈریس صاف کر کے آتی ہوں آپ لوگ کھانا شروع کریں۔"اس کے چہرے پر پھر ہمیشہ والی دلکش مسکراہٹ ابھری تھی، وہ کہہ کر ریسٹ روم کے طرف چلی گئی۔

ماحول میں تھوڑا تناؤ سا محسوس ہوتا تھا، تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرا دیئے۔۔!

پھر ہلکی پھلکی باتوں کے ساتھ کھانا کھا کر سفیان رومیسہ کو چھوڑنے آگیا اور ارحام اور سیما بھی گھر جانے کے لئے اٹھ گئے۔۔۔!

****

"ارحام۔"

(مطعم ان کے گھر سے قریب ہی تھا سو وہ دونوں واک کرتے گھر جانے کے لئے نکلے تھے، ساتھ میں دو کافی کے مگ بھی لے لئے تھے)

"ہاں کہو۔" دیر رات ہم سفر اگر من پسند ہو تو پیدل سفر بھی خوبصورت ہو جاتا ہے، ابھی بھی سیما اسکا ہاتھ تھامے سر اسکے کندھے پر ٹکائے باتیں کر رہی تھی۔

"مجھے رومیسہ تھوڑی مختلف لگی۔"

"مختلف مطلب۔"

"مطلب تھوڑی سی بناوٹی۔"

"یار ایسا کیوں کہہ رہی ہو، اتنی اچھی تو ہے وہ۔" ارحام نے حیرت سے اسے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں، یہی تو، اتنا اچھا کوئی کیسے ہو سکتا ہے؟ "

"سیم مطلب تمہیں اس کے اچھے ہونے سے مسئلہ ہے۔" وہ اب ہنس کے مذاق اڑانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ہنسو مت ارحام، تمہیں یاد ہے وہ ویٹر پر کیسے غصہ ہوئی تھی اور اگلے لمحے روہانسی ہو گئی۔"

"ہاں تو اس نے وجہ بتائی تو ہے کہ وہ اسکی ماما کی وجہ سے ہو گئی تھی غصہ، ویسے بھی ہر کوئی اپنے پیرینٹس سے اٹیچڈ ہوتا ہے، خاص طور پر جب وہ ہمیں چھوڑ جاتے ہیں تو ان کی ہر چیز ہمارے لئے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔" وہ خود بھی اداس ہو گیا تھا۔

"اچھا اب تم تو اداس مت ہونا، مجھے تو بس محسوس ہوا تو میں نے تم سے شیئر کر لیا، بس ایسا لگا جیسے وہ اداکاری کر رہی ہو۔ "

"ٹھیک ہے، تم مجھ سے کسی بھی بارے میں بات کر سکتی ہو لیکن دھیان رہے سیم سیفی کے سامنے ایسی کوئی بات مت کرنا، پہلی بار میں نے اسے اتنا خوش دیکھا ہے، پہلی بار اس نے اپنے لئے کوئی فیصلہ کیا ہے، وہ مطمئن ہے یہ کافی ہے اللہ بس خوش رکھے اسے، کیا پتا یہ بس تمہارا وہم ہی ہو اور وہ واقعی اچھی ہو۔"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو اور سیفی ہمیشہ خوش رہے۔" اس نے ارحام کے کندھے پر سر ٹِکائے آنکھیں موندتے ہوئے کہا۔

"آمین۔"

****

"آج صائم بھائی سے بات کر لوں گا، رومیسہ کو خود بات کرنا عجیب لگے گا، اللہ کرے صائم بھائی کو کوئی اعتراض نا ہو۔" وہ خود سے کہتا وقت سے پہلے ہی صائم کے گھر کی طرف جا رہا تھا، عموماً اس وقت صائم گھر پر ہی ہوتا تھا۔

"سلام سلیم، صائم صاحب گھر پر ہیں؟ "

اس نے اندر داخل ہونے سے پہلے چوکیدار سے پوچھنا ضروری سمجھا، اگر صائم گھر پر نا ہوا تو وہ وہیں سے لوٹ جائے گا۔۔۔!

"وعلیکم السلام، ہاں صاحب آدھے گھنٹے پہلے ہی آئے ہیں۔"

چوکیدار نے کہہ کر گیٹ کھول دیا تو سیفی اندر چلا آیا۔۔!

وہ آتو گیا تھا لیکن تھوڑی جھجک تھی، پتا نہیں وہ کیسے بات شروع کرے گا، اور صائم کا ردِ عمل کیا ہو گا۔۔!

پھر اپنی سوچوں کو دھکیل کر وہ داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔!

دروازہ ذرا سا کھلا تو اندر سے آتی اونچی آوازوں نے دروازے پر ہی اس کے قدم ساکت کر دیئے، دروازے کی درز سے دِکھتا منظر اس کے بدترین خدشات کی تصدیق کر رہا تھا۔۔۔!

"صائم میں نے نو سال، نو سال انتظار کیا ہے۔" یہ رومیسہ تھی جو بکھرے بالوں اور خراب حلیے میں صائم کا گریبان پکڑے کھڑی تھی۔

"رومیسہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے، میں نے تم سے کبھی ایسی کوئی بات نہیں کی، ہمیشہ تمہیں اپنی بہنوں کی طرح سمجھا ہے، اوہ میرے خدایا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم کس ارادے سے یہاں آئی ہو۔" صائم خود کو اس سے چھڑانے کی کوشش میں اسے صوفے پر دھکیلتا خود دونوں ہاتھوں میں سر تھامے دوسرے صوفے پر ڈھے گیا۔

"میں تمہارا خیال رکھتی تھی، تمہارے سارے کام کرتی تھی، تم پر پہلا حق میرا تھا، تمہیں مجھ سے شادی کرنی چاہیئے تھی، لیکن تم نے اس منحوس سے شادی کر لی، مر گئی نا اب تو وہ، اب کیا مسئلہ ہے۔"

(وہ جو کبھی زور سے بولتی نہیں تھی اس وقت گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہی تھی، سفیان کے پاؤں شل ہوتے محسوس ہو رہے تھے، اسے لگا وہ مزید اب توازن برقرار نہیں رکھ سکے گا)

"شٹ اپ، جسٹ شٹ اپ رومیسہ، وہ بیوی تھی میری، محبت کی ہے میں نے اُس سے اور اب بھی کرتا ہوں، میری زندگی میں کسی کی گنجائش نکلتی ہی نہیں اور اگر کبھی میں نے کسی کو اپنایا تب بھی وہ تم نہیں ہو گی، تمہیں لگتا ہے میں تمہیں اپناؤں گا؟ کبھی نہیں (چند

لمحوں کا وقفہ کیا اور پھر) کیوں چھوڑا تھا تمہارے پہلے شوہر نے تمہیں؟ کیونکہ تم اس کے ہوتے ہوئے دوسرے مردوں سے تعلقات میں تھیں۔"

صائم نرم مزاج تھا لیکن وہ آج قابو نہیں رکھ پا رہا تھا، اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ رومیسہ کوئی ایسی بات کر سکتی ہے۔

"جھوٹ بولتا ہے وہ، میرے کسی سے کوئی تعلقات نہیں تھے۔" وہ بھی حلق کے بل چلائی۔

"بس کرو رومیسہ میں نے خود دیکھا تھا تمہیں تمہارے کلاس فیلو کے ساتھ، مجھ سے جھوٹ مت بولو، مجھے لگا تھا تم تنہا رہ کر سدھر گئی ہو میں تمہیں کزن کے طور پر معاف کر سکتا ہوں، قبول کر سکتا ہوں لیکن اپنے بچوں کی ماں کے طور پر کبھی نہیں، میں اپنے بچوں کا مستقبل کم سے کم تم جیسی عورت کے ہاتھ میں نہیں دے سکتا۔" آخر میں صائم نے اس پر ایسی نگاہ ڈالی جیسے اس کے وجود سے گھن آ رہی ہو۔

"دیکھو تمہاری بیوی کو مرے پانچ سال ہو گئے، تم مجھے ایک موقع تو دو، مجھے میرا پہلا شوہر پسند نہیں تھا، لیکن تم سے تو میں محبت کرتی ہوں، آئی پرامس میں ایسا کچھ نہیں کروں گی پلیز مجھے ایک موقع دو۔" وہ دوباری جارحانہ انداز میں اس کا گریبان جھنجھوڑ رہی تھی۔

"اگر صائم بھائی سے محبت تھی تو میں کیا تھا اس کے لئے؟" سفیان منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا وہیں دہلیز پر بیٹھ گیا، اس میں مزید کھڑے رہنے کی سکت نہیں تھی، وہ وہیں بیٹھا اپنی جذبات کا آشیانہ اپنی آنکھوں سے ٹوٹتا دیکھتا رہا۔

"چھوڑو مجھے۔" صائم نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر دور دھکیلا۔ "تم ایک پاگل لڑکی ہو رومیسہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے، دفع ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ میں کچھ بُرا کر بیٹھوں۔"

اسکا دوپٹہ کب کا سرک چکا تھا اور وہ اپنے حال سے بے خبر دوبارہ اس کے طرف لپکی تھی لیکن صائم نے بروقت اس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف دھکا دے دیا۔۔۔!

"رحیم، رحیم۔" صائم نے زور زور سے چوکیدار کو آواز دی۔

"تب ہی اس کی نظر سفیان پر پڑی، وہ چونک گیا۔" نا جانے سفیان کب سے یہاں ہے اور اس نے کیا کیا سنا۔" سفیان اب کھڑا ہو گیا تھا، اتنے میں چوکیدار بھی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔" لے کر جاؤ اسے اور یہ دوبارہ یہاں آئے تو پولیس کے حوالے کر دینا، مجھے یہ دوبارہ یہاں نا نظر آئے۔" وہ رومیسہ کی طرف اشارہ کیے نفرت اور حقارت سے کہہ رہا تھا۔

رحیم اس کی طرف بڑھا تو دروازے کے باہر کھڑے سفیان پر اس کی نظر پڑی، ایک لمحہ ضائع کیئے بغیر وہ دوڑ کر اس کی طرف لپکی تھی۔۔۔!

" دیکھو، دیکھو سفیان، صائم نے میرے ساتھ کیا کیا، تم بہت شریف سمجھتے تھے اِسے، دیکھو اس نے میری عزت پر ہاتھ ڈالا، جب میں نے اس سے ہماری شادی کی بات کی تو اس نے یہ کیا میرے ساتھ، میری حالت دیکھو سفیان اسے ذرا رحم نہیں آیا مجھ پر۔" صائم ان الزامات پر ہونقوں کی طرح کھڑا اسے دیکھتا رہا۔" اور، اور جب میں نے مزاحمت کی تو اس نے مارا مجھے، یہ نہیں چاہتا کہ میں تم سے شادی کروں۔" وہ اب بری طرح سیفی کو جھنجھوڑ رہی تھی۔" اچھا ہوا تم آگئے ورنہ یہ پتا نہیں کیا کرتا میرے ساتھ۔" اس کے انکشافات نے تو صائم کے مانو سر پر آسمان گرا دیا تھا وہ سوچتا ہی رہا کہ مطلب رومیسہ نے معصوم سیفی

کو بھی اپنے جال میں پھنسالیا۔"میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں سیفی، پلیز پلیز مجھے لے چلو اپنے ساتھ، پلیز میں یہاں نہیں رہنا چاہتی، تم بھی تو مجھ سے محبت کرتے ہو نا۔"

سفیان کو بے حس و حرکت کھڑا پا کر وہ اب اس کے سینے سے لگی دھیمی ہو گئی تھی، اب کے شل ہونے کی باری صائم کی تھی۔

سفیان کرنٹ کھا کر دو قدم پیچھے ہٹا، اور اسے یوں دیکھا گویا جانتا ہی نا ہو اور بھلا وہ اس رومیسہ کو جانتا ہی کہاں تھا۔۔۔!

رومیسہ حیران سی آگے بھی نا بڑھ سکی، اسے یقین ہی نا آیا کہ سفیان اسے دھتکار سکتا ہے۔۔۔!

"رحیم کھڑے کیا ہو، لے کر جاؤ اسے۔"اس سے پہلے کہ وہ مزید تماشہ کرتی صائم زور سے دھاڑا تھا۔

چوکیدار اسے بازو سے گھسیٹتا بیرونی گیٹ کی طرف لے گیا۔۔۔!

"سفیان تم مجھے واقعی اچھے لگے تھے، محبت جیسا جذبہ میں نے کبھی محسوس نہیں کیا لیکن جو تمہارے لئے محسوس کیا وہ بھی میرے لئے نیا تھا، کاش تم جیسے ہو ویسے ہی ہوتے لیکن

تمہارے پاس صائم جتنی یا اس سے تھوڑی کم دولت تو ہوتی، میں کبھی تمہیں خود سے دور نہیں جانے دیتی۔"

وہ بار بار مڑ کر سفیان کو دیکھتی سوچ رہی تھی، شاید نفع نقصان کا حساب کر رہی تھی یا شاید صرف نقصان کا۔۔!

جو بھی تھا بس دولت کی ہوس میں انسان اکثر قیمتی چیزیں، قیمتی رشتے، قیمتی لوگ اور قیمتی احساسات کو کھو دیتا ہے۔۔۔!

"سفیان اندر آ جاؤ۔" صائم دھیمے لہجے میں کہتا اس کی طرف بڑھا، جواب تک شل سا چوکھٹ پر کھڑا تھا۔

"سفیان مجھے معاف کر دو مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ تمہارے ساتھ بھی کوئی کھیل کھیل رہی ہے، شاید مجھے اسے یہاں آنے کی اجازت ہی نہیں دینی چاہیئے تھی۔" وہ سیفی کے کندھے پر ہاتھ رکھے افسوس سے کہہ رہا تھا۔

وہ گئی تھی تو مانو طوفان کے بعد والا سنّاٹا پورے گھر پر چھا گیا تھا۔۔!

"صائم بھائی میں چلتا ہوں۔" وہ بس جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتا تھا۔

"رکو، اکیلے مت جاؤ، پانی پی لو پھر میرا ڈرائیور تمہیں اپارٹمنٹ تک چھوڑ آئے گا۔" صائم کو اس کی حالت دیکھ کر فکر ہونے لگی تھی۔

"صائم بھائی مجھے جانے دیں پلیز۔"

اس نے نظر اٹھا کر صائم کو دیکھا، اُسکی آنکھوں میں اتنا کرب تھا کہ خود با خود صائم کی گردن ہاں میں ہِل گئی، وہ اُسے روک نا سکا۔

سفیان نے گیٹ پار کر کے سڑک کے دونوں اطراف نظر دوڑائی، وہ کہیں نہیں تھی، شاید چلی گئی تھی یا شاید اس کے بہت سے ٹھکانے پہلے سے تیار تھے۔۔۔!

****

"ارحام، ارحام میرے ساتھ کیوں ہوا ایسا، ہاں میرے ساتھ ہی کیوں۔" گھر پہنچنے تک وہ اپنے حواسوں میں نہیں رہا تھا، رومیسہ کے الفاظ اسکے سر پر ہتھوڑوں کی طرح برس رہے تھے۔

"کیا ہوا ہے سفیان، تم رو رہے ہو؟" ارحام سیما کے ساتھ تھا، وہ دونوں آج باہر ڈنر کے ارادے سے نکلے تھے۔

"ہاں ہاں رو رہا ہوں، کیوں کہ میری قسمت میں رونا ہی لکھا ہے، مجھے خوشی راس نہیں آتی۔" اس نے زور سے سائیڈ ٹیبل پر پاؤں مارا اور وہ جگ اور گلاس کے ساتھ زمین بوس ہو گئی۔

"تم کیا کر رہے ہو سفیان، کیسا شور ہے، تم ہو کہاں، اور ہوا کیا ہے؟" وہ اب رُک کر اسے سننے لگا، سیما بھی پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں گھر پر ہوں ارحام تم آجاؤ پلیز، ایک بار پھر میں منہ کے بل گرا ہوں۔" وہ تھک ہار کر زمین پر بیڈ کے سہارے بیٹھتا چلا گیا۔

"ہاں میں آ رہا ہوں میرے بھائی، لیکن میری بات سنو تم کال مت کاٹنا مجھ سے بات کرتے رہو۔" ارحام کو یکدم ہی بہت سے خدشات لاحق ہو گئے تھے اس لئے سیما کو گھر جانے کا کہہ کر اس نے اپنا رُخ سیفی کے اپارٹمنٹ کی طرف کر لیا۔

"ارحام اس نے دھوکا دیا مجھے، اس نے جھوٹ بولا مجھ سے، وہ بدکار عورت ہے۔" وہ مٹھی میں زور سے بال دبائے نیم پاگل لگتا تھا۔

"میں آرہاہوں سیفی تمہارے پاس، آکر بات کرتے ہیں۔" وہ کیب ڈرائیور کو ایڈریس سمجھاتا اب سیفی کو ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ارحام جلدی آجا یار مجھے لگتا ہے میں مر جاؤں گا، میرے ساتھ کیوں ہوتا ہے ایسا، کوئی خوشی پوری کیوں نہیں ملتی، کوئی محبت حاصل کیوں نہیں ہوتی، میں نے بگاڑا کیا تھا اُسکا آخر، اپنی زندگی گھسیٹ رہا تھا، کیوں اس نے مجھے سبز باغ دِکھائے، کیوں مجھے محبت کی راہ پر لائی، میری ذات کا تماشہ بنا کر کیا ملا اسے۔" وہ طیش کے عالم میں کہتا پھر کھڑا ہو گیا تھا، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ساری دنیا کو آگ لگا دے۔

"سفیان میرا بچّہ میں آرہاہوں، ریلیکس ہو جاؤ، تم تم ایسا کرو پانی پیو پلیز۔" ارحام کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے اسے کنٹرول کرے، سفیان کبھی ایسے بپھرا ہی نہیں تھا، وہ تو ہر حال میں ساکن رہتا تھا۔

"سب کو سب ملتا ہے ارحام" (وہ جیسے ارحام کی سن ہی نہیں رہا تھا) "میرا زندگی پر کوئی حق نہیں ہے کیا؟ مجھے کچھ کیوں نہیں ملتا، میں کیا کھونے کے لئے ہی پیدا ہوا ہوں، اس دنیا

میں کوئی ایک محبت بھی مجھ سے مخلص نہیں ہو سکی، اتنا برا ہوں کیا میں، بہت زیادہ مانگ لیا تھا کیا میں نے زندگی سے۔" وہ پاگلوں کی طرح ادھر سے اُدھر چکر لگانے لگا۔

"تم خود ہی تو کہتے تھے کہ تمہارا دل نہیں مانتا اس کے لئے شاید اللہ تمہیں اس دکھ سے بچانا چاہتا تھا، تبھی تمہارا دل مطمئن نہیں ہوتا تھا، سفیان اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے، ہمت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا اِن شاء اللہ۔" ارحام اس کے اپارٹمنٹ سے خاصہ دور تھا اور اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اُڑ کر سیفی تک پہنچ جائے۔

"لیکن ارحام میرا قصور کیا تھا، میری غلطی تو پتا چلے، مجھے بھی تو کوئی اچھا لگ سکتا ہے نا لیکن مجھے ملتا کیوں نہیں، جب اسے میرے لئے بنایا ہی نہیں گیا تھا تو وہ میری سیدھی سادھی زندگی میں آئی ہی کیوں۔" سیفی ٹوٹ پھوٹ کر بالکل مایوس ہو گیا تھا۔

"سیفی میری جان تم اس کے لئے خود کو اذیت کیوں دے رہے ہو جسے تمہاری پرواہ نہیں، وہ تماری کبھی نہیں تھی، میری غلطی ہے مجھے تمہیں روکنا چاہیئے تھا، تمہارا دل نہیں مانتا تھا، میں تمہیں روک لیتا تو آج شاید یہ سب نا ہوتا۔" ارحام کو اپنا آپ بھی قصوروار لگنے لگا تھا۔ "فکر نا کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"مجھے نہیں پتا ارحام تمہارے نزدیک ٹھیک ہونے کی کیا صورت ہے لیکن میرے پاس اب ایسا کچھ نہیں جو ٹھیک ہوتا نظر آئے، کچھ بچا ہی نہیں، کیا ٹھیک ہو گا، بھلا تنہائی میں بھی کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے کیا، ارحام میں ایک ایسا صحرا ہوں جس پر محبت کی بارش برستی تو ہے لیکن یہ پھر بھی سوکھا ہی رہتا ہے، میری ذات ایک تباہ کن علاقے کی طرح ہے جہاں کوئی سبزہ، کوئی خوشحالی نہیں پھوٹ سکتی۔"

(ارحام کو اس کی آواز ڈوبتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی، دھیمی ہوتی ہوئی) "ہیلو، ہیلو سفیان تم ٹھیک ہو؟ بھائی ذرا جلسی چلاؤ، سفیان تمہاری آواز کم آ رہی ہے۔" وہ بیک وقت دونوں سے مخاطب تھا، اسے وقت تیزی سے سرکتا محسوس ہو رہا تھا۔

"اب موت ہی ہے جو سب ٹھیک کر سکتی ہے ارحام۔" لفظ ٹوٹنے لگے تھے۔

"خدارا ایسا مت کہو سیفی تم مجھے بہت عزیز ہو یارا۔" ارحام کو اپنی آنکھیں بھیگتی محسوس ہوئیں، وہ رو رہا تھا۔

"تم بھی میرے سچے یار ہو ارحام، شکریہ یار اتم نے اتنا ساتھ دیا۔" اس کے سر میں شدید ٹیس اُٹھ رہی تھی، سر گھوم رہا تھا، درد کی شدت سے آنکھیں میچے وہ بامشکل بات کر رہا تھا۔ "لیکن زندگی تو موت کی امانت ہے نا ارحام۔"

اور پھر، پھر چھناکے کی زوردار آواز سے کچھ ٹوٹا تھا اور فون پر دوسری طرف بالکل سنّاٹا چھا گیا، موت سے پہلے والا وحشت ناک سنّاٹا۔۔۔!

"سیفی۔" وہ فون ہاتھ میں پکڑے ہونکوں کی طرح گھورے جا رہا تھا، کسی انہونی کا احساس شدت سے اسکے اوسان خطا کرنے لگا، آنسو تھم گئے تھے اور اب وہ بس یہ چاہتا تھا کہ یہ سفر کبھی ختم نا ہو، وہ اپنی منزل پر کبھی نا پہنچے، اسے کوئی بری خبر نا ملے۔

****

"ہیلو، ہیلو صائم۔"

"ہاں، ارحام کیا ہوا ہے، گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔"

(آج کے واقعے کے بعد وہ خود کافی ڈپریسڈ سا، آستینیں فولڈ کئے اسٹڈی ٹیبل کے سامنے کام پھیلائے بیٹھا تھا، لیکن مجال ہے جو کچھ سمجھ میں آ رہا ہو)

"مجھے نہیں پتا صائم، کیا تم سیفی کی طرف آ سکتے ہو؟" ارحام کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ ایسے وقت میں کسے کال کرے، صائم کا خیال آیا تو اسے ہی کال کر لی۔

"سیفی کی طرف؟ خیریت ہے، سیفی ٹھیک ہے؟" وہ پریشانی میں پیشانی مسلتا اُٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے پتا نہیں ہے صائم، اسکی کال آئی تھی بہت پریشان تھا، مجھے بلا رہا تھا اور پھر ایک دم کال کٹ گئی، اب میں کال بیک کر رہا ہوں تو نہیں اُٹھا رہا، مجھے بس ٹھیک نہیں لگ رہا، تم پلیز آ جاؤ، وہ پریشان تھا تم اُسے سمجھانا وہ تمہاری بہت مانتا ہے۔"

"او کے تم پہنچو میں آ رہا ہوں۔" وہ والٹ اور گاڑی کی چابی لیتا باہر بڑھ گیا۔

"صائم میں پہنچ گیا ہوں تم آ جاؤ۔"

"او کے۔" اس نے جلدی سے کہہ کر فون بند کر دیا۔

ارحام پہنچ چکا تھا۔۔۔!

"تم پانچ منٹ یہاں انتظار کر سکتے ہو۔" پتا نہیں کس احساس کے تحت اس نے گاڑی سے نکلتے ہوئے کیب ڈرائیور کو کہا۔

"اوکے بس پانچ منٹ، پھر میں چلا جاؤں گا۔"

"اوکے۔" ارحام ڈرائیور کو کہتا تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ جلدی جلدی سیڑھیاں پھلانگنے لگا۔

(اُس نے دروازہ ناک کیا) "سیفی" (ایک بار، دو بار)

) پھر اس نے اپنے پاس موجود چابیوں سے دروازہ کھولا (

) اندر کا منظر اسے ہولانے کے لئے کافی تھا (

(سیفی خون میں لت پت زمین پر پڑا تھا، شاید سر چکرانے کی وجہ سے وہ شیشے کی میز پر گرا تھا، جس کے ٹکڑے اس کے نیچے اور آس پاس بکھرے پڑے تھے (

"سیفی۔" وہ ہولے سے پکارتا اس کے پاس آیا۔

صحیح معلوم نا ہوتا تھا کہ اصل میں خون کہاں سے نکل رہا ہے۔۔۔!

ارحام نے اس کے سر کو گود میں رکھا تو وہ نم تھا، شاید خون، وہ اُسے ہلا رہا تھا، بار بار ہولے سے پکارتا وہ خود اپنے حواسوں میں نہیں لگتا تھا۔۔۔!

"صائم۔"اس نے صائم کو کال کی، سیفی کا سر ہنوز اس کی گود میں تھا۔

"صائم سیفی کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے، وہ بے ہوش ہے، کانچ کی ٹیبل ٹوٹی پڑی ہے اور سیفی، اس کے جسم سے بہت خون نکل رہا ہے۔"وہ کسی خواب کی سی کیفیت میں بتاتا گیا، اسے اپنی آواز بھی کسی کھائی میں سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

"اوہ خدایا! ارحام اسے ہاسپٹل لے کر جاؤ میں ڈائریکٹ وہیں پہنچتا ہوں۔"وہ ڈرائیو کر رہا تھا اسے پہنچنے میں وقت لگتا اور اس وقت سیفی کو جلد ہاسپٹل پہنچانا ضروری تھا۔

"میں کیسے ؟"اس میں اتنی ہمت کہاں تھی کہ وہ اُٹھ پاتا اور سیفی کو لے جاتا۔

"ارحام ہوش کرو، اسے کسی کی مدد سے اُٹھاؤ اور ہاسپٹل لے جاؤ، دیکھو زیادہ دیر مت کرو خدانخواستہ اسے کچھ ہو گیا تو ہم کیا کریں گے۔"اس بار صائم نے تھوڑی تیز آواز سے کہا تاکہ ارحام کے حواس بحال ہوں۔

"نہیں نہیں سیفی کو کچھ نہیں ہو گا۔"وہ سُن ہوتے ہاتھ پاؤں کے ساتھ جلدی جلدی اُٹھنے لگا۔

"اُسے دبّا ہاسپٹل لے کر چلو، میرا ایک دوست ڈاکٹر ہے وہاں میں اسے کال کر دیتا ہوں وہ مل جائے گا تمہیں وہاں اور میں بھی ڈائیریکٹ وہیں جا رہا ہوں۔"

"او کے۔" وہ فون بند کر کے جلدی جلدی نیچے اُترنے لگا۔

)دوسری طرف صائم نے اپنے دوست ڈاکٹر کو کال کر کے اطلاع دی تھی اور تیار رہنے کا کہہ دیا تھا(

وہ نیچے اُترا تو کیب والا واپس مڑتا دِکھائی دیا۔

"رُکو۔" وہ پھولتی ہوئی سانس کے ساتھ گاڑی کے دروازے پر جھکا۔

"میرے دوست کی حالت بہت خراب ہے اُسے فوراً ہاسپٹل لے کر جانا ہے۔" وہ بمشکل جملہ مکمل کر پایا۔

کیب ڈرائیور ارحام کے کپڑوں پر خون دیکھ چکا تھا، سو پہلے تو گھبرایا لیکن پھر مان گیا۔۔۔!

)وہ کیب ڈرائیور کی مدد سے سیفی کو کیب میں لئے صائم کے کہے ہوئے ہاسپٹل لے کر جا رہا تھا، متوقع تھا کہ صائم پہلے ہی پہنچ جائے، راستے میں بھی ارحام نے بہت کوشش کی کہ سیفی کو ہوش آجائے اور وہ بات کرے لیکن سب بیکار(

****

سیفی کو آپریشن تھیٹر میں لے جا چکے تھے۔۔۔!

ارحام کے ہاتھ، جینز، ٹی شرٹ سب خون میں نتھرے ہوئے تھے۔۔۔!

وہ ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ آپریشن تھیٹر کے سامنے ہی زمین پر بیٹھ گیا، مسلسل باہر جلتی لال بتّی جیسے اسکی آنکھوں میں آ بسی تھی۔۔۔!

صائم بھی وہیں اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔۔!

"فکر مت کرو ارحام وہ ٹھیک ہو جائے گا۔" صائم اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے تسلّی دینے لگا، لیکن دل کی بے چینی کہتی تھی کہ یہ الفاظ کھوکھلے ہیں۔

"پتا نہیں صائم کیا ہوگا، سیفی بہت ضدی ہے، اپنے کہے پر قائم رہتا ہے، وہ کہتا تھا کہ وہ کبھی پاکستان نہیں جائے گا اور اب دس بارہ سال ہو گئے ہیں وہ کبھی پاکستان نہیں گیا اور

ابھی ایک گھنٹے پہلے اُس نے کہا تھا کہ وہ مر جائے گا۔" ارحام اسے خالی خالی نظروں سے دیکھے گیا۔

"اللہ نا کرے ارحام کہ ایسا کچھ ہو، فکر نا کرو وہ بہت بہادر ہے کچھ نہیں ہو گا اُسے۔"

"صائم تمہارے گھر پر کیا ہوا تھا ایسا جس کا سیفی نے اتنا اثر لیا، وہ تو تم سے اپنی اور رومیسہ کی بات کرنے گیا تھا۔" ایک یہی سوال بار بار اس کے ذہن میں گردش کر رہا تھا۔

)صائم شرمندہ شرمندہ سا نظریں جھکائے اُسے ساری بات بتاتا گیا(

)ارحام کی آنکھیں لمحے میں مزید سُرخ ہوِئیں(

"میں بتا رہا ہوں صائم وہ مجھے جہاں بھی دِکھی نا میں اُسے جان سے مار دوں گا۔" اسکی آنکھوں میں اس وقت اتنی نفرت تھی کہ وہ شاید سامنے ہوتی تو خود ہی ڈوب مرتی۔

صائم خاموش ہی رہا، وہ خود کو بھی نادانستہ طور پر سیفی کی حالت کا ذمہ دار سمجھتا تھا، اور وہ خود بھی بہت اذیت میں تھا، کچھ ہی عرصے میں سفیان سے وہ کافی اٹیچڈ ہو گیا تھا، اس لئے سفیان کی یہ حالت ارحام کے ساتھ ساتھ خود اِس کے اپنے لئے بھی خاصی تکلیف کا سبب بن رہی تھی۔۔۔۔!

)کئی لمحے خاموشی کی نظر ہوئے(

)دونوں ہی چپ سادھے ٹھنڈی زمین پر بیٹھے رہے(

"کس نے حق دیا تھا تمہاری کزن کو کہ وہ میرے معصوم دوست کے دل سے کھیلے صرف وقت گزاری کے لئے،اپنے جیسا کوئی ڈھونڈ لیتی ناوہ۔" وہ کہیں دور خلاء میں دیکھتا کہتا رہا۔

صائم کو اپنا آپ زمین میں دھنستا ہوا محسوس ہوا۔

"ارحام اس کے گھر کال کر کے بتائیں؟" صائم کو ایک دم خیال آیا۔

"گھر۔" ایک تلخ ہنسی اُس کے لبوں کو چھو گئی۔ "اُس بدنصیب کا کوئی گھر نہیں، کوئی رشتہ نہیں، کوئی رونے والا نہیں۔" آج ارحام کو ہر اُس شخص سے نفرت محسوس ہو رہی تھی جو کبھی سیفی کی تکلیف کی وجہ بنا۔(

"ایسا کیوں کہہ رہے ہو ارحام، وہ لوگ کچھ نا بھی کر سکے تو کم از کم سیفی کے لئے دعا تو کریں گے نا۔ "

"دعا"اس نے پھر سر جھٹکا۔"ہاں دعا تو کریں گے، بھلا پیسہ بنانے والی مشین کے لئے کون بد بخت دعا نہیں کرے گا۔"اُس کے لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی۔

(صائم بس دکھ سے اسے دیکھے گیا)

"ایسے مت دیکھو صائم!"اس نے نظریں پھر سُرخ بتّی پر جمالیں۔"تمہیں پتا ہے وہ اپنے گھر کا سائبان تھا،اور سائبان پتا ہے کیا ہوتا ہے؟سائبان وہ ہوتا ہے جو موسم کی ساری سختی تن تنہا برداشت کرتا ہے، سرد گرم اکیلا جھیلتا ہے، جو اپنے گھر والوں کو سایہ فراہم کرتا ہے، سائے میں رہنے والوں کو کیا پتا کہ سایہ دینے والا اپنا آپ بھی قربان کر رہا ہے، وہ ایسا ہی تھا جو سب کے لئے سب کرتا تھا، لیکن بھلا کبھی کسی نے چار دیواری کی چھت کو اہم سمجھا ہے جو اِسے کوئی سمجھتا، وہ کسی کے لئے خاص نہیں تھا۔"

(وہ کچھ لمحے سانس لینے کو رُکا، صائم یونہی اسے سننے کے لئے منتظر رہا)

"صائم کہتے ہیں مرد روتا نہیں ہے، بچپن سے ایک ہی بات کان میں سیسے کی طرح پگھلا کر ڈال دیتے ہیں، کچھ مرد یہ سن سن کر بے حس ہو جاتے ہیں، اپنے سے چھوٹے کو حقیر سمجھتے ہیں اور خاص طور پر عورت کو پاؤں کی دھول سے زیادہ نہیں سمجھتے اور کچھ مرد اپنے

دکھوں پر اس لئے نہیں روتے کہ دیکھنے والے انہیں کمزور مرد نا سمجھیں کوئی یہ نا کہے کہ مرد ہو کر رو رہے ہو، ایسے آنسو جو آنکھ سے نا بہیں نا وہ قطرہ قطرہ دل میں گرتے ہیں انسان کو اندر سے کھوکھلا کر کے توڑ پھوڑ کر رکھ دیتے ہیں، میں نے دیکھا ہے سیفی کو بار بار ٹوٹتے ہوئے اُنہیں کے ہاتھوں جن سے اُس نے بے انتہا محبت کی، جن کے لئے اُس نے جلاوطنی کاٹی، ٹوٹ پھوٹ کی انتہا پر میں نے اسے روتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور پھر دوسرے دن وہ یوں سنبھل جاتا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔" وہ کہتے کہتے تھک گیا تھا، آنسوؤں کا گولہ حلق میں اٹکنے لگا تھا۔

"نا جانے لوگ یہ کیوں کہتے ہیں ارحام کے مرد کو درد نہیں ہوتا، بھلا کیا مرد انسان نہیں ہوتا۔" وہ بھی اب سرخ روشنی کا حصار کھینچے بیٹھا تھا۔ "ہمیں بھی درد ہوتا ہے، تکلیف ہوتی ہے، اذیت ہوتی ہے، بے سکونی، بے آرامی، کیا ہے جو ہم محسوس نہیں کرتے، پھر نا جانے کیوں ہم پر آنسو نا بہانے کی پابندی لگادی جاتی ہے، دل ٹکڑوں میں بٹ جاتا ہے جب کوئی اپنا تکلیف میں ہوتا ہے، یا جب کوئی اپنا تکلیف دیتا ہے یا جب کوئی پیارا چھوڑ جاتا ہے، جب کوئی پیارا دھوکا دیتا ہے۔ "

"صائم مجھے ہنسی آتی ہے جب کوئی کہتا ہے کہ سب مرد بے حس ہوتے ہیں۔"اُس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔"بھلا یہ بے حسی تھی کہ وہ اتنی سی عمر میں اپنے گھر والوں کے بہتر مستقبل کے لئے گھر سے، گھر کے آرام سے دور تھا، ہنسی آتی ہے جب کوئی کہتا ہے کہ مرد مجبور نہیں ہوتا، میں نے دیکھی ہے اس کی مجبوری، ورنہ کوئی یونہی تو اپنی محبت نہیں چھوڑتا نا، ہنسی آتی ہے جب کوئی کہتا ہے کہ مرد میں وفا نہیں ہوتی، بھلا اور کیا ہوتا ہے باوفا ہونا کہ ایک مرد محبت کا اظہار اس لئے نا کرے کہ اس کے اظہار سے اُس لڑکی کے کردار پر داغ نا لگ جائے، اور کیا ہوتا ہے باوفا ہونا کہ وہ اتنے فاصلے سے بھی اپنے گھر والوں کا دفاع کرے، اور کیا ہوتا ہے باوفا ہونا کہ ایک مرد اپنے ہی گھر والوں کے بار بار اذیت دینے پر، بار بار ٹھکرانے پر بھی انکی سہولت کے لئے اپنا آپ قربان کر کے ایک مشینی زندگی گزارے، ہنسی آتی ہے کہ جب کوئی کہتا ہے کہ مرد محبت میں خالص نہیں ہوتا، بھلا وہ مخلص نا ہوتا تو آج موت کے دہانے پر تو نا ہوتا نا۔"ایک تلخ مسکراہٹ اس کے لبوں کا طواف کرتی رہی۔

"جھوٹ کہتے ہیں کے مرد میں وفا نہیں ہوتی، مرد تو ساری زندگی اپنا آپ اپنے ہر ہر رشتے پر قربان کرتا ہے ارحام، اپنا دکھ چھپا کر اپنوں کا دکھ دامن میں سمیٹ لیتا ہے، خود اپنی

خواہشات کا گلا گھونٹ کر اپنے پیاروں کے چھوٹے بڑے خواب پورے کرتا ہے، مرد تو ہر روپ میں وہ شیڈ ہے کو ہر تکلیف سے بچانے کے لئے آپ کو ڈھانپ لیتا ہے، چاہے بیٹا ہو، بھائی ہو، باپ ہو، شوہر ہو یا چاہے دوست ہو، عورت کو تو وفا کے پیکر کہا گیا ہے، لیکن صرف عورت ہونا تو وفادار ہونے کی علامت نہیں ہے نا، آج کی عورت تو ہر میدان میں قدم سے قدم ملا کر چلتی ہے، بعض تو دھوکا، فریب، وقت گزاری، دل بہلانے، استعمال کرنے یا بے وفائی میں بھی مردوں سے قدم بہ قدم ہیں، ایسے میں سیفی جیسے معصوم لڑکے اور بہت سے معصوم لڑکیاں مکار لوگوں کے ہاتھوں کا کھلونا بن جاتے ہیں، کیونکہ ہم نے لوگوں کو ایک ہی ترازو میں تولنا شروع کر دیا ہے۔"

"ہاں صائم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

"کتنی دیر ہو گئی ارحام ڈاکٹرز آ کیوں نہیں رہے باہر۔" اس کی گھبراہٹ اب بڑھ رہی تھی۔

(ارحام بھی اٹھ کر ٹہلنے لگا)

وقت تیزی سے سرک رہا تھا! ....

سیفی کو اندر لے جائے ہوئے اب ڈیڑھ گھنٹہ ہونے کو تھا!. ...

سرخ لائٹ بند ہوئی ! ....

)ارحام ٹہلتے ٹہلتے رک کر منتظر سا دروازے کے سامنے کھڑا ہوا تو صائم بھی بے چینی سے اُٹھ کر اس کے پاس کھڑا ہو گیا(

"ہاں حامد سفیان ٹھیک ہے نا؟"ڈاکٹر باہر آیا تو دونوں اس کی طرف بڑھے۔

"سوری یار صائم اس کو ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے ملٹیپل (Multiple) برین ہیمبرج ہوا تھا اس کے سروایول کے چانسز ویسے ہی کم تھے، ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی لیکن آئی ایم سوری یار ہم اِسے نہیں بچا سکے"

)لفظ تھے یا آسمان، ارحام بوجھ نا اُٹھا سکا اور وہیں زمین پر دھپ کر کے بیٹھ گیا، صائم نے بھی بیک وقت دیوار کا سہارا لیا(

"لیکن حامد اس کے تو بلیڈنگ ہو رہی تھی؟"صائم کو یقین نہیں آرہا تھا، ایسا کیسے ہو سکتا ہے، چند گھنٹے پہلے ہی تو اسے صحیح سلامت دیکھا تھا، بھلا چند گھنٹوں میں یہ کیا ہو گیا۔

"اسکی کمر اور گردن میں کانچ کے ٹکڑے گھپے ہوئے تھے، جس کی وجہ سے کافی گہرے زخم آئے، اس لئے زیادہ بلیڈ نگ ہوئی تھی لیکن اس کی موت ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے ہوئی ہے، برین ہیمبر تج نا بھی ہوتا تو بھی دل کا دورہ پڑ سکتا تھا یا فالج کا۔" ڈاکٹر حامد پروفیشنل طریقے سے اطلاع اور تسلّی دے کر چلے گئے۔

صائم بھی ارحام کے سامنے زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

"صائم وہ کہتا تھا کہ زندگی تو موت کی امانت ہے، اسے کیا جلدی تھی یہ امانت لوٹانے کی۔" اسکی آنکھوں سے قطار سے آنسو بہنے لگے۔

)صائم بھی بے اواز رونے لگا، اسے یاد آیا اپنی بیوی کی موت کے بعد وہ آج رو یا تھا، سفیان اسے بہت پیارا تھا، دنیا میں کچھ ہی لوگ ہوتے ہیں جو غیر ہو کر بھی بہت اپنے ہوتے ہیں اور وہ تو خود اپنوں کا ترسا ہوا تھا(

"کاش اس کی کوئی ایک خواہش تو دنیا میں پوری ہو جاتی صائم۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں کہنے لگا۔" کوئی ایک خوشی تو اسے مل جاتی، کم از کم ایک خوشی پر تو اس کا بھی حق تھا نا، یہ لوگ اتنے بے رحم کیوں ہوتے ہیں رحم دل والوں کو تو کچل ہی دیتے ہیں۔" اس کے

آنسوؤں میں مزید تیزی آگئی۔"اللہ کرے اس کی اگلی نا ختم ہونے والی زندگی اُس کی اس زندگی کی ہر تکلیف کا مداوا کر دے، اللہ اس کی اگلی زندگی کو پر سکون اور خوبصورت بنا دے/"وہ کہہ کر اُٹھ گیا تھا، سیفی کے گھر والوں کو اطلاع دینی تھی اور تدفین کا بندوبست بھی کرنا تھا۔"ورنہ یہ زندگی تو نا ختم ہونے والی ان گنت خواہشوں کا مجموعہ ہے"

"بے شک۔"صائم بھی خود کو سنبھالتا اُٹھ کھڑا ہوا۔

****

ختم شد

Novel Hi Novel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول کی ویب سائیٹ یا "صداقت آن لائن ڈائجسٹ، صائمہ آن لائن ڈائجسٹ یا سپر ریڈنگ میٹریل میں بھی دینا چاہتے ہیں تو بھی رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

Www.NovelHiNovel.Com

NovelHiNovel

NovelHiNovel@Gmail.Com

Support@NovelHiNovel.Com

03155734959

ختم شُد

اگلا ناول صرف ناول ہی ناول پر

Www.NovelHiNovel.Com

Novel Hi Novel

السلامُ علیکم !

ناول ہی ناول آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول کی ویب سائیٹ یا "صداقت آن لائن ڈائجسٹ، صائمہ آن لائن ڈائجسٹ یا سپر ریڈنگ میٹریل میں بھی دینا چاہتے ہیں تو بھی رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

Www.NovelHiNovel.Com

NovelHiNovel

NovelHiNovel@Gmail.Com

Support@NovelHiNovel.Com

03155734959